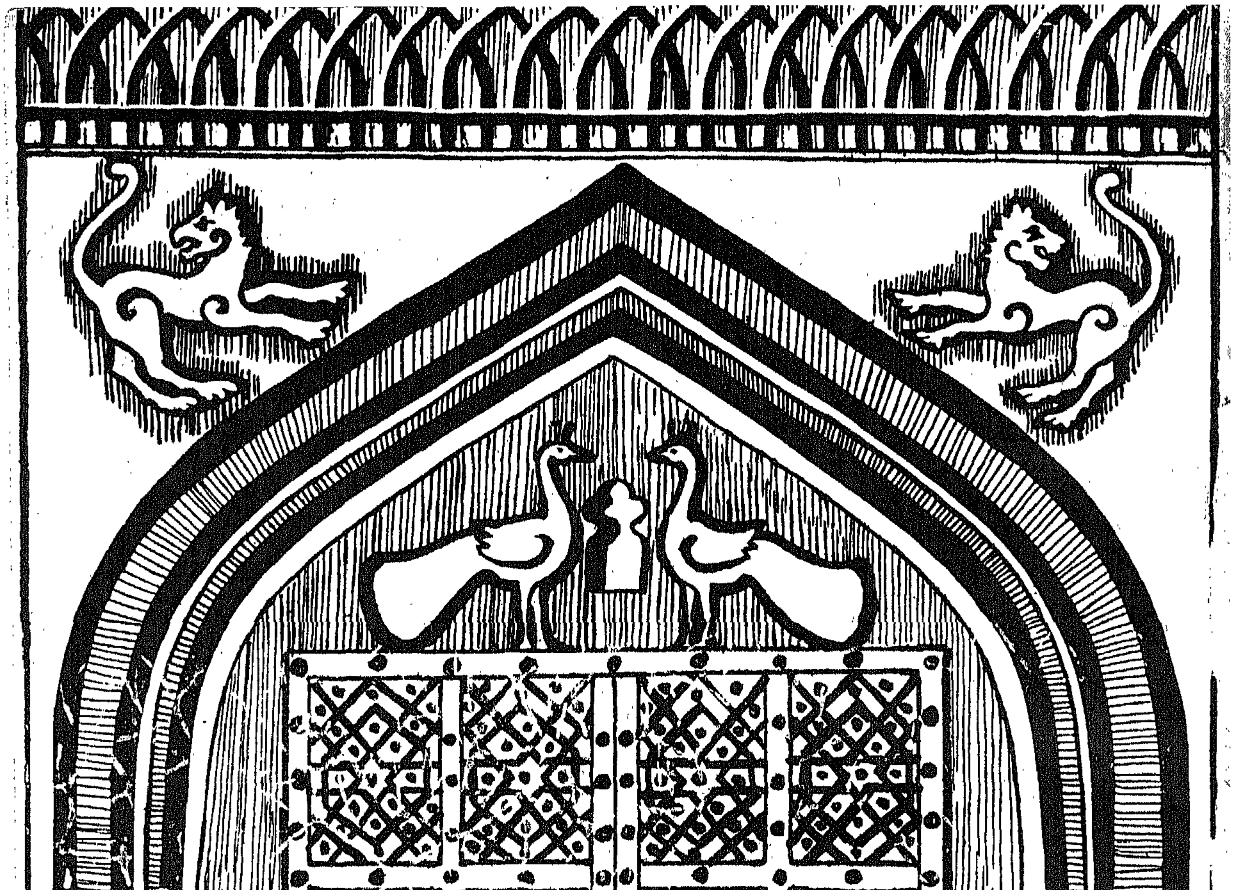


مثنوی سیف الملوک و بدیع الجمال

سلسلۂ یوسفیہ — شمارہ (۶)

مثنوی

سیف الملوک و بدیع الجمال

سنہ ۱۰۳۵ھ

از

غواصی

مرتبہ

میر سعادت علی رضوی ایم اے

سنہ ۱۳۵۷ھ

مجلس اشاعت دکنی مخطوطات

سرپرست

عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر

۱۔ مولوی سید محمد اعظم صاحب ام۔ اے۔ بی ایس سی۔ (کینٹب) پرنسپل سٹی کالج — صدر

۲۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب ام۔ اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) — نائب صدر

۳۔ مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی۔ اے (آنرز) پروفیسر انگریزی پروسٹ جامعہ عثمانیہ — رکن

۴۔ مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ام۔ اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) — ″

۵۔ مولوی عبدالقادر سروری صاحب ام۔ اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) — ″

۶۔ مولوی سید محمد صاحب ام۔ اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج) — معتمد

۷۔ مولوی میر سعادت علی صاحب ام۔ اے۔ — شریک معتمد

پیش لفظ

اردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقالات ایک عرصۂ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ ولی اورنگ آبادی جو گیارہویں صدی ہجری کے ربع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک پائی جاتی تھی، ٹکسال باہر قرار دے کر دلی کے ان شعرا کو، جنھوں نے ولی کی تقلید میں فارسی کی بجائے اردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔ لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ ولی اورنگ آبادی سے کئی سو برس پہلے اردو زبان کی بنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت بہمنیہ کے

آخری زمانے میں اور اس کے بعد اس کی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کر لی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال کے لیے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اس کی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کر دی، اور ان کی شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطبشاہ بانئ شہر حیدر آباد خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اُردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لیے کچھ رُک سی گئی، اور پھر سرکار دربار میں کچھ مدت کے لیے فارسی کا دور دورہ قائم ہو گیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اُردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اُردو زبان و ادب کی قدامت مُسلم ہو گئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بُنیاد قایم ہے اور جن کے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لُطف اندوز ہو سکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کرسکتے ہیں، اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے، پیوستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشنِ یادگار ولی کے موقع پر "دکن کے مخطوطات" کی جو نمایش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پارے ایسے ہیں جن کی اشاعت سے نہ صرف اردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا، بلکہ ان سے اردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہوگئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اردو سے خارج کرکے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدنظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کرسکینگے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اردو کی خراد پر چڑھ کر اردو یا ہندستانی زبان کا جز بن سکتے ہیں۔

حسنِ اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر دام فیوضہ، نے بھی جو جشن یادگار ولی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا

اور اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :-

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن ولی کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہوسکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبانِ تصانیف کی اردو کتابیں مرتب اور شایع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقۂ فرماں روایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعرا وجہی، غواصی، نصرتی، رستمی وغیرہ ولی سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اس لیے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابل قدر رہیں۔ بہر حال اس اہم کام کی تکمیل کے لیے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیے۔"

نواب صاحب ممدوح نے قدر شناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :-

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کر کے

شایع کرسکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ بٹانے تیار ہوں۔"

چنانچہ نواب صاحب معز کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی "مجلس اشاعت مخطوطات" کے نام سے قائم کی گئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لے کر ان کی اشاعت کے ابتدائی مراحل طے کیے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ایم اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) (صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ایم اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) "

(۴) مولوی عبدالقادر سروری صاحب ایم اے ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) "

(۵) مولوی سید محمد صاحب ایم اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج)......معتمد

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ایم اے۔ ....شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ

بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لیے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن وکاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر وسکون اور محنت وہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ ان کی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کرینگے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطبشاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں سے جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد اعظم



سلطان عبداللہ قطب شاہ

مقدمه

(۱) حالات زندگی

ایک ملک الشعراء ہونے کے باوجود قطب شاہی تاریخیں اور تذکرے ملاّ غواصی کے تفصیلی حالات سے بالکل خالی ہیں۔ ہمعصر شعراء اور خود غواصی کے کلام سے جو اندرونی شہادتیں اُس کی زندگی سے متعلق اخذ کی جا سکتی ہیں انہی کو فی الحال معتبر و مستند سمجھا جاتا ہے۔

غواصی کی تاریخ پیدائش کا علم نہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں پیدا ہوا ہوگا اور محمد قلی قطب شاہ کے زمانے میں شاعری شروع کی ہوگی۔ اس کی ابتدائی زندگی عسرت میں بسر ہوی۔ وہ سرکاری ملازم تھا اور یہی اس کی گذر اوقات کا ذریعہ تھا۔

باوجود کوشش کے اُسے دربارِ شاہی میں کوئی جگہ نہ مل سکی۔ سلطان محمد قطب شاہ کا عہدِ حکومت بھی یوں ہی گذر گیا حالانکہ اس نے اپنی پہلی طویل نظم مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اسی عہد میں لکھنی شروع کی تھی جس وقت کہ وہ ایک تجربہ کار اور کہنہ مشق شاعر بن چکا تھا۔

سُلطان عبداللہ کے تختِ نشین ہوتے ہی اُسے آثار و قرائن سے یہ معلوم ہونے لگا کہ اب اس کی دیرینہ آرزو برآنے کا وقت آچکا ہے چنانچہ اس نے سیف الملوک ختم کی اور خاتمہ پر اپنی تمنّا کا اظہار سُلطان عبداللہ کو مخاطب کر کے اس طرح کیا :-

جو سُلطان عبداللہ انصاف کر　　میرے جوہراں پوتے دل صاف کر
دیوے داد میرا بھوت مان پانوں　　اُمس دورتے تا گریبان پانوں
کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے　　تو تازا میرا طبع گلذار ہوئے
کہ غمگین ہوں میں سخت سنسارتے　　دھروں دغدغے لاک اس آزارتے
پریشانگی میں جمیا خیال میں　　لے آیا ہوں ایسے رتن ڈھال میں
بہر حال یو نظم الہام سوں　　کیا میں نول شاہ کے نام سوں (سیف الملوک)

اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۰۳۵ھ تک غواصی عسرت ہی کی زندگی بسر

کرر ہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی قسمت موافق ہوتی گئی۔ دربار شاہی میں رسوخ حاصل ہوا اور دس سال کے عرصہ میں وہ ملک الشعراء کے درجہ تک پہنچ گیا ۱۰۴۵ھ میں بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار بیجاپور میں جانے کے قابل سمجھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترقی اس قدر سرعت کے ساتھ ہوی کہ پندرہ سال کی مدت میں جس قدر دنیوی مراتب واعزاز کی اسے خواہش تھی وہ سب حاصل ہو گئے کیونکہ وہ اپنی دوسری طویل نظم طوطی نامہ (سنہ تصنیف ۱۰۴۹ھ) کے آخر میں اپنے دنیا دار ہونے پر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور بقیہ عمر عبادت میں بسر کرنے کا تہیہ کر لیتا ہے۔ اس کا دل دنیا کے ساز و سامان۔ عیش و عشرت۔ مال و دولت سے سیر ہو چکا ہے اور اب وہ تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا آرزومند ہے۔ غواصی کا یہ خیال اسی کی زبان سے سنئے:۔

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص — لگا عشق اپنے خدا سات خاص
چلیگا کتا نفس کے کئے سنے — کتا ہوئیگا ناوں کے پیئے منے
اچھیگا کتا در ریائی ہنوز — کریگا کتا خودنمائی ہنوز
ہو بیدار یکبار اس خواب تے — نکل بھار اس غم کے گرداب تے
جو ہے رہنما پیر حیدر ترا — ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا

جکچھ خواست تیرا ہے سب اس کو چھوڑ — دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ
نہ کر اعتماد اس گذر گاہ کا — یو بھپاندا ہے درویش ہور شاہ کا
سنبھال اپس اے یار اس دام تے — نکو غافل اچھ آپنے کام تے
اُچا دم جم اللہ کے نام سوں — متارہ سدا عشق کے جام سوں (طوطی نامہ)

یہ کسی طرح نہ معلوم ہوسکا کہ غواصی کو دربار میں رسائی کیونکر حاصل ہوی اور ملک الشعراء کا خطاب کس سلسلہ میں عطا ہوا۔ درباری شاعر ہونے کے باوجود اب تک یہ پتہ نہیں چلا کہ سلطان عبداللہ کی سالگرہ کی تقریب یا عیدین کے موقع پر غواصی نے کوئی تہنیت کا قصیدہ کوئی تاریخی قطعہ کہا ہو البتہ تاریخ حدیقۃ السلاطین میں ایک واقعہ درج ہے کہ سلطان عبداللہ کو ۱۰۴۱ھ میں جب لڑکا پیدا ہوا تو وجہی اور غواصی نے تاریخ ولادت کہی۔ اصل عبارت اس طرح ہے :۔

"اول تاریخ کہ ملا وجہی شاعر دکنی یافتہ است" آفتاب از افتاب (۱۰۴۱) آمد پدید" وملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است ایں کلمہ را مادۂ تاریخ ساختہ است "محفوظ باد" (۱۰۴۱)۔"

اس ذکر سے ہم یہ تصفیہ نہیں کرسکتے کہ حقیقتاً غواصی نے سوائے دو مثنویوں کے قصائد اور تاریخی قطعات یا غزل مرثیہ وغیرہ کچھ بھی نہ کہا۔ بہت ممکن ہے کہ

آئندہ ادبی تحقیق کرنے والوں کو اس کا ذخیرہ بھی دستیاب ہوجائے۔ البتہ اتنا ضرور قیاس کیا جاسکتا ہے کہ دربار کی رسائی کے بعد غواصی صرف ایک شاعر ہی کی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ معاملات سلطنت میں بھی دخیل تھا چنانچہ ۱۰۴۵ھ میں اس کا بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار محمد عادل شاہ میں جانا اس کا ثبوت ہے جس کی صراحت یہ ہے کہ ۱۰۴۵ھ میں محمد عادل شاہ بیجاپور نے اپنے درباری شاعر ملک خوشنود کو گولکنڈہ روانہ کیا تھا تاکہ منجانب محمد عادل شاہ سلطان عبداللہ کی اس مدد کا شکریہ ادا کرے جو خواص خاں کو بیجاپور کی حکومت سے بے اقتدار کرنے کے لیے روانہ کی گئی تھی۔ ملک خوشنود جب بیجاپور واپس ہونے لگا تو "بعد از یک چندے ملا غواصی شاعر دکنی را رفیق او ساختہ با تحفہ و یادگار روانہ بیجاپور ساختند" غواصی کی دربار عادل شاہ میں خوب آؤ بھگت ہوی اور مراجعت کے وقت "حضرت عادل شاہ میرزین العابدین پسر شاہ ابوالحسن حاجب مقیمی را ہمراہ ملا غواصی شاعر نمودہ دو زنجیر فیل بزرگ و شش سر اسپ عراقی و دو صندوق مقفل از تحف وہدایا ارسال داشتند" (حدیقۃ السلاطین)

غواصی نے جس طرح طوطی نامہ کے آخر میں تارک الدنیا ہونے کا

ارادہ ظاہر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسی طرح عمل بھی کیا اسی لیے اس کی آخری زندگی بالکل گمنام ہے یہاں تک کہ تاریخ وفات کا بھی علم نہیں قرین قیاس یہی ہے کہ اس کا سلطان عبداللہ ہی کے زمانے میں انتقال ہوا ہوگا۔

(۲) غواصی کی شاعری

قدیم دکنی شاعروں کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ انہیں کس سے تلمذ حاصل تھا قریب قریب ناممکن ہے۔ غواصی کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کسی کی شاگردی کی یا خود ساختہ شاعر تھا۔ مثنوی سیف الملوک کے شروع میں اس نے اپنی خوب ہی خود ستائی کی ہے چنانچہ کہتا ہے :-

بچن کے سمند کا ہوں غواص میں — دھر تھار ہوں موتیاں خاص میں
جگت جوہری سب میرے پاس آئے — میرے خاص موتیاں کوں جھو کر لجائے
چڑے ہات موتی یو جس راج کے — تو سر پر رکھے جوڑا و پر تاج کے

ان کا بہا کوئی دے نا سکے　　بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے
نکل آ فصاحت کے میدان توں　　بچن کے ترنگ کوں دے جولان توں
کہ اس ٹھار تج بن نہیں کوئی اب　　لجا توں بلاغت کیرا گوئے اب
مرا دل خزینہ جوں معمور ہے　　بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے
میرا گیان عجب شکرستان ہے　　جو اس تے میٹھا سب ہندستان ہے
جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے　　بھکاری ہیں منج شکرستان کے
شکر کہا میرے شکرستان تھے　　میٹھے بول اُٹھے او اَس گیان تھے
لطافت منے میں سخن سنج ہوں　　دھرنہار لک غیب کے گنج ہوں
جو میں ہم سوں طبع آزمائی کروں　　تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں
سکے کوں ملنے میرے طور میں　　کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں
عطارد سو ہے کلک مج ہات کا　　دوات ہے سو میرا چنڈرات کا
گگن سا تو دفتر مرے شعر کے　　ستارے سو جوہر مرے شعر کے

ان اشعار سے ظاہر ہے کہ باوجود تنگدستی اور افلاس کی حالت میں بسر کرنے کے وہ شاعری میں اپنا مد مقابل کسی کو نہیں سمجھتا صرف دکن کی حد تک نہیں بلکہ سارے ہندستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ دوسرے شعراء کو اپنا

خوشہ چین سمجھتا ہے (اکثر دکنی شعراء نے اپنے اپنے تصانیف میں اپنے ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعروں کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے مثلاً امین نے مقیمی کا ذکر کیا ہے۔ نصرتی نے خود غواصی اور اپنے ہمعصر باکمال شاعر شاہ ابوالمعالی کا حال لکھا ہے۔ وجہی نے باوجود غواصی کی طرح اپنی خودستائی کرنے کے قطب مشتری میں گذرے ہوئے دو شاعروں فیروز و محمود کی تعریف کی ہے ان کو کامل الفن سمجھتے ہوئے اپنی مثنوی کی داد دینے کے قابل سمجھا ہے اسی طرح ابن نشاطی نے فیروز کو استاد فن کے لقب سے یاد کیا ہے لیکن غواصی نے اپنی تصانیف میں کسی ہمعصر شاعر کا ذکر کیا ہے نہ متقدمین کا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فن شعر میں کس قدر اعلیٰ اور اکمل سمجھتا تھا۔ اس واقعہ سے ایک مبہم قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس نے کسی کی شاگردی نہیں کی)۔

غواصی کی اس تعلی اور ہمہ دانی کا ثبوت اس وقت تک صرف دو کتابیں دریافت ہوی ہیں مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اور طوطی نامہ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ کوئی فیصلہ کن ثبوت نہیں کیونکہ یہ دونوں کتابیں اتفاق سے فارسی کے ترجمے ہیں کوئی اپنی تصنیف نہیں۔ ترجمے سے کسی شاعر کے قوت تخیل اور تصرف الفاظ کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا البتہ اس کی کہنہ مشقی ثابت ہوسکتی ہے۔

حدیقۃ السلاطین کے الفاظ "ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است"
(یہ بتاتے ہیں کہ غواصی نے حقیقتاً ایک بلند پایہ شاعر کی حیثیت سے کافی شہرت
حاصل کر لی تھی اور صحیح معنی میں اپنے وقت کا ملک الشعراء تھا محمد قلی قطب شاہ
کے دربار کا ملک الشعراء وجہی اگرچہ سلطان عبداللہ کے زمانے تک زندہ تھا
لیکن غواصی کی بڑھتی ہوی شہرت نے وجہی کو گمنام بنا دیا تھا۔ وجہی باوجود
غواصی پر طعنہ زنی کرنے کے اس کی روز افزوں شہرت سے خائف تھا یہی وجہ
ہے کہ خود ایک کہنہ مشق بلند پایہ شاعر ہونے پر بھی اس نے سلطان عبداللہ کی
فرمایش پر اپنی قابلیت کا ثبوت بجائے نظم کے ایک بلند پایہ نثر 'سب رس'
کی شکل میں دیا۔

— غواصی نے اپنا پورا کمال ان ترجموں میں دکھایا ہے یہاں تک کہ ترجمہ نے
اصل کی صورت اختیار کر لی یہ اس کی قادر الکلامی کا ثبوت ہے۔ وہ نہایت پرگو
شاعر تھا چنانچہ مثنوی سیف الملوک جس میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں اس نے
صرف ایک مہینے کی قلیل مدت میں تمام کی چنانچہ وہ خود کہتا ہے:۔

"برس ایک ہزار ہور پنج تیس میں   کیا ختم یو نظم دن تیس میں"

(مثنوی سیف الملوک سے بعض ایسے مقامات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں

جن سے غواصی کے تخیل۔ بلند پروازی، مبالغہ۔ حسن تعلیل۔ تشبیہ اور رزمیہ نگاری پر روشنی پڑے۔

مثنوی کے تمہیدی حصہ میں غواصی نے "سخن" کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں ان کا تسلسل اور روانی قابل داد ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تخلیق عالم میں پہلا نمبر سخن کا ہے یہی ایک صفت انسان و حیوان میں ما بہ الامتیاز ہے۔ سخن کی فضیلت وہ ہے جس کی حد کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ دنیا کے تمام کام اسی سخن سے چلتے ہیں۔ خدا کی تعریف۔ نعت و منقبت۔ سوال جواب۔ فتح و شکست۔ شہرت۔ نیک و بد کا امتیاز سب سخن ہی سے وابستہ ہیں) آخری فیصلہ کن شعر اس نظم کا حسب ذیل ہے:۔

بچن تھے چلے دین و دنیا تمام　　بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام

ان اشعار میں آمد کی شان نظر آتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاعر سخن کے متعلق ابھی اور کہنا چاہتا ہے یا کہہ سکتا ہے لیکن طوالت کے خیال سے مجبوراً اپنی طبیعت کو روک رہا ہے۔

(۱ غواصی کے کلام میں دکنی الفاظ کا عنصر بہ نسبت فارسی کے بہت زیادہ ہے بعض مقامات پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمداً دکنی لفظ استعمال کر رہا ہے۔ چنانچہ اسی نظم میں جو تعریف سخن کے عنوان کے تحت ہے وہ بجائے "سخن" کے

'بچن' کا لفظ استعمال کرتا ہے اسی طرح ۔جیو۔رجیب ۔بھومان ۔جگت ۔گرہان۔فام۔ رتن۔کہان۔بہان۔وغیرہ۔دکنی الفاظ کی ہر جگہ بہتات ہے اور غواصی بے تکلف استعمال کرتا چلا جاتا ہے ۔(*)

(عشقیہ مثنویوں میں عموماً معشوق کا سراپا لکھتے وقت شاعر کے پیش نظر یہی رہتا ہے کہ معشوق کو حسن و خوبصورتی کا مجسمہ بنا کر پیش کرے ۔یہی مقام ہے جہاں تقریباً تمام شاعر مبالغہ کر جاتے ہیں لیکن غواصی نے ایک نہایت بدصورت حبشن کے سراپا کی صراحت میں زورِ قلم صرف کیا ہے اور اس کے سراپا کا بیان اس طرح کیا ہے کہ پڑھنے والے کے چشم تصور کے آگے ایک تصویر کھنچ جاتی ہے مثالاً یہاں چند شعر نقل کیے جاتے ہیں جس سے غواصی کی قادر الکلامی ثابت ہوتی ہے۔

کہ زشتاں منے سخت و زشت تھی ۔۔۔ بیٹھ روسیاہی میں انگشت تھی

کہ تھا تھوبڑا اس کا جیوں فیل کا ۔۔۔ سر اُس کا سو کالا رنجن نیل کا

انکھیاں ڈونگیاں جیوں یں کھڈی سار کے ۔۔۔ دو دیدہ بہتر جوں پتھر گار کے

چڑیا ہونٹ اُپراں کا ناک پر ۔۔۔ تھوڈی پر پڑیا ہے تلیں کا اوتر

لٹکتی جو چینڑاں پہ چوٹی دسے ۔۔۔ سو جیوں جھاڑ کی پیڑ موٹی دسے

موئے سار بنیڈلیاں او پر تیز بال ۔۔۔ نہ تھی جگ میں ڈائن کوئی اُس کے مثال

گندی پیاز کے ڈل پر دھپیل کر گلے میں حمائل نمن میل کر

اسی کے ساتھ ساتھ بدیع الجمال کے حسن کی تعریف میں بھی غواصی نے کمی نہیں کی :—

عجب نور کیرا اتھا مکھ پہ تاب
کہ قربان اس مکھ پہ لک آفتاب

سمن بیت بھری ہر اویک نازتن
سہیلی کنول سوں ہے نازک بدن

دیکھیا جو ں چندر اُس مونڈی کاڑکر
سٹیا پیرہن آسمان کے پھاڑکر

ستارے دیکھ اس کا نجھل نور سب
لئے ہات شرمندہ ہو ہور سب

کلیاں سب چمن کے دیکھ اس بھاں کوں
کیاں چاک اپنے گریبان کوں

دیکھ اس کے نین بن کے نرگس تمام
ہو بیہوش لٹنے تھے کھس کھس تمام

دیکھنٹ اس کے پیچاپن بھرے کنڈلاں
سب آئے تھے کل بر زمیں سنبلاں

کہ دو نار اوتار کچ حور تھی
نہ کچ حور وو عین سمدور تھی

(ان اشعار میں تشبیہہ استعارہ اور حسن تعلیل کی اچھی اچھی مثالیں موجود ہیں۔

رزمیہ نگاری میں غواصی کی طبیعت کچھ کند نظر آتی ہے وہ بزم کے میدان کا شہسوار ہے مثنوی سیف الملوک میں دو ایک مقام پر جنگ کا سماں اس نے باندھا ہے جو دوسرے مناظر کے مقابلہ میں کمزور سا ہے البتہ شہپال اور

بادشاہ دریائے قلزم کی لڑائی کے سین میں ایک جگہ اس نے ایک نئی اور اچھی تشبیہہ دی ہے جو قابل نوٹ ہے۔ دریائے قلزم کے کنارے یہ لڑائی ہو رہی ہے۔ دیووں کے سر کٹ کٹ کر پانی میں گرتے جا رہے ہیں اور جسم الگ دریا میں ڈوب رہے ہیں اس کی تصویر غواصی نے اس طرح کھینچی ہے:۔

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا　　گگن اُسپو کشتی ہو چلنے لگیا

سَراں تیرتے لہو کے سمدور تے　　جو دستے انخے بُڑ بُڑے دور تے

دَھڑاں سب ہنپٹ موج کے لوٹ مار　　تھے ڈبتے نکلتے نہنگاں کے سار

ڈوبتے ہوئے سر دور سے پانی میں حُباب کی طرح نظر آتے تھے اور جسم مگرمچھ کی طرح سطح آب پر نمایاں ہوتے اور ڈوبتے تھے۔ یہ تشبیہہ بہت لطیف اور انوکھی ہے۔

---

(۳) زبانْ اوَر طرزِ بیَانْ

غواصی کے کلام میں ہندی الفاظ زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کلام سادہ اور تصنع سے پاک ہے۔ مبالغہ آمیز تخیل بہت کم ہے۔ غواصی کی زبان تین سو برس پہلے کی خالص دکنی ہے اکثر الفاظ اور محاورے آج کل متروک ہیں جنہیں

دکنی لوگ بھی مشکل سے سمجھ سکتے ہیں ۔ فارسی اور عربی الفاظ کے ساتھ کہیں کہیں سنسکرت اور ہندی کے لفظ بھی مخلوط ہیں ۔ مثنوی سیف الملوک کا ابتدائی حصّہ غواصی کی اچھی پیداوار ہے ۔ حمد نعت اور منقبت کے بعد اس نے سلطان عبداللہ اور "سخن" کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں ان کا اسلوب دلکش اور شاندار ہے جیسا کہ مدحیہ قصائد کا ہونا چاہیے ۔ چند شعر بطور نمونہ نقل کیے جاتے ہیں :—

چندا چو دواں خسروی بُرج کا — امو لاک رتن حُسن کے درج کا
جلالت بھر یا حال دیکھ شاہ کا — کلیجا پھٹے مہر ہور ماہ کا
کیے عدل یو شہ ہر یک ٹھاؤں سوں — کہ نوشیرواں کا چھپیا ناؤں سوں
دسے شہ کوں یوں ہات تیغ آبدار — کہ حیدر کے جیوں ہات میں ذوالفقار
جم اُس شہ کوں یو کامرانی سجے — عدالت میں نوشیروانی سجے
اگر علم کی بات پوچھے سجے — اندازا نہیں مارتے دم کسے
منگے ٹاک جو دل شاہ گنبھیر کا — پون پر بندھاوے محل نیر کا
نہ شہ سار سورج کس آسمان ہیں — نہ شہ سار تن ہے کسی کھان ہیں

قلم کاف ونون سے جو نکلیا بہار سو پہلے بچن کوں کیا آشکار
بچن تے سدا جیب کوں رچ ہے بچن تیچ بھرپور سب کچ ہے
بچن عرش کرسی پوتے دھائے ہیں بچن آدمی کے بدل آئے ہیں
بچن تیچ ہووے خدا کا صفت بچن تیچ ہووے نعت ہور منقبت
بچن تے سوالاں جواباں ہووین بچن تے حساباں کتاباں ہووین
بچن تے ہوی فام نیکی بدی بچن تے ہوئے منتہی مبتدی
بچن تے چلے دین و دنیا تمام بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام
بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں

ان اشعار سے غواصی کے طبیعت کی روانی ظاہر ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اپنا ما فی الضمیر ادا کرنے میں اسے کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی وہ قلم برداشتہ لکھتا ہے اور سادے الفاظ کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ غواصی کے عہد کی زبان کے قواعد اور اصول موجودہ اصولوں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ ذیل کی چند مثالیں اس کو اچھی طرح واضح کرسکتی ہیں :۔

(۱) عربی۔ فارسی اور ہندی کے اکثر الفاظ جو آج کل مؤنث استعمال ہوتے ہیں غواصی نے مذکر استعمال کیے ہیں۔ مثلاً۔ مناجات۔ ہتیلی۔ یاد۔ شجاعت۔

روح وغیرہ کو مذکر لکھا ہے :۔

مناجات غواصی کا کر قبول، ہتیلی تیرا لوح انگلی قلم، شجاعت تیرا سن ملک گڑ گڑائے، تیرا یاد دائم ہے چارا اُسے، میرا روح پروانہ کے سار کا،

(۲) دکنی جمع بنانے کا طریقہ وہی فارسی کے تتبع میں بالعموم ا۔ن کے ساتھ ہے مثلاً

بُنیاں ہیں بعضے لیاں ہیں جتنے ۔ دیو بہار ساریاں کوں لیاں تس

زباں دیوے توں یو زباناں کے تئیں فرح بخش جیواں کے کاناں کے تئیں

(۳) فارسی میں علامت اضافت "زیر" ہے اور جہاں تکرار لفظ درکار ہو اسی لفظ کو بجنسہ دو مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن غواصی نے ان دونوں موقعوں پر (ی) کا استعمال کیا ہے ۔ مثلاً

جو شاہے ہیں شہر سنگار سب، ۔ دپیٹے نپٹ جنگلے جنگل جھاڑے جھاڑ،

(۴) الفاظ کا تلفظ اور وزن ۔ غواصی کے کلام سے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ اس زمانے میں الفاظ کا صحیح تلفظ اور وزن کیا تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت شعری یا بحر کی وجہ سے شاعر لفظ کو جس طرح چاہتا تھا مسخ کر سکتا تھا ۔ اس کی متعدد مثالیں اس مثنوی میں ملتی ہیں مثلاً :۔

سچا توں محمد سچا مصطفیٰ، ۔ زمیں تے عرش پر گئے تسوار، صبح تے گرم دھوپ توں باڑتا،

"جلگی نج ولایت ہنے شک جولائے" "بچن ہیچ تے بہار آتے اہیں"
"خوشیاں سانتھ گھر میں تے نکلیا بہار"

(۵) ضمائر کا طریقہ بھی موجودہ قواعد سے مختلف ہے مثلاً :۔

"سو دفتر اُنن (ان کے) عشق کا کھول توں" "کہ دیتا نہیں ہے کسے (کسی کو) جاب تو"
"تون آپس کوں (اپنے آپ کو) یہاں تے بہت سے سنبھال"

(۶) حصر یا تاکید کے لیے بجائے "ہی" کے حرف "چ" لفظ کے آخر میں لگا دیا جاتا ہے :۔

"بچن تیچ (تے ہی) بھرپور سب کوچ ہے" "کہ بہو تیچ (بہت ہی) پکڑیا ہے ہنج دل اُچاٹ"
"حکومت اُنن کاچ (کا ہی) ہے ٹھار ٹھار"

(۷) اکثر الفاظ کا املا بدلا ہوا ہے یعنے جس طرح بولا جاتا تھا اسی طرح لکھا بھی جاتا تھا جیسے :۔
نفع کو نفا ۔ وضع کو وضا ۔ واقعہ کو واقا ۔ اور معنی کو مانا ۔

کہیں مصرع کے آخر میں اگر ایسا لفظ آجائے تو اس کا قافیہ بھی صوتی لحاظ سے کیا جاتا ہے مثلاً وضا اور قضا ہم قافیہ ملتے ہیں :۔

"دکھ مج تے بچھڑ توں پھر پا کس وضا" "کھڑیا آ تیرے سر او پر کیوں قضا"
"بہت دن بہت ٹھار واقے دیکھیا" "کہیا جائے نا ایسے واقے دیکھیا"

(۴) مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال

(۴)

(قصّہ کا ماخذ)

(غواصی نے مثنوی میں کہیں قصّہ کے ماخذ کا ذکر نہیں کیا اور نہ یہ بتایا ہے کہ یہ ایک فارسی نثر کا دکنی منظوم ترجمہ ہے بلکہ اس کے برخلاف اپنی تخلیقی نظم بتائی ہے۔ تمہیدی اشعار میں کہتا ہے۔)

"ہوا عقل کا دست مایا مجھے — تو اس دھات خاطر میں آیا مجھے
کہ پیجاؤں نادل تے ناز انگار — جو دنیا میں اپنا اچھے یادگار
پیدا کرو
کہ سیف الملوک ہور بدیع الجمال — یو دونوں ہیں عالم منے بے مثال
ان دوئی کا داستاں بول توں — سو دفتر ان عشق کا کھول توں
تیرے تائیں آیا ہے یو داستاں — ظفر تج کوں لیایا ہے یو داستاں
کہیا میں جو کچھ آئی سو فام میں — کیا ناؤں یک دم ہور شام میں
اُچایا طرز ایک ناز امیٹھا — جگت بیچ پاڑیا آواز امیٹھا"

یہ قصہ الف لیلہ کے فارسی ترجمہ کا ایک مشہور افسانہ ہے۔ اس میں مصر کے شہزادہ سیف الملوک اور راجہ کی شہزادی بدیع الجمال کے حسن و عشق کی داستان مذکور ہے۔ غواصی نے اسی فارسی نثر سے دکنی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ ایک عرصہ کے بعد عہد اورنگ زیب عالمگیر میں مرزا بدیع اصفہانی نے شمشیر خاں کی فرمائش پر اس قصہ کو فارسی میں نظم کیا اور "گلدستہ عشق" نام رکھا۔ غواصی کی مثنوی ۱۲۹۰ھ میں بمبئی کے کسی مطبع سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے جس کے نسخے اب کمیاب ہیں۔

اس قصہ کے ماخذ کے متعلق مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی نے اپنی تصنیف "یورپ میں دکھنی مخطوطات" میں لکھا ہے کہ ریو مصنف کیٹلاگ برٹش میوزیم اور ایتھے مصنف کیٹلاگ انڈیا آفس نے اس داستان کے متعلق جو صراحت کی ہے اس کے پیشتر ایک تمہیدی دیباچہ بھی لکھا ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ یہ قصہ کیوں لکھا گیا:۔

"بیان کیا گیا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو قصوں کا بڑا شوق تھا۔ جو شخص ایک دلچسپ قصہ پیش کرتا انعام پاتا۔ چنانچہ حکیم عنصری نے بھی ایک قصہ کے معاوضہ میں ہزار دینار حاصل کیے۔ حسن میمندی جو سلطان محمود کا وزیر تھا اس بے جا خرچ پر

متاثر ہوا اور خود ایک بے مثال قصّہ پیش کرنے کا دعویٰ کیا۔ سُلطان
محمود نے منظور کیا اور اس کے معاوضہ میں ایک شہر انعام دینے کا
وعدہ کیا اور قصّہ نہ پیش کرنے کی صورت میں شہر بدری کا حکم دیا۔
حسن ایک سال کی مہلت لے کر سفر کو روانہ ہوا اور تلاش کرتے کرتے
سُلطان دمشق کے دربار میں پہنچا۔ وہاں اس کو پتہ چلا کہ سلطان کے
پاس ایک نایاب کتاب ہے جس میں اچھے اچھے قصّے مرقوم ہیں۔
حسن نے بیش بہا تحفہ پیش کر کے وہ کتاب حاصل کی اور سُلطان
محمود کو دے کر حسبِ وعدہ انعام پایا۔ اس کتاب میں تین قصّے
تھے۔ قصّہ بوستانِ ارم۔ قصّہ سیف الملوک اور قصّہ شاہ بال
بن شاہ رخ۔"

راقم کو اتفاقاً ایک کتب فروش کی دوکان سے داستانِ سیف الملوک کا
ڈرامہ مطبوعہ دستیاب ہوا جو لاہور کے جے۔ ایس۔ سنت سنگھ پبلشرز کی
طرف سے شایع ہوا ہے۔ اس کتاب کے دیباچے میں مصنّف ڈرامہ اختر
سہارنپوری نے جو ماخذ بیان کیا ہے اس میں اور ہاشمی صاحب کے پیش کردہ
ماخذ میں کچھ تھوڑا سا اختلاف ہے۔ اختر صاحب نے لکھا ہے کہ "سُلطان

محمود غزنوی نے ایک کتاب 'مجمع الحکایات' سے سیف الملوک کا نا تمام قصہ سن کر یہ اعلان کرایا کہ جو شخص مکمل قصہ پیش کریگا انعام خطیر پائیگا۔ اس پر حسن میمندی نے وعدہ کیا اور سفر کرتے ہوئے یہ معلوم کرکے کہ ایسی ایک کتاب جس کا نام 'زبدۃ الجواب' ہے سلطان دمشق کے خزانہ میں محفوظ ہے۔ دمشق پہنچا اور دربار سلطانی میں رسائی حاصل کرکے بادشاہ کو اپنا گرویدہ بنالیا لیکن عرض مدعا پر جواب پایا کہ وہ کتاب بزرگوں کی عطا کی ہوی ہے کسی کو نہیں دی جاسکتی اور نہ نقل کرائی جاسکتی۔ سال میں ایک دفعہ ماہ رمضان میں باہر نکالی جاتی اور خلوت میں قصے پڑھ کر سُنائے جاتے ہیں۔ حسن نے وقت مقررہ کا انتظار کیا اور جب وہ کتاب پڑھی گئی تو پس پردہ دو زہد نویسوں کو بٹھاکر اس کی دو نقلیں کروالیں۔ یہی نقلیں اس نے سلطان محمود کو نذر دیں اور انعام حاصل کیا" ایک داستان کی حیثیت سے قصہ سیف الملوک کے ماخذ کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ اختر صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ سلطان محمود نے اس قصہ کو فارسی میں تالیف کرایا اور حال میں پیر محمد بخش صاحب نے پنجابی نظم میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

؎ غواصی کا ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ چیدہ چیدہ واقعات اور اصل قصہ کے

حالات نظم کیے گئے ہیں۔ اکثر نام بھی غوّاصی نے بدل دیے اور بے ضرورت طولانی واقعات حذف کردیے۔ بہ ایں ہمہ تصرف غوّاصی نے ترجمہ کو اصل بنانے کی نہایت کامیاب کوشش کی ہے اور ایک حد تک اچھی قصّہ بنادیا ہے۔

(قصّہ کا خلاصہ)

ناظرین کی دلچسپی کے لیے اس قصّہ کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں شہر مصر کا ایک بادشاہ عاصم نول نامی تھا۔ کئی ایک چھوٹے چھوٹے شہر اُس کے تحت حکومت تھے۔ عاصم نول ہمہ صفت موصوف تھا۔ دولت وحشمت خیل وسپاہ کسی چیز کی کمی نہ تھی لیکن دولتِ اولاد سے محروم تھا۔ اولیاء اللہ کی خدمت کرتا خدا سے دعا کرتا لیکن اولاد نہ ہوئی آخر مایوس ہوکر گوشہ نشینی اختیار کی۔ وزرائے سلطنت نے باہم مشورہ کرکے بادشاہ کے ستارے دکھوائے اور خوشخبری لے کر ایک روز بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نجومیوں نے کہا کہ اگر بادشاہ یمن کے راجا کی بیٹی سے عقد کرے تو اُسے اولاد ہوگی۔ یہ مژدہ سن کر عاصم نول بہت خوش ہوا اور تحفہ وتحائف کے ساتھ اپنے ایک سفیر کو شاہِ یمن کے پاس بھیجا کہ لڑکی کی خواستگاری کرے۔ شاہ یمن نے بہ خوشی قبول کیا

اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ شادی ہوگئی۔ جیسا کہ نجومیوں نے پیشین گوئی کی تھی بادشاہ کو اسی سال ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سیف الملوک رکھا گیا۔ اتفاقاً اسی روز عاصم نول شاہ کے ایک وزیر صالح نامی کو بھی ایک لڑکا ہوا جس کا نام ساعد رکھا گیا۔ بادشاہ نے ان دونوں کی پرورش ایک ہی جگہ رکھ کر کی۔ چند سال میں سیف الملوک اور ساعد پڑھ لکھ کر فارغ ہوئے اور فنون سپہ گیری وغیرہ میں کمال حاصل کر لیا۔ جب یہ دونوں سن رشد کو پہنچے تو ایک روز عاصم نول شاہ نے دونوں کو دربار میں طلب کیا اور خزانے سے ایک صندوق منگوا کر اس میں سے ایک انگشتری اور ایک زرین کپڑا نکال کر سیف الملوک کو عطا کیا ایک خوبصورت گھوڑا بھی عنایت کیا اور کہا کہ "یہ تحفے حضرت سلیمان نے مجھے دیے تھے جسے میں نے آج تک بہت حفاظت سے اٹھا رکھے اور اب چونکہ میرا کوئی اور وارث نہیں ہے اس لیے تجھے دیتا ہوں۔" سیف الملوک یہ تحفے لے کر اپنے مقام پر آیا رات بھر جشن منایا اتفاق سے اس زرین پارچہ کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک عورت کی تصویر پر نظر پڑی جسے دیکھ کر غش کر گیا اور دیوانہ وار عاشق ہوگیا۔ بادشاہ کو جب خبر ہوئی تو اس نے ساعد کو بلا کر اس کپڑے اور انگشتری کے ملنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ "ایک روز میں تخت پر بیٹھا تھا کہ

ایک طوفان گرد وغبار اٹھا اور چند پریاں یہ چیزیں لے کر میرے سامنے حاضر ہوئیں اور یہ بیان کیا کہ سلیمان نے میرے پاس تحفتاً بھیجا ہے اس پارچے میں شہپال ابن شاہ رخ بادشاہ اجنہ کی بیٹی بدیع الجمال کی تصویر ہے جو گلستانِ ارم میں رہتا ہے۔ اس لڑکی کو پانا بہت مشکل ہے" بہرحال شہر کے تجربہ کار حکماء علاج میں مصروف ہوئے لیکن کوئی دوا کارگر نہ ہوی آخر بادشاہ عاصم نول نے شہزادہ کو دلاسا دیا اور لوگوں کو گلستانِ ارم کی تلاش میں روانہ کیا۔ ایک سال کے بعد وہ لوگ بے نیل ومرام واپس ہوئے آخر شہزادہ باپ سے اجازت حاصل کرکے خود ساعد کے ہمراہ گلستان ارم کی جستجو میں روانہ ہوا۔ پہلے سیف الملوک ملک چین میں پہنچا یہاں کے بادشاہ نے خاطر ومدارات کی اور شہزادے کی آرزو بر لانے کے لیے گلستان ارم کا پتہ دریافت کرایا۔ ایک سو ستر برس کے ایک بوڑھے نے کہا کہ وہ تمام دنیا کی سیاحت کرچکا ہے لیکن اس نام کا کوئی شہر نہ دیکھا نہ سنا۔ شہر قسطنطنیہ چونکہ بہت بڑا تجارت گاہ ہے جہاں دنیا کے لوگ جمع ہوتے ہیں ممکن ہے کہ وہاں اس کا پتہ مل سکے شہزادہ یہ سنتے ہی بادشاہ چین سے رخصت ہوکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک ایسا زبردست طوفان آیا کہ تمام کشتیاں غرق آب ہوگئیں سیف الملوک اور ساعد علیحدہ ہوگئے

شہزادہ ایک تختہ پر بہتے ہوئے ایک جزیرے میں پہنچا جہاں تمام زنگی رہتے تھے۔ یہ لوگ شہزادہ کو پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ پادشاہ نے اس کو اپنی لڑکی کے پاس بھیجا کہ بھون کر کھا جائے۔ وہ حبشن اس پر عاشق ہو گئی وصال کی طلبگار ہوئی۔ شہزادہ اس کی ڈراؤنی شکل سے گھبرا کر انکار کیا حبشن نے قید کر دیا۔ کسی طرح شہزادہ قید سے نکل بھاگا اور ایک ایسے جزیرے میں پہنچا جہاں بڑے بڑے دریائی جانور رہتے تھے۔ رات کسی طرح گذار کر وہاں سے بھی کوچ کیا اور جزیرۂ کفتاراں میں پہنچا یہاں کی شہزادی بھی اس کے وصل کی خواہشمند ہوی۔ شہزادہ وہاں سے بھی جان بچا کر نکلا تو سگساروں کے شہر میں آپھنسا۔ یہاں کے بادشاہ نے اُسے ایک عجیب جانور سمجھ کر قید کر رکھا۔ اتفاقاً کاس لوگ بھی شہزادے کی تلاش میں آپہنچے اور سنگساروں سے خوب لڑائی ہوئی اس موقع کو غنیمت جان کر شہزادہ قید سے نکل بھاگا اور ایک ایسے جزیرے میں پہنچا جہاں تسمہ پا لوگ رہتے تھے۔ یہاں مصیبتیں اٹھا کر کسی طرح رہائی پائی اور شہر قیصریہ میں آپہنچا۔ اس ملک میں تمام بندر رہتے تھے صرف ایک انسان تھا جو ان کا بادشاہ تھا اس نے سیف الملوک کی خاطر تواضع کی اور کئی روز مہمان رکھا وہاں بھی مقصد براری نہ ہونے پر شہزادہ رخصت ہوا ایک جزیرے میں

آیا جہاں ہاتھی کے اتنے مکوڑے دیکھے ڈر کے مارے ایک جھاڑ پر چڑھ بیٹھا ایک شتر مرغ کو دریا کے کنارے بیٹھا دیکھ کر اس کے پاؤں پکڑ لیے۔ وہ شہزادے کو لے کر اڑا اور اپنے آشیانے میں لے گیا۔ شہزادے کو اپنے بچوں کی غذا بنانا چاہتا تھا کہ ایک بڑا سیاہ اژدہا اس کے بچوں کو نگل گیا شہزادہ وہاں سے بھاگا ایک چشمے کے کنارے پہنچ کر دم لیا وہاں ایک انار شیریں پڑا ملا جسے کھا کر شہزادہ بحال ہوا۔ (اتنے میں ایک پرندہ جو وہیں درخت پر بیٹھا تھا دوسرے سے کہنے لگا کہ شہزادہ نے جو انار کھایا وہ ایک دیو کا تھا جس کی تلاش میں اس نے بڑی مصیبت اٹھائی تھی یہاں پانی پینے کی غرض سے آیا تھا انار بھول کر چلا گیا مگر ابھی آئیگا اور شہزادے کو کچا چبا جائیگا۔ شہزادہ اس دیو کے پنجے سے بھی سلیمان کی انگشتری کے سبب سے نجات پایا اور آگے روانہ ہوا۔ جزیرہ اسفند میں پہنچا جہاں اس کی ایک شہزادی سے ملاقات ہوی۔ ایک دیو شہزادی کو سراندیل سے اٹھا لایا تھا اور یہاں قید کر رکھا تھا۔ شہزادے نے حکمت عملی اور انگشتری سلیمان کی مدد سے اس دیو کو مار ڈالا اور شہزادی کو لے کر چلا۔ اسی شہزادی سے سیف الملوک کو بدیع الجمال کا پتہ معلوم ہوا۔ شہزادی کو اس کے چچا تاج الملوک کے پاس لا کر شہزادہ

بہت خوش ہوا یہاں سے یہ دونوں سراندیل پہنچے۔ شہزادی نے سیف الملوک
سے وعدہ کیا کہ وہ اس احسان کے بدلے میں اسے بدیع الجمال سے ضرور
ملائیگی کیونکہ وہ (یعنے بدیع الجمال) اکثر سراندیل آیا کرتی ہے۔ شہزادہ خاطرجمع
ہوکر خوشحال پھرنے لگا۔ یہیں اس کی بازار میں ساعد سے ملاقات ہوی دونوں
بچھڑے ہوئے رفیق دوبارہ مل کر بہت خوش ہوئے۔ اتفاقاً انہی دنوں
بدیع الجمال بھی آ پہنچی اور حسبِ وعدہ شہزادی اور اس کی ماں نے سیف الملوک
سے اس کی ملاقات کرادی۔ بدیع الجمال بھی شہزادے پر دل سے فریفتہ
ہوگئی لیکن اپنے آتشی اور اس کے خاکی ہونے کی بحث پیش کی۔ آخر یہ تصفیہ
ہوا کہ شہزادہ بدیع الجمال کی دادی شہربانو کے پاس جائے اور اس کی سفارش
سے بدیع الجمال کے باپ شہپال ابن شاہ رخ سے اجازت حاصل کرے بغیر
اس کے شادی ناممکن ہے۔ شہزادہ راضی ہوگیا۔ بدیع الجمال نے اپنی دادی کو
ایک خط لکھا اور ایک جن کو ساتھ کرکے سیف الملوک کو اس کے پاس بھیجا۔
شہربانو کو بھی یہ نسبت پسند آئی سیف الملوک کو ساتھ لے کر شہپال کے پاس
پہنچی اور حکمتِ عملی سے اسے بدیع الجمال کے عقد پر راضی کیا۔ اس اثنا میں
شہزادہ جسے شہربانو ایک باغ میں چھوڑ کر شہپال سے ملنے گئی تھی بادشاہ

دریائے قلزم کے آدمیوں کے ہاتھ گرفتار ہوگیا جو اسی کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ بادشاہ دریائے قلزم اپنے بھائی کا بدلہ لینا چاہتا تھا لیکن جلاد کے یا وزیر کے کہنے سے قید سخت میں رکھا کہ گھُل گھُل کر مرجائے۔ یہاں جب تلاش ہوی اور سیف الملوک کا غائب ہونا معلوم ہوا تو شہپال کو بہت غصّہ آیا اور اپنے تمام لشکر کے ساتھ دریائے قلزم پر حملہ کیا۔ وہاں کے بادشاہ سے سیف الملوک کی واپسی کا طلبگار ہوا اس نے دینے سے انکار کیا اور خوب جنگ و جدال ہوئی آخر میں شہپال فتحیاب ہوا اور سیف الملوک نے رہائی پائی۔ گلستانِ ارم واپس ہوکر شہپال نے بڑے تزک و احتشام سے سیف الملوک کی بدیع الجمال کے ساتھ شادی کردی۔ چند روز وہاں رہ کر سیف الملوک سراندیل آیا اور سفارش کرکے ساعد کی شادی شہزادی سراندیل سے کرادی۔

یہ دونوں خوش و خرم اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوکر اپنی اپنی دلہنوں کے ساتھ مصر واپس آئے اور عاصم نول شاہ کو خوشخبری دی۔ عاصم نول پھولوں نہ سمایا اور تخت سیف الملوک کے حوالہ کرکے اپنی زندگی کے بقیہ روز عبادت میں بسر کرنے لگا۔

(نام سنہ تصنیف اور تعداد اشعار کی تحقیق)

بعض تذکروں میں ہم نے دیکھا کہ اس مثنوی کا نام سیف المُلُکؒ و بدیع الجمال لکھا ہے۔ نقل کرتے وقت ہمارے زیرِ نظر چار مخطوطے رہے ہیں جن کا تفصیلی ذکر آگے آئیگا۔ ان میں سے کسی میں بھی 'سیف المُلُکؒ' بہ سکون لام نہیں ہے یا تو صاف 'سیف الملوک' لکھا ہے یا بعض جگہ ضرورت شعری اور بحر کی وجہ سے 'سیف المُلُکُ' لکھا ہے جو 'سیف الملوک' ہی کے معنی رکھتا ہے مثلاً ہم یہاں اصل کتاب ہی سے چند شعر نقل کرتے ہیں:-

'خوشیاں سات امرت گھڑی فال دیک — سو سیف الملوک کر رکھیا ناؤں نیک'

'خوش ایسی نحھل چیند نی دیک رات — لے ساعد کوں سیف الملوک آپ سنگات'

'جو فرزند میرا ہے سیف الملوک — فدا اُس پہ تھے مال ہور یو ملوک'

'اپن درد تھے ہوا اپے دردناک — نزک ہے جو سیف المُلُکُ ہو ہلاک'

'شک اپنا پرایا دکھیت وسکھیا — اُسے ناؤں سیف المُلُک کر رکھیا'

ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ شہزادہ کا نام سیف الملوک ہی تھا اور اسی نام پر مثنوی کا بھی نام رکھا گیا ہے۔

سنہ تصنیف کے متعلق یہ محقق ہے کہ ۱۰۳۵ھ میں غواصی نے اس کی تکمیل کی۔ البتہ تحقیق طلب صرف ایک امر ہے وہ یہ کہ اسے سلطان محمدؐ کے زمانے کی تصنیف سمجھنا چاہیے یا سلطان عبداللہ کے۔ نواب صاحب کے کتب خانے کے ایک نسخہ میں بادشاہ کی تعریف کے تحت ہمیں پہلا شعر حسب ذیل ملا جو دوسرے کسی نسخے میں درج نہیں ہے:۔

سو سلطان محمد قطب شاہ گنبھیر جگ آدھار ہے ہور جگ دستگیر

اور باقی شعر بادشاہ کی تعریف میں وہی ہیں جو دوسرے نسخے میں ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ نسخہ ناقص الاخر ہے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آخر میں بھی اس نے سلطان محمد ہی سے اپنی استدعا کی ہے یا سلطان عبداللہ سے۔ ۱۰۳۵ھ وہ سال ہے کہ اسی سال سلطان محمد کا انتقال ہوا اور اسی سال سلطان عبداللہ بارہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا ظاہر ہے کہ ایک بارہ سال کی عمر کے لڑکے سے جس کو ابھی پوری طرح شاہی اختیارات بھی حاصل نہیں ہوئے (کیونکہ سلطان عبداللہ کے سن رشد کو پہنچنے تک اس کی ماں حیات بخشی بیگم نے سلطنت کا کاروبار چلایا تھا) اس طرح غواصی کا استدعا کرنا کہ وہ شعر و سخن کی قدر کرے غواصی کو دوسرے شعراء کے مقابلے میں تول کر دیکھے اور انصاف کرے۔

اپنی نظرِ عنایت سے سرفراز کرے تاکہ وہ اس سے بہتر اشعار کا ذخیرہ پیش کرتا رہے، ایک بالکل کم عقلی کی بات ہوتی ہے۔ اگر ہم اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہہ دیں کہ یہ تصنیف سلطان محمد ہی کے زمانے کی ہے لیکن چونکہ غواصی کو دربار میں رسائی حاصل نہ ہو سکی اس نے ڈال رکھی تھی جب سلطان عبداللہ کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی تو بادشاہ کے نام کا شعر بدل کر اس نے سلطان عبداللہ کا نام لکھ دیا تو اس کے صحیح تسلیم کرنے میں خود غواصی کا ایک شعر مانع ہے

"برس یک ہزار ہور پنج تیس میں کیا ختم یو نظم دن تیس میں"

وہ کہتا ہے کہ ایک ماہ کی مدت میں اس نے یہ مثنوی ختم کی۔ اس کا تصفیہ ہمارے خیال میں اس طرح ہو سکتا ہے۔ سلطان محمد کا انتقال ماہِ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ میں ہوا۔ اور اسی ماہ میں سلطان عبداللہ تخت نشین ہوا۔ غواصی نے جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کے قبل ہی یہ کتاب ختم کر لی تھی۔ محرم سے جمادی الاول تک خواہ کسی ماہ میں لکھی ہو۔ اور اس کا منتظر تھا کہ دربار میں رسائی حاصل ہو اور وہ بادشاہ کے نام سے معنون کر کے خود پیش کرے اسی آرزو میں سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اور اسے موقع نہیں ملا۔ سلطان عبداللہ کے تخت نشین ہوتے ہی اُسے آثار و قرائن سے یہ محسوس ہونے لگا کہ بہت جلد وہ دربار شاہی تک پہنچ جائیگا

پس اس نے سلطان محمد کا نام اشعار سے نکال کر سلطان عبداللہ کا نام لکھ دیا۔ بجز نام کے اسے اور کوئی چیز بدلنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ اس قیاس کو اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ ماننا پڑیگا کہ مثنوی سیف الملوک سلطان محمد قطب شاہ کے عہد کی پیداوار ہے۔ یہ شعر جس میں سلطان محمد کا نام لکھا ہے اتنا صاف اور موزوں ہے کہ کاتب کی تحریف کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا مزید کسی شبہہ کی گنجایش باقی نہیں رہی کہ خود غواصی نے اس شعر کو بدلا ہے۔

نواب صاحب کے کتب خانے کے تین نسخے ہمارے زیر نظر رہے۔ ان تینوں میں تعداد اشعار مختلف ہے ایک میں (۱۸۲۲) اشعار ہیں دوسرے میں (۱۸۷۲) اور تیسرے میں (۱۶۸۰)۔ آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے میں (۱۹۷۵) شعر ہیں۔ خود غواصی نے مثنوی میں کہیں اشعار کی تعداد کا ذکر نہیں کیا البتہ ڈاکٹر زور صاحب نے 'اردو شہ پارے' میں اور نصیرالدین صاحب ہاشمی نے 'دکنی مخطوطات' میں لکھا ہے کہ اس مثنوی کے دو ہزار شعر ہیں۔ یہاں ہم نے جملہ دو ہزار دو سو پچاسی (۲۲۸۵) اشعار جمع کیے ہیں۔ صحیح تعداد کا تعین کرنا بڑی مشکل ہے اس لیے کہ جن چار نسخوں سے ہم نے یہ اشعار جمع کیے ہیں ان میں سے کوئی بھی مکمل نہیں ہے جیسا کہ آئندہ نسخوں کی تفصیل سے معلوم ہوگا۔ ان نسخوں میں

اختلاف بھی بہت ہے۔ ایک ہی عنوان کے تحت اگرچہ سب نسخوں میں تعداد اشعار برابر ہے لیکن اشعار مختلف ہیں ایک میں جو شعر ہیں دوسرے میں اس سے مختلف درج ہیں ہم نے اس طرح ایک عنوان کے تحت جتنے شعر چاروں نسخوں سے فراہم ہوسکے جمع کر لیے جس کی وجہ سے تقریباً ہر عنوان کے تحت ہمارے اس نسخے میں تعداد اشعار زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ آخر میں دو ہزار اشعار سے زیادہ کی تعداد ہو گئی۔ آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے میں وجدی نے تین عنوان کے قصّوں کو الحاقی بتایا ہے جن کے اشعار کی مجموعی تعداد (۱۵۹) ہوتی ہے یہ (۱۵۹) شعر کم کرنے پر بھی جملہ تعداد دو ہزار ایک سو چھبیس (۲۱۲۶) رہتی ہے نہیں معلوم یہ ایک سو چھبیس شعر کہاں سے آئے۔ بہت ممکن ہے کہ در اصل اس کے دو ہزار ایک سو چھبیس اشعار ہی ہوں صرف ایک اندازہ معلوم کرانے کے لیے دو ہزار شعر ہونا بتا دیا گیا۔

(۵) زیرِ نظر مخطوطے

نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے تین نسخے ہمارے زیرِ نظر رہے جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:—

۱۔ بہ خط نسخ قدیم دکنی بہ ظاہر مکمل ہے لیکن اکثر اشعار کم

ہیں۔ سائز ۸×۶ انچ غیر مجلد خاتمہ پر کی عبارت "تمت تمام شد این کتاب میمن حاجی سلیمان بن حاجی احمد مقام بمبئی"۔ تاریخ کتابت اور کاتب کا نام نہیں ہے لیکن رسم الخط سے قدیم معلوم ہوتی ہے۔ تعداد اشعار (۱۸۲۲) ایک ہزار آٹھ سو بائیس ہے۔

۲۔ کراؤن سائز مجلد بہ خط فارسی صاف اور واضح۔ فارسی عنوانات کے ساتھ آخر میں داستان کے خاتمہ کا ایک ورق نہیں ہے اس کے بعد کا حصّہ مکمل ہے داستان کا آخری شعر جو اس میں درج ہے حسبِ ذیل ہے:۔

"خوش نکہ پھیر تھے سارياں کوں شادی ہوی   او شادی بڑی کیقبادی ہوئی"

تعداد اشعار (۱۸۷۲) ایک ہزار آٹھ سو بہتّر ہے۔ کاتب کا نام وغیرہ کچھ نہیں صرف سنہ کتابت ۱۰۶۰ھ لکھا ہے لیکن یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور بعد میں کسی کا اضافہ نظر آتا ہے کیونکہ رسم الخط سے یہ کتاب عہد قطب شاہی کی نہیں معلوم ہوتی اور نہ کتابت سے کیونکہ اکثر الفاظ کا املا بجائے قدیم صورت میں ہونے کے جدید شکلوں میں لکھا ہوا ہے۔

۳۔ ڈیمی سائز مجلد قدیم شکستہ خط۔ اس جلد میں پہلے چندر بدن ماہیار مصنفہ مقیمی۔ لیلیٰ مجنوں۔ مصنفہ عاجز درج ہیں آخر میں مثنوی سیف الملوک ہے

جو ناقص الآخر ہے داستان کا آخری حصّہ اور خاتمہ کے اشعار نہیں ہیں اس نسخہ کا آخری شعر یہ ہے:۔

"و نگر گلستاں ارم کا تمام ہو اصاف جیوں جام جم کا تمام"

اس سے پہلے کی دونوں مثنویاں چونکہ مکمل ہیں ان کے آخر میں کاتب کا نام و سنہ کتابت حسبِ ذیل مرقوم ہے:۔

"تمام شد بتاریخ پنجم و ششم شوال ۲۶ھ محمد شاہی مطابق ۱۱۵۵ھ در شہر اورنگ آباد راقم سید رحمت اللہ ساکن دہلی"۔ مثنوی سیف الملوک کی تاریخ کتابت بھی ۱۱۵۵ھ ہونا چاہیے اور کاتب بھی وہی۔

۴۔ ان تین نسخوں کے علاوہ ہم نے آغا حیدر حسن صاحب دہلوی پروفیسر اردو نظام کالج کے کتب خانے کے ایک قدیم نسخے سے اشعار کی صحت میں مدد لی یہ نسخہ مجلد و مطلا۔ رائل سائز۔ نہایت خوشخط فارسی خط میں ہے ابتدا میں نصرتی کی گلشن عشق درج ہے جو ناقص الاول ہے اور آخر میں سیف الملوک ہے جو ناقص الآخر ہے آخری تقریباً اسّی (۸۰) شعر نہیں ہیں۔

یہ نسخہ "ڈبی تھی سُنے میں زمیں جان تہاں کہ ایسا سخی بے بدل ہے کہاں"

پر ختم ہوتا ہے اور نہایت اہم ہے کیونکہ اس کا کاتب قریبی زمانے کا ایک

مشہور دکنی شاعر وجدی ہے جس کی تصنیف پنچھی باچا ہے۔ وجدی نے داستان کے متن میں کچھ اضافہ کیا ہے اور حاشیہ پر انہیں الحاقی لکھا ہے چنانچہ حسب ذیل داستانیں اضافہ ہیں جو کسی دوسرے نسخے میں نہیں ملتیں:۔

(۱) گرفتار شدن سیف الملوک بدست کفتاراں ۴۴ شعر

(۲) رسیدن بہ جزیرہ راکسان و گرفتار شدن ۵۸ ”

(۳) گرفتار شدن بدست دوال پایاں ۳۸ ”

(۴) سلسلہ بیان میں دو جگہ متفرق اشعار کو الحاقی لکھا ہے جن کی تعداد ۱۹ ” اس طرح جملہ ایک سو انسٹھ (۱۵۹) اشعار کا اضافہ کیا ہے۔ ان اشعار کے الحاقی ہونے کی وجہ وجدی نے یہ لکھی ہے کہ اکثر اشعار بے ردیف و قافیہ ہیں اور یہ غواصی ایسے قادر الکلام کے قلم سے نکلے ہوئے نہیں مانے جا سکتے۔ لیکن یہ وجہ قابل قبول نہیں اس لیے کہ اور اشعار جن کو وجدی نے غواصی کے تسلیم کرتے ہوئے لکھے ہیں ان میں بھی اکثر غلط قافیہ و ردیف کے آ گئے ہیں۔ لہذا یہ تصفیہ کرنا بہت مشکل ہے کہ ان اضافہ اشعار میں کتنے الحاقی ہیں اور کتنے حقیقی۔ وجدی کے لکھے ہوئے نسخے میں جملہ (۱۹۷۵) ایک ہزار نو سو پچہتر اشعار ہیں ایک جگہ وجدی نے عمداً اشعار مہمل کہہ کر چھوڑ دیے ہیں اس طرح تعداد اور بھی کم ہو گئی۔ گلشن عشق کے خاتمہ پر

وجدی نے ان مثنویوں کے نقل کرنے کی وجہ اور تاریخ کتابت خود نظم کی ہے جس کے آخری شعر یہ ہیں :-

"جیو لگا آپنا مشقت سوں ۔۔۔ خوش گوندیا یو ہنر تے نو سر ہار
خان جو وو ہے سمی اسمٰعیل ۔۔۔ نیک خو نیکنام نیکو کار
وو کیا جیوں مجے اشارت خاص ۔۔۔ لکھ دکھایا شکستہ بستہ نگار
سال تاریخ بس ہے اے وجدی ۔۔۔ سیر گلشن دسے نین کوں بہار"

(۱۱۳۸) ہجری

اس سے معلوم ہوا کہ اسمٰعیل خاں نامی کسی شخص کی فرمایش پر وجدی نے یہ دونوں مثنویاں ۱۱۳۸ھ میں نقل کی تھیں۔ ہم نے فٹ نوٹ میں جو اشعار کے نسخے دیے ہیں ان میں تمیز کرنے کی خاطر نواب صاحب کے پاس کے نسخوں کے لیے (س) اور آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے کے لیے (ح) لکھا ہے۔

عہد قطب شاہی کی مثنویوں کا معیار معلوم کرنے کے لیے ایک ملک الشعراء کی مثنوی سیف الملوک سے بہتر نمونہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ارباب تحقیق اپنی ادبی کاوشوں کے لیے اس مثنوی سے بہت کچھ استفادہ کر سکتے ہیں فقط

یکم فروردی ۱۳۴۷ فصلی

میر سعادت علی رضوی۔ ایم۔ اے



ملا غواصی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

الٰہی جگت کا الٰہی سو توں — کرنہار جم بادشاہی سو توں
(دنیا، تو — کرنیوالا، ہمیشہ، تو)

ترے حکم تل نوگرہ اسمان کے — رعیت ملک تیرے فرمان کے
(تابع، قلعہ)

بہر بالش گرہان بیچ تارے خشم — کریں نوبتاں سوں النگ دم بدم
(بہرا ہا، اِس — چھلانگ)

فرنگیاں سوں بجلیاں کے پرچ سازتوں — زحل کوں رکھیا کر فرنگ وازتوں

جہاں لگ جو بادل کے ہیں گڑگڑات — تیری فتح دولت دمامے کے ٹھاٹ
(تک، گرج — نقارے، سازوسامان)

ہتی تیرے دربار کے پہاڑ سب — چھڑی دار تجھ دار کے جھاڑ سب
(ہاتھی، پہاڑ — چوبدار، گھر-دروازہ)

جو بارہ اماماں ہیں اُن پر سلام — سو بارہ سلحدار تیرے مُدام

نبیاں ہور لعضے ولیاں ہیں جتے — ترے دار کے سرگرو ہیں وِتے
(اور، جتنے — اتنے)

ایتری بادشاہی کو کچھ انت نیں　　　تیرے ملک ہیں غیر کون نپت نیں

اخزینے بھریا غیب کے غیب تے　　　ہوا توں اپیں پاک پھر عیب تے

بسایا ہے ترجگ کا یک ہاٹ توں　　　دکھایا ہر ایکس کون یک باٹ توں

کھلایا جنت کی کواڑاں تہیں　　　بندھایا شفق کے پہاڑاں تہیں

چندراہیں تے توں چند ناکاڑتا　　　سورج تے گرم دھوپ توں پاڑتا

دکھاتا تماشے عجب دور تے　　　دپاتا ہے لکھ نور یک نور تے

ہریا کر رکھیا توں زمیں سات کون　　　دیا رنگ پھل پھول ہور پات کون

نویے پھول ڈالیاں پہ بار آئی سو　　　او تشریف ہے تجھ کنے پائی سو

جو کچھ توں کرے سو سرے جم تجھے　　　سدا سیوے ہل سات عالم تجھے

غواصی جو تجھ دار کا خاک ہے　　　تیری باٹ کا محض خاشاک ہے

دکھا کیمیا کر توں مجھ خاک کون　　　دے رنگ باہن مجھ دل کے پھل پھانک کون

ع ن۔ اہے پاک توں عیب ہر عیب تھے۔ (ح)

ع ن۔ کھلا پھول کر ہنج خاشاک کون۔ (ح)

دعا

رحیما سچا توں غنی ہوئے رے (۲۰) غنی تجھ بغیر از (تیرے سوائے) نہیں کوئی رے

توں مقبول ہے مقبلاں کا سچیں (حقیقتاً) | تہیں (تو ہی) نور روشن دلاں کا سچیں

جو کوئی زندہ دل ہے توں اُن کا حیات | جو کوئی ہووے تجھ سات تو ان کے سات

جو ہوں یا الٰہی ترا داس (غلام) میں | کیا ہوں بہت ایک تیری آس میں

تو مجھ داس پر کھول در فیض کا | میرے من منیں (دل میں) بھر اثر فیض کا

طراوت دے مجھ (میرے) آس کے باغ کون | دوا بخش مجھ درد کے داغ کون

وفا بیں بڑا کر جواں مرد مج (مجھے) | تیرے باٹ (راستہ) کا کر کے رکھ گرد مج

عطا کر مجھے کچ تیری ناؤں (نام) سوں (سے) | دے پرواز مجکوں بلند ہانوں سوں (سے)

تیرے نور کی رہ دکھانا مجھے | دلا عاقبت کا بچھانا (بچھونا) مجھے

جلا دے میرے جیو (جان) کی آگ کون | دے رنگ پاس مجھ دل کی پھل پھاک کون

سدا کسب میرا سو اخلاص کر (۳۰) تیرے خاص بندوں میں مجھ خاص کر

جکا جوت (چمک۔ روشنی) تج دھیان کیرا (کا) رتن | میرے من (دل) کے صندوق میں رکھ جتن (رکھ محفوظ)

ہماں (ہما) کر مجھے (میرا) باٹ (راستہ) کے اوج کا | شہنشاہ کر گیان (عقل) کی فوج کا

مسیحا کا دے منجکوں آثار جسم — میری جیب کوں کر شکر بار جسم
بہر امرت کے چشمے میرے کلک میں — رتن غیب کے لیا میرے سلک میں
جو غواص ہو تج سراتا اچھوں — نوے مضمناں دہند لیاتا اچھوں
بحق نبیؐ ہے جو تیرا رسول — مناجات غواص کا کر قبول

در نعت

سچا توں محمدؐ سچا مصطفےٰ — سچا ہے توں احمدؐ سچا مرتضےٰ
توں طٰہٰ توں یٰسین توں البطحی — توں اُمّی توں مکّی توں مرسل سہی
توں اول توں آخر۔ توہی ہے امیر — توں ظاہر توں باطن نبیؐ بے نظیر
تہیں ہاشمی ہور قریشی رسول (۴۰) — جکچ توں کہے سو کرے رب قبول
توں قائم توں حجّت توں حافظ سچا — توں شافع توں سابق توں واعظ سچا
تقی ہور سخی توں ولی ہور خلیل — دیا تج نبی ناؤں رب الجلیل
خدا کے نبیاں کا سو سلطان توں — دیو نہار ساریاں کوں ایماں توں
توں صاحب سچا ہے جگت تین کا — سدا تج تھے معمور گھر دین کا

توں ظاہر توں پنہاں اچھے سب سیتے — ولے ہر کڑی ہل اچھے رب سیتے
زمیں تھے عرش پر گئے شہ سوار — کرے توں گذر دل میں کئی لاکھ بار
ملائک یو پروانہ تج نور کے — ولیاں سارے ذرہ ہیں تج سور کے
طلب کا جو سر پر رکھیا تاج توں — دیا تل میں جا نور معراج توں
خدا ہور تج میں جدائی نہیں — کسے رب سوں یوں آشنائی نہیں
ہتھیلی تیرا لوح انگلی قلم — (۵۰) تیری مشت میں عرش کرسی ہے جم
خدا کا جو عالم ہے ہجدہ ہزار — رہیا ہے تیرے چھاؤں تل برقرار
تو جس ٹھاؤں اپنا رکھے پاؤں توں — تو در حال جیو آوے اس ٹھار کوں
زباں دیوے توں بے زباناں کے تئیں — فرح بخش جیواں کے کاناں کے تئیں
توہیں معجزیاں کوں سو دیکھلا ہنار — توہیں سب کوں جنت میں لیجا ہنار
غواصی جو صدقا ہے تج ناؤں پر — فدا جیو ہے اس کا تیرے پاؤں پر
نبیؐ کے ابابکر اصحاب ہیں — سو دوسرے عمر ابن خطاب ہیں
سو عثماں نبیؐ کے بڑے یار ہیں — ہمیشاں وو ان کے وفادار ہیں

در صفت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

توں ہے سبات جگ کا ولی یا علی　　ولیاں تیرے جگ کے قلی یا علی
جکوئی غوث ہے قطب اقطاب ہیں　　جکوئی جو جلالت کے اصحاب ہیں
دو ہیں خاک ہو جم تیرے پاؤں تل　　کریں زندگانی تیرے چھاوں رتل
دہرت گم منٹھی میں ترے یوں دسیے　　کہ دو مغز بادام میں جیوں دسیے
کہ توں وو کلیم آج مغرور ہے　　جو کھاندانبی کا تیرا طور ہے
جو سیمرغ ہے قاف ٹھارا اُسے　　تیرا یاد دائم ہے چارا اُسے
پہاڑاں تیرے داس کہواویں سب　　چل آوے کہے توں تو چل آویں سب
دکھاوے جلالت کے جو ہات توں　　بھری لیا گھڑی میں سمند سات توں
اتل اُتنا غضب کر جو توں دور ہوے　　بھنڈولی تو انبر کی چھٹ چور ہوئے
کھڑا ہوئے اگر ہٹ سوں یک سات تو　　نہ پھرنے دیوے دیس ہور رات کوں
بھجنگ دھرت سوں آنکل خاک تھے　　رہیا بہار لے سر پہ تج دہاک تھے
کرامت تھے تیرے کنکر پہاڑ ہوئیں　　سکی ڈالیاں سب ہرے جھاڑ ہوئیں

ولایت کے اسمان تھے بھارجیوں — تیرا کہرگ نکلیا سورج سار جیوں
(باہر، مانند)

چندر تارے دہشت سوں چھپ گئے تمام — سحر مکر کرنے تھے سب رہے تمام
(چاند، تلوار)

گگن جو اہے ناگ پھن سات کا — پڑے ضرب اس پر جو تج ہات کا
(آسماں، ہے، تیرے)

سو سایاں تو پھن اس کے پڑیں ٹوٹ کر — زمیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے سب پھوٹ کر
(ساتوں)

کہ پھر جھاڑ گل پر زمیں تجکوں آئے — شجاعت تیرا اسن ملک گڑبڑائے

جو سب ٹھار تیری دُراہی چلے — سبی کھن میں تیری جو شاہی چلے
(جگہ، حکومت، سب ہی)

جکوئی تج ولایت منے شک جو لائے — وو بیشک جو دوزخ کے درمیان جائے
(جو کوئی، تیری، وہ)

فدا یا علی میں تیری باٹ پر — سُتوں خارجاں کی منڈیاں کاٹ کر
(راستہ، صاف کروں، گردن)

کروں ورد اپنا تیرا ناؤں میں — دنیا دولتاں عجیب تجھے پاؤں میں
(دنیا کی دولت)

بدن پر کروں جیب ہر بال کوں — سراؤں سدا تج نول لال کوں
(زبان، مدح کروں، تیرے)

رہوں تج تھے جگ میں سرافراز ہو — سدا تج ہوا میں اوڑوں باز ہو

تیری پنت کی دھول انجن کروں — درود دک کوں یکد ہر تجھے بھجن کروں
(راہ، سرمہ)

رہوں تیرے بندیاں منیں خاص ہو — تیری مدح دریا میں غوّاص ہو

نظر کر کرم کی توں منج پر مُدام — تج اوپر ہزاراں درود ہور سلام

جو بارا اماماں بڑے راج ہیں — چماے انوں کے میرے تاج ہیں
(جوتے، اُن کے)

تحیّات اُن کے اوپر لاکھ لاکھ | مخالف انو کھے اچھو (رہیں) جم ہلاک

مدح حضرت میراں محی الدّین قدس اللہ سرہ

قسم کھاؤں میں سورہ یٰسین سوں | کہ حق بعد ہے جیو میرا تین سوں
حمایت جو مج بس اہے تین کا | محمدؐ۔ علی۔ ہور محی الدّین کا
کہ یو تین سو ایک ہیں دوئی نیں | دو دیکھے سو احول بنا کوئی نیں
ولیاں میں ولی سو محی الدین ہیں | مقرب ولی سو محی الدین ہیں
محبّاں جتے ہیں سگل طالباں | (۹۰) یو محبوب کے ہیں وو سب مطلوباں
تہیں غوثِ اعظم سو مشہور ہے | چراغ نبیؐ کا تہیں نور ہے
خدا کے سو ہے شیر کا شیر یو | دہرے سب منے تیز شمشیر یو
کہ اِس بات شاہد ہے بندہ نواز | محمد حسینی ہے گیسو دراز
محی الدین کا قدر اُنو فام اَہیں | کہے ہیں نود ہور نہ نام آپیں
جکوئی جو محی الدین سوں پھر پڑے | ٹوٹے گردن اسکی تکیں سر پڑے
اسے چھوڑ جو کوئی منگے دین کوں | نہیں دین و ایماں اس ہین کوں

حقیر ذلیل

نہ اس کو خدا نا محمدؐ ۔ علیؑ　　دیوانا کتا ہو پھرے ہر گلی
جو کوئی ایک دل ہے محی الدین سوں　　سرافراز ہے او دنیا دین سوں
چھپے جس تھے خوش یو ولیاں کا ولی　　خوش اوس تھے خدا ہور محمدؐ علیؑ
کہے غین ہور واو الف صاد اے (یہ) (۱۰۰)　　محی الدنیاں کون اچھے یاد اے (یہ)
جہاں لگ محی الدنیاں (غواص) ہیں تمام　　ہیں مقبول اللہ کے (محی الدین کے پیرو) والسلام

تعریف سلطان عبداللہ قطب شاہ

جو (بدن) سلطان عبداللہ آفاق گیر　　سو لکھن شہنشاہ گردوں سریر (نیک بخت)
چندا چوندواں خسروی برج کا　　امولک (انمول) رتن (موتی) حسن کے درج کا
سگل (تمام) پادشاہاں میں اس کا ہے ناؤں　　اسی قطب کا قطب تارا ہے چھاؤں
سلیماں کے جو تخت کا ناؤں ہے　　عطا شہ کوں او تخت کا ٹھاؤں ہے
پریاں دیو آویں وطن چھوڑ سب　　کھڑے ہور ہیں ڈرتے بہت جوڑ (ہاتھ) سب
نت (ہمیشہ) اس شہ کے سیوک ہوں سیویں تمام　　دیکھن (دیکھ کر) شاہ کوں یوں کہ لیویں (کہیں) تمام

بدن: سو سلطاں محمد قطب شاہ گنبھیر　　جگ آدھار ہے ہور جگ دستگیر (س)

نگر پھر کہ دنیا میں اوتار ہو — سلیمان آیا تخت سوار ہو
عجب کیا جو شاہاں مل آویں تمام — سو بندگی کا خط دیکھے جاویں تمام
جلالت بھریا حال دیکھ شاہ کا — کلیجا پھٹے مہر ہور ماہ کا
کئے عدل یو شہ ہر یک ٹھاوں سوں — کہ نوشیرواں کا چھپا ناؤں سوں
دلیران سو ہیبت تھے نکلتے ڈریں — گویاں ہیں تے شیراں نکلتے ڈریں
اِسی شہ دلاور کے ڈر واسطے — ستارے کھڑے ہوں نہ سک نہاستے (گوری) (بھاگتے)
اگر شہ جو فرماوے یک تار کوں — چلاتا لیکر آوے سنسار کوں
بچن سن کے یاجوج شہ ڈر کے تے — چھپا جا کے پاتال میں خاک تے
قوت شہ کا پاکر مکھی سار کی — تھپیڑاں سو رستم کے مکھ مارتی
حمایت سو شہ عدل کا پاؤ کر — بدل جا وطن کر رہیا باؤ پر
دسے شہ کوں یوں ہات تیغ آبدار — کہ حیدر کے جیوں ہات میں ذوالفقار
جم اس شہ کوں یو کامرانی سجے — عدالت میں نوشیروانی سجے
اگر علم کی بات پوچھے جسے — اندازا نہیں مارتے دم کسے
کہ ہیں شہ کوں روشن گپت راز سب — چھپے غیب کے جو ہیں آواز سب
اگر کوئی لیویں گوند کچ دِل منے — کہے کھول شہ فام کر تِل منے (پوشیدہ) (سونچ) (معلوم کرکے)

منگے دل جو ٹک شاہ گنبھیر کا پَوَن پر بند ہاوے محل نیر کا
لٹکتا جو شہ جاوے جب ٹھاوں چل ہوا آپڑے فرش ہو پاؤں تل
انبر سات جو گرد گھیرے اہیں سو شہ کے رنگا رنگ ڈیرے اہیں
رضا شہ کی ہووے ذرا چور کا لیویں ٹل منے تخت چند سور کا
خزینے جو ہیں شہ کے بھرپور ہو جواہر کے ہیں عین سمدور ہو
جتا اُس خرچتے تو سرتا نہیں جتا لیا کہ بھرتے تو بھرتا نہیں
نہ ایسا کہیں شاہ سو جان ہے نہ ایسا دلاور کہیں جوان ہے
نہ شہ سار سورج کس اسمان ہیں (۱۳۰) نہ شہ سار تن ہے کسی کھان ہیں
فدا شہ پہ چند سور آسمان کے جتے ہیں رتن جگ کیرے کھان کے
غواصی جو شاعر ہے شہ کا مدام کرے یوں دعا شاہ کوں صبح و شام
جہاں لگ یو دنیا بسن ہار ہے جدہاں لگ یو انبر نرادھار ہے
جہاں لگ اچھو شہ کی شاہی قرار رکھے امن سوں شہ کوں پروردگار
اچھو دوستاں شہ کے شہ چھاؤں تل دبے ہور سب دشمناں پاؤں تل
کہ شہ گھر سدا عیش کا کاج اچھو لیسے لگ دنیا شاہ کا راج اچھو

(ﷺ)

تعریف سخن

قلم کاف و نوں تھے جو نکلیا بہار　　سو پہلے بچن کوں کیا آشکار
بچن کا پڑیا ناد سروں مینے　　کیا ٹھار آجیو کے تن مینے
جکچ راز پردے میں ہیں غیب کے　　جو کچھ ہیں چھپے بھید لاریب کے
وتے سب بچن میں سماتے اہیں (۱۴۰) بچن ہیچ تھے بہار آتے اہیں
بچن تھیں سدا جیب کوں رُوچ ہے　　بچن تیچ بھرپور سب کوُچ ہے
بچن عرش کرسی پو تھے دلئے ہیں　　بچن آدمی کے بدل آئے ہیں
بچن کا فضیلت جم اونچا ہے　　بچن کے نہ کوئی حد کوں پونچا ہے
بچن کا اہے گرم بازار جسم　　بچن کوں پرو ہے ہر یک ٹھار جم
بچن تیچ ہووے خدا کا صفت　　بچن تے ہووے نعت اور منقبت
بچن تے شہاں کون سراتے اہیں　　بچن تیچ بھوبان پاتے اہیں
بچن تے سوالاں جواباں ہودیں　　بچن تے حساباں کتاباں ہودیں
بچن تھے مراداں جگت پاوتے　　بچن تھے ملک ہور گڑاں آوتے
بچن تھے بھلے اور برے کام سب　　ہر اکیس کوں ہوتے اہیں فام سب

بچن نیچ ہووے سدا صلح و جنگ بچن تیچ حاصل ہووے ناؤ ننگ
بچن تھے ہوئی فام نیکی بدی بچن تھے ہووے منتہی مبتدی
بچن تھے دلاں ہات لیتے اہیں بچن تھے کتے جیو دیتے اہیں
بچن تھے چلے دین و دنیا تمام بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام
بچن تھے گھراں ہوتے ہیں کھڑے بچن تیچ ہوتے ہیں لوگاں بڑے
بچن موتی ہیں جیو کے کان کے بچن پر تھے واریں رتن کھان کے
بچن کی پو جھلکار نو بھان میں ستارا انہیں ہے کس آسمان میں
بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں
بچن کے سمند کا ہوں غواص میں دہر نہار ہوں موتیاں خاص میں
جگت جوہری سب میرے پاس آئے ہیرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجائے
چڑے ہات موتی یو جس راج کے تو سر پر رکھے جوڑ اوپر تاج کے
اُتن کا بہا کوئی دے نا سکے بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے

ت؎ جگت جوہری چل جو جھ پاس آئیں
تو اس خاص موتیاں کوں جیو کر لجائیں (ح)

در حسب حال خود گوید

جو یک دیس گلشن میں سحر گاہ کر چلیا پھول باڑے کدن خیال دَہر
سو بوں کچھ وہاں پھول بار آئے تھے سبز پوش ڈالیاں پہ جھلکائے تھے
مگر پانچ سوں شمع کے جھاڑ کر دیوے لیائے تھے نور کے سر بسر
ہیرا روح پروانہ کے سار کا جو عاشق ہے نوروں کی جھلکار کا
دیکھ اس شمع کے جھاڑ کوں نور کے لگیا پھرنے خوش کھول نکھ سور کے
منجے حالت استہار پیدا ہوا سعادت کیرا دن ہویدا ہوا
میرے بخت کا سور جھلکائیا مُکھ اقبال چوندھر تھے دکھلائیا
کواڑاں کھلے سب میرے فام کے کُھلے پھول مقصود کے کام کے
میرا جیب بلبل ہو بولن لگیا چُھپے غیب کے نغمے کھولن لگیا
ہوا عقل کا دست مایا مجھے تو اس دہات خاطر میں آیا مجھے
کہ پنجاؤنا دل تے تازا نگار جو دنیا میں اپنا اچھے یادگار

ن ۔ وجدی کے لکھے ہوئے نسخہ میں جیب کو مونث لکھا ہے یعنے ''میری جیب بلبل ہو بولن لگی''

میں یو بول پورا کیا نئیں لگوں | ندا غیب کا آئیا مجکوں یوں
کہ اے تانرے نقشاں کوں پچھانہار | بچن غیب کے ڈھنڈ ڈھنڈ لیا نہار
نبا یک طرح توں کہ یو وقت ہے | تُسوں یار جواب ترا بخت ہے
کھُلا ہے ترے مکھ پہ در فیض کا | ہوا ہے عطا تج اثر فیض کا
نکل آ فصاحت کے میدان توں | بچن کے ترنگ کون دے جولان توں
کہ اس ٹھار تج بن نہیں کوئی اب | لجیا توں بلاغت کیرا گوئے اب
کہ سیف الملوک ہور بدیع الجمال | یو دونوں ہیں عالم منے بے مثال
ان دوئی کا داستاں بول توں | (۱۸۰) سو دفتر اُن عشق کا کھول توں
کہ کئی داستاں جگ میں ہوگئے اہیں | دلے کوئی ایسا نہیں کئے اہیں
تیرے تائیں آیا ہے یو داستان | ظفر تج کوں لیایا ہے یو داستاں
پڑیا یو ندا جوں میرے کان میں | کھڑا آ فصاحت کے میدان میں
میرا دل خزینہ جوں معمور ہے | بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے
لگا رو لنے تائیں میں جوہراں | دیا یا تجلیاں میں لو انہراں
کیا شعر تازا بڑے چھند سوں | ہر یک بند لیائیا بند سوں
جو لفظاں ملایا رنگیلی پنچھل | پرویا جواہر کی چھیلی رنچھل

خیالاں کے فوجاں کو دوڑائیا　　　ہزاراں نوے تشبیہاں لائیا

بنایا نوے مضموناں ہور بھی　　　دیا طبع کو زور پر زور بھی

رچیا بول پر بول یوں رس بھرے　　　جو اس تھیں مٹھائی کے بچھراں جھڑے

میرا گیان عجب شکرستان ہے　　　جو اس تھے مٹھا سب ہندوستان ہے

جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے　　　بھکاری ہیں ہنچ شکرستان کے

شکر کھا میرے شکرستان تھے　　　مٹھے بول اوٹھے اواپس گیان تھے

کہیا ہیں جو کچھ آئی سو فام ہیں　　　کیا ناؤں یک روم ہور شام ہیں

اُچایا طرز ایک تازا مٹھا　　　جگت (دنیا) بیچ پاڑیا (نکالا) آوازا (شہرہ) مٹھا

دکھایا ہنر موشگافی کیا　　　سلاست کے تئیں سر تے (نئے سرے سے) صافی دیا

نزاکت کوں ہیں آپ نے خیال تھے　　　دکھایا ہوں باریک کر بال تھے

دیا تازگی شعر کے دہات کوں　　　سحر کر دکھایا ہر یک بات کوں

لطافت منے ہیں سخن سنج ہوں　　　دہر نہار لاک غیب کے گنج ہوں

جو ہیں ہم سوں طبع آزمائی کروں　　　تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں

کہوں تازے مضموں یک تل منے (میں)　　　کہ بیحد آ ملتے ہیں مجھ دل منے (میں)

ہنر کی گوی کا سو ہیں باگ (شیر) ہوں　　　بچن کے او تم (میرے) گنج کا ناگ ہوں

سکے کون ملنے میرے طور ہیں — کہ رستم ہوں ہیں آج کے دور ہیں
میری جیب عجب کھرگ ہے آبدار — سدا تیز پانی دھرے بے شمار
ہیں آپ جیب کی کھرگ تاثیر تھے — بچن کا لیا ملک یک دھیر تے
فہم کا سو گنبھیر دریا ہوں ہیں — جواہر کے موجاں سوں بھریا ہوں ہیں
عطارد سو ہے کلک مجھ ہات کا — دوات ہے سو ہیرا چندر رات کا
گگن ساتوں دفتر میرے شعر کے — نتارے سو جوہر میرے شعر کے
جو کچھ تشبیہاں خوب معقول ہیں — میرے خیال کے بن کے وہ پھول ہیں
میرے طبع کا جھاڑ جم لیا وسے بار (۲۱۰) کھلے[ن] پھول تسکوں ہزاراں ہزار
یو امرت سو بتیاں بڑے شوق سوں — ہیں لکھنے لگیا دل کے ات ذوق سوں
قلم جیو پا چلبلانے لگیا — دو جیباں سوں مجھکوں ہرانے لگیا
جہاں ہووے مذکور یو داستاں — دلاں کوں دیوے سرور یو داستاں
سنیں عاشقاں یو تو حیراں ہوئیں — پڑہیں پیر مرداں تو پھر جواں ہوئیں
نرنجن جگبت کا توں سامی اہے — دیاونت داتار نامی اہے

ن۔ ثریا کے جھومکے ہزاراں ہزار (ح)

بلی جاؤں اُس کی دیا کے اوپر مہربان رب کی میا کے اوپر
جو مجھ دل کے سمدور پر دوڑ یا عنایت کیرا سانت برسایا
سو میرے خیالاں کے سیپیاں منے ہر یک بُند تِس سانت کے آچھے
سو یوں کوچ موتیاں اُپلنے لگے خیالاں کے سیپیاں میں ڈھلنے لگے
جو دل سمد کوں موج پر موج آئی ہر یک موج چونداہرتی جوں فوج آئی
سو فوجاں مجھے شوق میں لیائے ہیں جواہر کی جھلکار دکھلائے ہیں
جو غواص ہوں میں کمر باندیا سو سمدور میں دل کے ڈبکی لیا
سو یوں موتیاں ڈھال لیانے لگیا جواہر کے لیار اس بھانے لگیا
جو سات انبراں میں سمانا سکے کسی کے جیاباں میں آنا سکے
سو موتیاں کے انگے لیار اس ہیں مدد منگ اپنے خدا پاس میں
پرونے لگیا بس آپ ہات سوں رنگا رنگ ہاراں بہوت بھانت سوں
ہر یک ہار سینگار سنسار کا سورج ہو ڈلے جوت ہر ہار کا
کہوں داستاں سربسر کھول میں کروں جگ کوں بیتاب اٹھون بول میں

آغاز داستاں

کہ حضرت سلیمان کے وقت پر — انھا مصر ہیں راج ایک بخت ور
نگر مصر کا تس انھا تخت گاہ (۲۳۰) — اچھے تس ضبط تل سکل بادشاہ
نول عاصم اس راج کا نیک ناؤں — شہاں میں انھا اس شرف ٹھاؤں ٹھاؤں
او دانا و عاقل جواں مرد تھا — مسلماں خدا ترس یا درد تھا
بندا اس کے گھر کا سو اقبال تھا — بسا سنوا اسے کوٹھریاں مال تھا
اچھے گھوڑے پاگاہ ہیں نو لاک اسے — تیر انداز تفنگی تھے سو لاک اسے
انھا لشکر اس کے کنے بے شمار — شجاعت میں ہور عدل ہیں نامدار
چلا جگ اپر حکم ہر سال یوں — کیا بادشاہی سوں خوشحال یوں
اَدک چھاؤں کا رو کہہ تھا شہریار — ولے سرو آزاد جیوں تاجدار
سدا راج کرتا انھا آپ سنتا — ولے اس کوں بیٹی نہ بیٹا انھا
سو یک دیس ایس میں اندیشہ کیا — فکر زاد ہو من ہیں یوں لائیا

ع‌ن: سخاوت

که اپس مُلک مال پروردگار (۲۴۰) ایتا کچ دیا ہے جو نیں اس شمار
ولے کوئی جتن اس رکھنہار نیں | که مجھ بعد میرا کوئی اسٹہار نیں
نجانوں یو مال ہور ملک یو ولات | پڑیگا کسی جا کے دشمن کے ہات
اگر کوئی فرزند ہوتا منجے | تو یہ جگ میں آنند ہوتا منجے
بڑا ناؤں ہوتا میرا ٹھار ٹھار | دنیاں میں رہتا یک میرا یادگار
حکومت میرا ہات چڑتا اُسے | یو مال ہور مُلک سب سنپڑتا اُسے
دریغا بڑا غم ہے منج دل منے | نجانوں بھجن ہوے کس تل منے
پشیماں اس دہات ہوتا اچھے | اپس منج جھک جھک روتا اچھے
صبا اٹھ کرے خیر خیرات بھوت | که ہوتا که فرزند اپسے تُرت
خدا کے ولی خوب اچھے کوئی جہاں | ننگے پاؤں سوں جائے چلتا وہاں
منگے جا کے پہلے یہی مدعا (۲۵۰) کرے خدمت ہور اون کی لیوے دعا
سدارات دن اسکوں یہی کام تھا | نہ نیں نیند نا دن کوں آرام تھا
ہوا اس فکر کے تھے ادہیر | لیا دو کہہ بچارے کوں چوندھر تے گھیر
سٹیا بادشاہی تھے امید سب | وہ چنتا ہوا من میں غم بھید سب
پھرایا قناعت سٹیا تن کے بھیس | چھپلے بیٹھیا گھر میں چالیس دیس

وزیراں جو دولت کے تھے ٹھار ٹھار ملے شہ کے دربار سب ایک بار
جگہ جگہ
جو کوئی جو وزیراں منے خاص تھے جو شہ سوں دھرنہار اخلاص تھے
سوادریں ہور صالح ابن حمید یو دونوں کمر باندھ ہو مستعید
مہابل کنے پیش ہوئے سوں بچار بھجن کرنے دو کہہ شاہ کا کر قرار
سوچ کر — دور
ادب سات ل شہ کے آنگے ہوے دریں شاہ کا جوں بجھا دیکھئے
منہ — غور سے
سو غمگین دسیا شاہ کا حال سب (۲۶۰) کیوودی ہو رہیا ہے رنگ لال سب
دکھا — نیلا
ہنیر گئے ہیں دیدے دوکھوں پیں کر گئی ہے فکر تے کمر بیس کر
آنکھیں — اندر — بیٹھ
کہ جاگے پہ خطرہ نہ تھا ٹھار کوچ نکل جیو جانے نہ تھا بہار کوچ
جگہ
کہے آکے اے خسرو نامدار رکھے تجکوں خوشحال پروردگار
توں کیا فکر کرتا ہے دن ہور رات یو کیا کام ہے توں جو پکڑیا ہے ہات
نزیک ہے جو لشکر ہیں فتنا اٹھے خلل ہو وے ہور ملک تیرا لٹے
نزدیک
کہ یو کام تج شہ کوں واجب نہیں تیری عقل کوں یو مناسب نہیں
اگر کوئی شاہاں سنیں گے یو بات تو خوش ہایں سے ناکسے دہات ہات
عزت
توں عارف ہے تجکوں ہمیں کیا کہیں تیرا حال یو دیکھ کیوں چپ رہیں
شہنشاہ اس بات کوں سون کر دیا جاب معقول یوں چون کر
سن — جواب — سوچ

که اے خیرخواہاں اد (زیادہ) کہہ فام کے   تردد کرنہار ہر کام کے
میں اس وقت دو شاہ گینہیر (بڑبادہ عظیم الشان) ہوں   کہ جوڑا نہیں منج جہانگیر کوں
کہ شاہاں نہ سوئیں میرے دہاک تھیں   لرزتے مرے عدل کے ہانک (آواز) تھیں
جو ہٹ کر اگر میں دہروں دل منے   تو دشمن کوں رہنے نہ دیوں تل منے
(جو ہٹ (ن) کر اگر میں کروں دل میں دند (مخالفت)   تو رہنے کسی کوں نہ دیوں اندگند) (نام ونشان)
کسی شاہ کا ڈر نہیں کچ مجھے   ولے ایک یو غم کیا ہچ (بیکار) مجھے
شہاں میں اگرچہ ہوں میں جگ پتی (شہنشاہ)   ولے گھر کوں تیں کوئی دیوا (چراغ) بتی
یہی ہے میرے دل کوں دہڑکا بڑا   سو کیوں ملک مج بعد ہوگا کھڑا
اسی واسطے سخت دلگیر ہوں   نہیں حال کوچ مج تے تغیر ہوں
وزیراں سنتے شاہ سوں یو بچار   شہنشاہ کوں دہیرک (دلاسا) دے سب ایکبار
نجومیاں کو یکدہرتی (فوراً) حاضر کئے   چھپا شاہ کا راز ظاہر کئے
دیکھے کھول جیوں شہ (تمام) کے طالع قوی   خوشی سب کے تیں لکھ دکھائی نوی (نئی)
ستارا اٹھا جاگ شہ بخت کا   ہوا وقت خوبی کیرے (کے) وقت کا
شہنشہ کے طالع قوی پایکر (پاکر)   بشارت (خوشخبری) دیے شہ کوں یوں آئیکر (آکر)
کہ اے بادشہ بھوگنی بخت ور (قسمت والا)   توں فرزند کے کارن اب غم نہ کر

یمن کے جو راجے کی بیٹی ہے ایک   چندر سور کھاتے ہیں شک اسکوں دیکھ

او سے منگ تج شاہ کوں وو سجے   کہ دیگا خدا اس تھے فرزند تجھے

سنیا اس بشارت کو جوں شہسوار   خوشیاں ساتھ گھر میں تھے نکلیا بہار (باہر)

پریشان خاطر ہوا جمع نو   لگا دیپنے من کیرا اس شمع نو (چمکنے، پھر سے)

کیا سجدہ اس وقت شکرانے کا   سو پایا جو تھا دعا پانے کا

مہاراج گنبھیر عاصم نول   چڑیا دیک اپس ہات اقبال پل

بلا بھیجیا سب امیراں کے تئیں (۲۹۰) گنی پیشوا ہور وزیراں کے تئیں (عقلمند)

دیا حکم آنند پا بے حساب (اطمینان سکہ)   لکھیں نامہ شاہ یمن کو شتاب

جو لکھنے کوں نامہ جوں آیا دبیر   اشارت سوں من شہ کا پایا دبیر (اشارہ)

سمجھ شاہ کے دل کے سورات کوں (باتوں کو۔ فقرات)   لکھیا نامہ بیگی کر اس دہات سوں

کہ اے بھوگنی شاہ سمرت سجن   تمھارا سدا اگرم اچھو انجمن (جلدی)

جہاں آفریں ہے جو سب پر قدیر   جگ آدھار ہے ہور جگ دستگیر (پشت و پناہ)

جو تمنا کوں کر بادشاہ یمن   کیا ہے عطا تخت گاہ یمن

بڑے ہیں تمھیں نیک نامی میں آج   دسیں بے بدل احتشامی میں آج (حشم)

بہوت دن تھے منج دل میں اے شہسوار   محبت تمھارا کیا ہے قرار

اگر چہ ہیں ظاہراً دو ہیں دور　　ولیکن ہیں باطن میں دونوں حضور
میرے دل میں یوں آؤتا (آتا) ہے اتاپ　　(۳۰۰) جو ظاہر و باطن اچھے (ہو) ایک حال
تمھارا میرا گھر سو ہے ایک گھر　　تمھارا کہیا ہے میرے سیس اوپر
ولیکن سنیا ہوں میں تمنا کوں ایک　　اُتم (اچھا) پاک دامن ہے فرزند نیک
اگر اس میرے عقد میں لیا سنگے　　میری نسبت (بیوی-جوڑا) کر مجھ کو دکھلا ئینگے
تمھارا وفادار کہلاؤنگا　　عزیزاں کے شرطاں بجا لاؤنگا
محبت سوں گزران کر بات کوں　　کیا ختم نامے کو اس دھات سوں
جو کچھ خلعتاں خسروانی اِتھے　　جو کچھ تحفے نادر شہانی اتھے
اتھا (تھا) مرتبہ خسروانی جتا (جتنا)　　کئی (کئے) لک (لاکھ) وضا (وضع) سوں (سے) مہیا دیتا (اتنا)
دیے دید بے سات (ساتھ) حاجب (ایلچی) سنگات　　تُرت (جلد) بات لائے مراتب سنگات (ساتھ)
آنگے (آگے) مہتراں (بزرگاں) سوں خزانا کئے　　یمن کے کدن (طرف) خوش روانہ کئے
ایکیک ملک یکیک شہر یکیک لات (ولایت)　　(۳۱۰) یکیک (ایک ایک) گڑھ (قلعہ) یکیک کوٹ لک دہات دہات
اُلنگتے اُلنگتے (ایک ایک) چلے تا یمن　　خبر کئے یمن کے شہنشاہ کن
کہ شہ مصر کے ملک کا بے نظیر　　حجابت (سفارت) کوں بھیجا ہے اپنا وزیر
جو شاہ مین شہر سنگار سب　　کتک سات رچ (رچا) اپنا بہار سب

مجالس بھرا خسروی شان سوں　　بلا بھیجیا سب کوں بہومان سوں

وو نامہ سراسر پڑا یا تمام　　سو مقصود خاطر ہیں لیایا تمام

ہوا خوش لکھے سو ہر یک بین پر　　لے نامہ رکھیا آپ نے نین پر

قبولیا جکچ لیائے سو یادگار　　رکھایا جتن یاد سوں ٹھار ٹھار

نوازیا سکل خاص ہور عام کوں　　دیا خلعتاں سب کوں اکرام سوں

جو شاہ ہین شادمانی کیا　　بڑی میہمانی شہانی کیا

دیا اپنی بیٹی کوں اس شاہ کوں (۲۲۰) بندیا عقد سورج کوں اُس ماہ کوں

تمام اوس عروسی گیری کاج کی　　کیا مستعیدی بڑے ساج کی

زرینا نکے بیجد نچھل دُر جکاں　　بڑے مول کے تحفے لاک در لکاں

پریاں سی کنیزاں اُتم ذات کیاں　　چنچل چھند بھریاں سورج دہا لکیاں

ہر یک صاف تن ڈہال موتی دیسے　　نوے رنگ جالی ہیں جوتی دیسے

سبھی کسوتاں انکوں رنگ رنگ سب　　ہر یک خوش منا ہور خوش آہنگ سب

غلاماں کیتک خوب صاحب جمال　　سُنا باندے کہنڈیاں کیتک کرومال

کیتک طیلے کے مثل تاتار کے　　کیتک فرش بھیتل زر تار کے

دریائی ترنگ ہور ہتی بے شمار　　اموَلک کیتک جنس کے یادگار

جو تھا مرتبہ جہیز کیرا (کا) جِتیا (جتنا) — کیا مستعد یک طرف تھے وِتا
بڑے مرتبے سوں سراہے (تعریف کر) حساب — لکھیا مصر کے شاہ کوں یوں جواب
کہ اے بادشہ جگ پتی نامدار — تیری بادشاہی اچھو (رہے) برقرار
سدا فتح و نصرت سوں توں راج کر — بسے لگ دینا نِت نوے کاج کر
توں دریا ہے گنبھیر (گہرا) گُن گیان (عقل) کا — کہ ہوتا توں فرزند صفوان کا
دیا کر جو مجکوں کیا یاد توں — سو روں روں (رونگٹے رونگٹے) کوں میرے کیا شاد توں
نوازیا (مہربانی) مجھے ہور کیا سرفراز — بڑے (بڑھے) عمر کی بیل تیرے دراز
جو کچھ امر تیرا سوں میں سر لیا — قبول آپنے (اپنے) جیو دل سوں کیا
کہ میری حیا کا توں جیو دان ہے — فدا تج پہ او پاک دامان ہے
جو مجھ ہور فرزند ہوتا اگر — تو یکدہر (فوراً) لے کرتا فدا تج اوپر
مبارک تجھے خواستگاری اچھو — یو ناری سدا تجکوں پیاری اچھو
لکھیا یو نوازش کر اس دہانت سات — بڑے غلغلے ہور مراتب سنگات
انند کی خوشی منگ اللہ کن — دیا پالکی بھیج اُس شاہ کن
جو منزل بہ منزل سو آنے لگے — انبر (آسماں) ہور دھرت (زمین) جگمگانے لگے
شتابی سوں چل رات دن آئیے — جو زیبا رتن شاہ تئیں لائیے

جو نزدیک جوں مصر کے آئیے / آ نگے ایک حاجب کوں دوڑائیے
جو عاصم نول شہ خبر پائیا / اُس سات خوشیاں منے آئیا
منگے تیوں انگے اُس کی آیا مراد (پایا) / جکچ دلمنیں تھا سو پایا مراد
کیا کاج کا ساج خوش ٹھار ٹھار / ہوا جگ میں یو کاج سب آشکار
دو محلاں چترسوں جیارے تمام / صدر خسروانی سنوارے تمام
تماشاں سے اسمان کتے ناؤ مول (عقلمندی) (تصویر بنائے سنوارے) / بچھانے لگے جاں تہاں کھول کھول
بٹے باٹ دیک نورتن کے بچھائے (۲۵۰) / مرصع کے خوش بارگاہاں اُچائے
(جگہ جگہ) کدم زعفراں کوں گلانے لگے / گلاں حوض خانے بھرانے لگے
بسپا مشک گُل نیر میں گھال کر (گلاب) (حل کر کے) / دکھائے نوا ایک برش گال کر
ملے مجلساں ہور وزیراں تمام / سلحدار سردار امیراں تمام
رنگا رنگ ہوا شاہ کا بھار سب / جھلکنے لگیا جڑت سنگار سب (جڑاؤ)
ہوئے مستعد سب خوش آنیکے سات / انند پر انند لک خوشیاں ہات ہات
رنگیلا حشم گت سو ہر ٹھار رچ / چھپیا راستا بھار پر بھار رچ
اپے شاہ عاصم ادک ذوق سوں (مزا) (بہت) / اُس پائیکر من میں اس شوق سوں
نکل کر کھڑا جوں شہ دانیال / خوشیاں تھے کھلیا ہے بدن جوں گلال (کھلا) (پھول)

منگا شاہ تیزی پون سا شتاب — نہ صاوج رکھے کوئی اس کا رکاب

سو ہاتاں منے ہین کر ہست کر — اتم ذات تیزی کے اوپر ال چڑ

یکس[ٹ] طرف قیصر جو پکڑیا ہے زین — کہ دوجی طرف شاہ فغفور چین

چلیا سامنے ہونے اس حور کوں — نچھل نور کے پاک سمدور کوں

دماے لگے پیٹ سوں گاجنے — بجنتر ہر یک جنس کے باجنے

اُٹھے بول جنتر دو تارے تمام — لگے گاؤنے گاہنارے تمام

اگر عود عنبر جلانے لگے — بخوراں کے اسماں چھانے لگے

دِکھے لوگ اس حور کے شاہ کوں — ملے سامنے آکے بھومان سوں

ہوئے دو طرف تے سلاماں لکیاں — ملے ہور کھلے جوں کلیاں ڈالکیاں

دِسے تعظیم سب کوں کیا بات شاہ — لے دُنبال سب کوں اپن سات شاہ

جیوں آیا سکل شاہ میدان میں — اوجالا پڑیا سات تو اسمان میں

محل دار ہر یک وو صاحب جمال — اڑانے لگے شہ پہ تنگڑے رو مال

رومالاں کے عکساں جھلکنے لگے — ہوا پر سو بجلیاں چمکنے لگے

ٹ اُدھر شاہ فغفور ادھر شاہ چین — دونوں مل کے پکڑے ہیں شہ کیرا زین (ح)

بھرے تھے ہر یک ٹھار یوں خاص و عام — جو چھپ گئے تھے بکد ہر تے تارے تمام
منی ہست آنگے سہا تے اتھے — پہاڑاں مگر چل کر آتے اتھے
ہر یک ہست ہمثل مقبول خوب — مرصع کی پیٹیاں اُپر جھول خوب
ترنگ باؤ کے پاؤں کئی لاک ہزار — چنر ہیں چپارے سکے نا چپار
بچکتے اپن چھاؤں دیکھ ٹھاوں میں — مرصع کے لوڈر ہر یک پاؤں میں
نفیریاں و برغم اٹھے یوں تراٹ — سینے آسمان کے گئے پھاٹ پھاٹ
سقے باد نے بھر لے پکھل نیر سوں — چھڑکنے لگے چوکدہن دھیر سوں
جو آہستہ ڈگ ڈگ چلانے لگے — چپندر سور بھانت ہو سرانے لگے

نظر تل دسیا سارے عالم کوں یوں — سلیمان شہ عاروس بلقیس جوں

اپن شہر میں شاہ جیوں آئیا — محلاں میں سب کوں بلا لائیا
جو اس حور کی آئی جیوں پالکی — خوشی ہوئی زیادہ نول لال کی
شہنشاہ جیوں لاک در جے سنگات — چلائے کے خلوت میں تعظیم سات
واشوق پر شوق اس شاہ کوں — سو دیکھیا گھونگٹ کھول اُس ماہ کوں

ن ۔ ملک لک وضع سوں سرانے لگے (ح)

تجلی دیکھت ویں ہوا بیقرار — سو دوڑائیاں دل کوں بے اختیار

لطافت سوں کر صلح ہور جنگ کوں — مدن کامتا (کامدیو) ہو گیا سنگ سوں

اسی رات اُس سات صحبت کیا — مدن کامنی مدپہ عشرت کیا

خوشی سوں لیا شاہزادی کے ہات — بندیا اُس کے گوہر کوں الماس سات

میسر ہوا ذوق دن ہور رات — انند پر انند لک خوشیاں دہات دہات

یکایک جو قدرت کیرا (کا) ال (مہربانی) ہوا — (۳۹۰) کیتک دن کوں امید کا پھل ہوا

حکایت تولد شدن سیف الملوک

الٰہی جو صاحب ہے سنسار کا — جو دیتا ہے منگیا منگہار (مانگنے والے) کا

جو بیٹیا دیا شاہ کوں بے بدل — چندر سور تے خوب نرمل نچھل

سو عاصم نول شاہ پایا اپس (بہت) — بہر حال فرزند ہوا کر اپس

خزینے دفینے جو کھولن لگیا — رتن ہیر کے راس (انبار) کھولن لگیا

گنایا ترت جگ منے کاج یوں — گنا نا سکے جگ میں کوئی راج یوں

دعا سوں اُچھا ہات بھوت صدق سات — منگیا اپنے فرزند کوں بہجد حیات

خوشیاں سات امرت (اچھا) گھڑی فال دیک (نیک) — سو سیف الملوک کر رکھیا ناؤں نیک

جو تھا صالح اس شاہ کیرا وزیر — خدا اُس کے حق پر ہوا دستگیر
اُسی رات اُسے ایک بیٹا دیا — دیوا اُس کے گھر کا سو روشن کیا
مبارک گھڑی میں دکھیت فال او — سو ساعد کر اس کا رکھیا ناؤں سو
جو اس حال تھے شہ کوں اپنڑے خبر — پھوکیا سر تھے بھی خرمی پائیکر
بلا بھیجیا بیگ صالح کے تئیں — کہیا یوں کہ اس دہات منگتا ہوں میں
جو یو دونوں بالک مل یک ٹھار اچھیں — بڑہیں ایک دل ہو کہ ہور یار اچھیں
منگا بھیج ساعد کوں ویں شہر بار — دو دائیاں کہیا دونوں کو ایک ٹھار
خوشیاں سوں نجومیاں کوں بھیجا بلا — دیکھیا شاہ زادے کے طالع کھلا
سو طالع ہیں اُس کے یوں آیا نکل — کہ چودہ برس ہیں بیچا یک اول
بڑا غم اُسے ہو کہ دیکھلائے گا — گذر لے جفا اُس اُپر جائے گا
تماشا دیکھے گا بہوت دہات دہات — ہلاک ہوئیگا خلق اُس کے سنگات
ولے شادمانی ہے آخر اُسے — بڑی کامرانی ہے آخر اُسے
سُن اس بات کوں شہ بُرا مان کر — توکل کیا اپنے رحمان پر
بہر حال دونوں کو پالن لگیا — سو تل تل کوں اسپند جالن لگیا
برس سات کے جیوں یو دونو ہوئے — معلم کوں یک خوب پیدا کیئے

لیجاکر جو بسلائے (بٹھلائے) مکتب منے (میں) لگے پڑنے دن رات دونوں جنے

کئے علم تحصیل اس وہات (طرح) سوں جو دم مار کوئی نا سکے بات سوں

ہوئے خوشنویسی کے یوں ہات میں جو ساتوں قلم آئے تھے ہات میں

تیر اندازا ایسے ہو نکلے وو دوئے (دونوں) برابر ان کے تنہا جگ میں کوئی

قوی دست یوں کس میں کامل ہوئے جو رستم تے یکدہات فاضل ہوئے

ہوئے مستعد زور سا دہن منے رسیدے ہوئے ہر ہنر فن منے

ولے شاہزادہ سو مقبول تھا مگر (کامل) جیو کے ڈال کا پھول تھا

اگر ہوئیں پیدا سورج لاک لاک (۴۲۰) تو آنا سکے اس کے سم (برابر) کوئی ٹاک

کدہیں (کبھی) بہار (باہر) سواری جو جاتا اچھے دیکھین شہر کا خلق آتا اچھے

جو کوئی اسکوں دیکھے سو عاشق ہوئے گنوا (دیکھنے کو) ہوش بیہوش مطلق ہوئے

طلبگار ہو یک دن آنند سوں طلب جو کیا شاہ فرزند کوں

داستان طلب نمودن بادشاہ وعطا کردن خلعت و عاشق شدن سیف الملوک

سو یک وہیں سیف الملوک جگ اجال (اُجالا) شہنشہ کے جیو کے چمن کا نہال

محبت سوں ہو ایک تن ایک دل — گئے بخت ور جاں ساعد سوں مل
چلیا شہ کوں تسلیم کرنے بدل — ادب سات سر بھوئیں دہرنے بدل
دیکھیا شاہ دونوں کے تئیں جو نجھا — سونے ہور روپے کے دو کرسیاں منگا
کیا امر بیسو کر دوئی کوں — لگیا دیکھنے بھر نظر دوئی کوں
ہوا من میں خوشحال اس دہات سوں — کہیا جائے نا او کسی بات سوں
ابلنے لگیا پیار کا دل میں شوق (۴۳۰) منگایا خزنے میں تے یک صندوق
سو چوندہر جڑت یوں جڑے تھے اُسے — جو طاقت نہ تھا اُس نجھانے کسے
وو صندوق کھول ایک انگشتری — جھمکتا نگینا سو جیوں مشتری
نچھل زر زری خوب زربفت ایک — یو دو وسبت کوں کاڑ اپے شاہ دیکھ
سو سیف الملوک کے دیا ہات میں — ہو خوشحال بہوتچ اسی سات میں
منگایا اُتم ذات تیزی الوپ — پون ساز جلدی میں اپروپ روپ
کیا پیش کش ہور نوازیا بہوت — بلا کر کہیا اے میرے منکے پوت
یو تیزی اتم ہور یو انگشتری — یو زربفت نرل نچھل زر زری
میرے تئیں دیے تھے سلیمان بھیج — پریاں ہور دیوان کے سلطان بھیج
عجب کچھ خزنے میں میرے ہیں یو — دیا ہوں تجھے ہیں کہ تیرے ہیں یو

کہ مج تج بغیر کوئی فرزند نیں — عزیز ارجمند ہور دلبند نیں
یو بستاں تجھے ارزانی اچھو — تیری عمر کوں جاودانی اچھو
خوش اس دہات فرزند کوں سمجھایا — دے تشریف دونوں کوں بھوڑا ئیا

مائل شدن سیف الملوک بر تصویر بدیع الجمال

عجب رات نرمل تھی اس دن کی رات — جھمکتے تھے نوراں ہیں لک دہات
نکل آئیکر چاند تاریاں سیتے — جھمکتا اتھا جگمگا ریاں سیتے
پچھل چند نا سب ہیں پڑتا اتھا — سو جیوں دودھ کیرا دو دریا اتھا
ہنے بن پون مک مکاتی اتھے — چمن در چمن لک لکاتی اتھے
خوش ایسی پچھل چندنی دیکھ رات — لے ساعد کوں سیف الملوک آپ سنگات
صراحی و پیالے کی مجلس بہر آپ — لگے ذوق سوں پینے بھر بھر شراب
پچھل گا ہنارے سو گانے لگے — ریجھانے کے باجے بجانے لگے
مجالس جمے راگ ہور رنگ سوں — ہوئے مست پیالے کیرے سنگ سوں
ادہی رات گمتے ہوئی ایسے دہات — رہے ماندے ہو نیند کیرے سنگات

ہوئے لوگ یکدہر نفے سب بھارے ٹھار — یکٹ شاہزادہ سو تھا ہوشیار
یکایک سو دل کوں لگیا جیوں تلاش — سو ہمیشں زر لفبت کا وو قماش
دیکھیا کھول کر سر بسر جیوں آپنے — سو تصویر پایا عجب اس منے
وہ تصویر دیکھ ویں دوانا ہوا — وہی عشق کا اسکوں بھانا ہوا
پس میں لگیا رُونے زار زار — سو پڑنے لگیا بے خبر ٹھار ٹھار
وو صورت نظر میں رہی چوب کر — سو جاگا کیا دل منے خوب کر
دیا سنگ ساریاں کیرا چھوڑ کر — لیا کھینچ دم سب تھے مکھ موڑ کر
اندھارے بھری کوٹھڑی میں یکیٹ — سو جا پر رہیا بے خبر ہو نپٹ

دیوانہ شدن سیف الملوک

جو ساعد ہوا نیند سیں ہوشیار (۴۶۰) لگیا دیکھنے تائیں انکھیاں پسار
نظر میں پڑا شاہزادہ کہیں — لگیا ڈھنڈنے حیران ہو ہر کہیں
سو پایا اندھارے منے ایک ٹھار — پڑیا تھا اکیلا وو کھوں بے قرار
آنجھو انکھیاں میں تھے ڈھلتے اچھے — ندیاں ہو کے دو دہرتی چلتے اچھے
نہ ذرّہ خبر کچ اُسے ذات کی — نہ طاقت زباں کو ہے کچ بات کی

جتا ساعد اسکوں اُچانے کوں جائے　　جتا پاؤں پڑکر منانے کوں جائے

وتا آپسیں دکھلاے بیہوش کر　　ندے جاب چپ رہے فراموش کر

اٹھیا ساعد اُس دیکھ کر تلملا　　لیا ہتیاں سوں کمر بسیلا

جو درحال شہ کوں خبر جا دیا　　یکا ایک شہ کا سینا تڑخیا

جو بلکھین کوں بیٹے کے آیا نزیک　　سو بتیاب سختیچ پایا ادیک

کہیا یو نجومیاں کیرا قول ہے (۴۷۰) وہی رنج ہے ہور وہی ہول ہے

جو کچھ شاہ کیرا جو ایمان تھا　　سو سیف الملوک جان سو جان تھا

ملک مال پر شہ کوں دل نا اچھے　　دیکھے باج بیٹے کوں تل نا اچھے

جو مجلس بھرانے کے تئیں بھار جائے　　تو فرزند کوں دل منے یاد لیائے

کدہیں ٹک جو دلگیر پاوے آسے　　نکل دہٹ ہیں تے جیو جاوے اسے

صبا اوٹھ ہلا دو ردے بے شمار　　ہتی ہور گھوڑے ہزاراں ہزار

سنا ہور روپا باند کھنڈیاں بٹاے　　جواہر کے راساں لیکر آ لٹاے

دیکھیا یوں جو بیتاب بیچار گی　　کمر بیس گئی ہور لگی تنگ بگی

سو اُس وقت پر کس کوں نا کر خبر　　مبادا نظر کچ لگی ہوئے کر

دعایاں کوں دُھو دُھو پلانے لگیا　　لکھیا تعویذاں لیا بندھانے لگیا

علاج کردن سیف الملوک

جتے (جتنے) تھے حکیماں اپن (اپنے) شہر کے (۴۸۰) حلب چین ہور ماورالنہر کے

شتابی سوں (سے) فرمان صادر کیا
وتیاں کوں بلا بھیج حاضر کیا

کیتے (کتنے) وضع سوں سب کے دل ہاتے لیے
کہیا (انھوں کہا) مہربانی سیتی (سے) لا (لگاکر) گلے

جو فرزند میرا ہے سیف الملوک
فدا اُس پہ تھے مال ہور یو مُلک

مجھے اُس بغیر کوئی فرزند نیں
عزیز ارجمند ہور دلبند نیں

ہوا ہے یکایک جو بیتاب یو
کہ دنیا نہیں ہے کسے (کسی کو) جاب (جواب) یو

کریگا دوا جو کوئی درد فام
دیوؤنگا اُسے بادشاہی تمام

سُن اس بات کوں شاہ گنبھیر تے
اُٹھے سب حکیماں سو یکدہیر تے

کہے شہ کوں سب درد ہمن (ہمیں معلوم) خام ہے
کرینگے دوا یو کیتا (کتنا) کام ہے

حکیماں دیکھن (دیکھنے) ناڑی (نبض) جیوں لئے ہیں
دَرَد ظاہرا کچھ نہیں پائے ہیں

ہوئے یک طرف تے پشیمان سب (۴۹۰) رہے درد تا فام حیران سب

جو اُس درد کا جنس کچھ ہووتا
تو دارو و درمن کوں رُچ ہووتا

سچیں ہر دَرَد کوں ہے ہر کیں دوا
ولے عشق کے درد کوں نیں دوا

اچھے جس کے تئیں عشق کا درد جو — بچارے حکیماں کریں کیا کہو
مسلم شہنشہ ہوا لا علاج — نہ تھا کام اُسے کچ بیٹھے روئے باج
ہوا گھابرا شاد مانی سٹیا — نپٹ نیند دانا و پانی سٹیا

رفتن ساعد پیش سیف الملوک

سو یک دیس آئے وزیراں سکل — کہے شاہ کوں یوں کہ اے شہ نول
کچ اس بات تدبیر کرنا بھلا — کچ اس فکر میں پاؤں دھرنا بھلا
نھونا اپیتے وضع سوں گھابرا — کہ رہنا نچ اس دیہات سوں ہی برا
سراندیل ترا سب پشیمان ہے — دکھی ہو مسلم پریشاں ہے
اپن درد تھے ہوا ہے دردناک (۵۰۰) نزیک ہے جو سیف الملوک ہو ہلاک
بھلا ہے جو ساعد ٹک اُس کے نزیک — اچھے اُس کے دوک دردیں ہو شریک
وہی اُس کے دل کا سوانت پائیگا — وہی اُس کوں مارگ منے لائے گا
شہنشاہ کوں خوش لگیا یو بچار — دیا بھیج ساعد کوں بیٹے کے ٹھار

؎ کہ یوں گھابرا ہونا خوب نہیں — کمھ انجھواں سوں یوں دھونا خوب نیں (ح) ا

گیا شاہزادے کے جیوں وو نزیک ——— لگیا روؤنے زار اُستے ادیک
کہیا یوں کہ اے لال صاحب جمال ——— نہ سورج چندر میں ہے تیرا مثال
ترا نور ہر ٹھار معمور اچھو ——— ترا دل خوشیاں سات جم پور اچھو
ہے مج نین کوں نور تج نور تھے ——— سدا سور مجکوں تیرے سور تے
اَدہر کھول مج سات کچ بول توں ——— ترے دل میں کیا ہے سو کہہ کھول توں
کہ تیرا سدا میں وفادار ہوں ——— ہر ایک ٹھار تیرا میں غمخوار ہوں
یکایک یو آیا ہے کیا فکر تج (۵۱۰) لگیا ہے کسوں دھیان ہور ذکر تج
نظر کس سورج پر پڑی جگ کیرے ——— جو یوں نت اُبلتے ہیں جل کے جھرے
ترا چاند کن ہے توں کس کا چکور ——— جو تلتل کوں ہوتا ہے توں طور طور
کہے باج توں کچ مجے فام نیں ——— سنے لگ میرے دل کوں آرام نیں
مجے کھول کر توں کہے تو بھلا ——— وگرنیں تو میں کاٹ لیونگا گلا
کمر میں تے وَیں اپنے خنجر کوں کاڑ ——— گیا آپنا پیٹ لینے کوں پھاڑ
دیکھے یو حال در حال سیف الملوک ——— پکڑ ہات ساعد کیرا دیکہ موک
برہ آگ سوں جل بلا آہ مار ——— انگارے نین میں تے ڈالیا ہزار
پچھانیا کہ ساعد وفادار ہے ——— اپن دوکھ ہور درد کا یار ہے

دو زربفت کا پارچہ لائیا جوتھی صورت اُس میں سو دکھلائیا
کہا میں اسی کا دیوانا ہوں بہوت (ہہت) اگرچہ اپن ٹھار دانا ہوں بہوت
یہی روپ (صورت) لبدائیا (مائل کیا) ہے مجے یہی حُسن بے سُدہ (بیہوش) کیا ہے مجے
کہیں روپ دنیا میں اس سار (طرح) کا نہ دیکھیا ہے کوئی خلق سنسار کا
کہ لگتی ہے لَئی (بہت) دل کوں حیرانگی نجانوں چھُوٹے کیوں یو دیوانگی
سنیا راز سا عد اپن یار تے رضا لیکر آیا جو اُس ٹھار سے
شہنشہ[ن] کوں تسلیم آکر کیا سو او صورتِ حال سب بولیا

پارچہ زربفت آوردن پریاں

عجائب[ن] لگیا شہ کوں اس بھید پر کہیا کھول تو سب کوں یوں سربسر
وو زربفت جو میں دیا تھا اُسے جو خوش ہو عنایت کیا تھا اُسے
میں یک دیس بیٹھیا اتھا تخت پہ سو دیکھیا یکایک اُسی وقت پر

ن ۔ اٹھیا سو کیا شاہ کوں وہیں سلام سوده صورتِ حال بولیا تمام (ح)

ن ۔ سونیا کان دہر شاہ جیوں سربسر

جو بارا اٹھا اک بڑے زور کا — دہلارا اٹھا سخت شر شور کا
چھپیا تھا گگن اس دہلارے تلیں — پریشان تھا خلق بارے تلیں
سو ویسے ہیں واں تے نکل بہار کوں — کیتک شہ پریاں عین جھلکار سوں
میرے تخت کے آنگے آیاں تمام — کیاں مجکوں دیک یکطرف تھے سلام
کہیاں منجکوں اے صاحب تخت و تاج — ہمنکوں سلیمان بھیجا ہے آج
وو زربفت کا پارچہ لائیاں — میرے آنگے رکھہ کھول دکھلائیاں
جو تھا اس منے صورت بے نظیر — بھولیا دیکھ صورت وو میرا ضمیر
لیا ہیں اُسی وقت پریاں تے اَنٹ — کہ صورت کسی کا ہے پایا ہیں پنٹ
کہیاں کھول یوں منج اوپر کر کرم — یو لیایاں ہیں از گلستانِ ارم
کہ ہے شہ پری یک بدیع الجمال — سو یو پاک صورت ہے اُس کا مثال
او شہبال بن شاہ رخ راج کی — سو بیٹی ہے ات شرم ہور لاج کی
پرے ہور پریاں جہاں لگ تمام — کریں آکے شہبال کوں سب سلام
وو زربفت بے مثل نا ہووے کر — یک انگشتری ایک تربنگ تس اوپر
لیکر آئیکر پیش کش منج کیاں — یکائیک سب غیب ہوکر گیاں
نہ جانیا ہیں اس دہات ہوئیگا کدھر — کہ اصلا نہ تھا کچ منجے یو خبر

سلیمان تو نیں ہے جیتیا اتال　　　کہ دستا ہے مج سر سبز کام کھال

یہاں کون ایسا ہے جان ہور پچھان　　　جو دیوے گلستان ارم کا نشان

لگیا فکر آتشہ کوں اس دہات کا　　　معما دسیا مشکل اس بات کا

اندیشے منے پڑ ہو دلگیر ادیک　　　ہلکوں شاہزادے کے آیا نزیک

کہیا اے میرے من کے نوری نہال　　　اوجالا دو جگ کا سو تیرا جمال

توں جس روپ کیرا دیوانہ اہے　　　او ڈھنڈنے سو عالم میں پانا اہے

اُونتالا لکو ہو کہ تج زبان ہے　　(۵۵۰) اونتالا کرن ہار نادان ہے

تجے اس وقت پر صبوری بھلی　　　توں عاقل ہے تج عقل پوری بھلی

بچھانت سیتی خوب پہچان توں　　　نہ کریوں ایس کوں پریشاں توں

کیتک دیس خاطر کوں ٹک جمع راک　　　درد دو کہ تھٹے کرلے سینے کو پاک

جو لیوے دل پرے ہیں کلا ہات پاؤں　　　خبر تیرے مقصود کی ٹھاؤں ٹھاؤں

جو اس دہات سوں منگ مہلت لیا　　　سو لوگاں کوں ملکِ ملک بھیجیا

پتیا باپ کی بات سیف الملوک　　　رہیا دم پکڑ چھوڑ دے درد و دوک

ع ن ۔ رہے جیو پکڑ کیوں تو بٹیا اتال (ح)

لگیا پھر نے خوشحال ساعد سنگات پکڑ کر رہیا وو اسے دن و رات

فرستادن رسولاں شہر بشہر در تفحص گلستانِ ارم

گھر سنج اس بے بدل گنج کا کہے کھول یوں قصہ اس رنج کا
جو گئے تھے رسولاں تمام ایک بار لگے ڈھنڈنے عالم منے ٹھار ٹھار
سو ڈھنڈنے لگے کر او نا لا تمام (۵۶۰) سٹے جا کے عالم پہ جالا تمام
خراسان روم ہور شام ہور ختن حبش ہور گجرات دلّی دکھن
عراق ہور شیراز رے ہور خجند بخارا بلخ یزد ہور سمرقند
سمنجاں کاشان سنجان سب حلب چین توراں ایران سب
مخا آگرہ ہور سنگل پرتگال سو مشرق و مغرب جنوب ہور شمال
لنکا پٹر لنکا ہور بنگالا و گوڑ بچارے جدہر کے ادہر دوڑ دوڑ

ن۔ نظر را کہہ مقصود پر کھول دل لگیا پھر نے خوشحال ساعد سوں مل (ح)
ن کہ جیوں لوگ ستید ہوا ایک بار گئے تھے خبر لیاؤ نے ٹھار ٹھار (ح)

گئے یک طرف تھے جگت تل اوپر پنائے گلستاں ارم کا خبر

برس ایک لگ سب پریشان ہو پھر آئے مصر کوں پشیمان ہو

سنیا[ن ۱] جیوں یو احوال سیف الملوک لگیا غم پہ غم کرنے ہور دوکھ پہ دوک

اندہارے پھرے گھر منے جائے کر پڑیا دھرتری (زمیں) پر سوا اڑ ڑائے کر

سنیا غم سیتی کوٹ لینے لگیا (۵۷۰) کر اوس نار کوں یاد رونے لگا

صبوری کے پیرہن کوں ٹکڑے کیا سو بیہوشی[ن ۲] کے ہات آپسیں (اپنے آپ کو) دیا

لگیا[ن ۳] عشق دن رات کا ڑہا اُسے اڑایا نپٹ ہو کے آرام اُسے

سنگاتی کون اپنے پکارن لگیا نہ سہہ سکھ بِرہ (فراق) آہ مارن لگیا

کرے یاد تِل تِل رووے زار زار پڑے[ن ۴] بے خبر ہو بیکر ٹھار ٹھار

خبر پائے کر ٹک جو ہشیار ہوے نزیک آ نپے تو نہیں دیکھ کوئی

ن ۱ ۔ سو سیف الملک یو خبر سون کر لیا برہ اگن میں الپس بہون کر (ح)

ن ۲ ۔ جمیا دلکوں یکد ہرتے پر دو کہہ دیا۔ (ح)

ن ۳ گلیا عشق دن رات کاری اُسے دسیا تنگ زنداں ہو بھاری اُسے (ح)

ن ۴ آپیں بے خبر ہو سینا پھاڑ پھاڑ (ح)

وہ صورت رکھے آپنے نین تل　　اُس اوپر تے جاوے اد کہہ پل پل
کہے یوں کہ مج من کی دلدار توں　　میرے من میں نس دن سنہار توں
توں کس سمد کی ڈہال موتی ہے کی　　توں کس کہان کی لال جوتی ہے کی
کس اسمان کی ہے چندر بہان توں　　کس اقلیم کی ری ہے سلطان توں
ہے پھل ڈال توں کس گلستان کی　　جھمکتی شمع کس شبستان کی
جو اس دہات توں منج کوں لیدائی ہے　　میرے من کوں چیت آپنا لائی ہے
نہ جانوں تجے کس گھڑی پاؤں میں　　سو کیوں ڈھونڈ کاڑوں تیرا ٹھاؤں میں
نہ کچ عشق کا منج خبر تھا اول　　نہ کچھ برہ کا منج کون ڈر تھا اول
تہیں مج پریت لاگتے یوں نڈہال　　رہوں کیوں صبوری سو تج بن اتال
دِلے دن اسی دہات بیٹھا اچھے　　دیکھیں اُس پیاری کوں جیتا اچھے
نول شاہ عاصم لگیا تلملن　　دکھی پوت کوں دیکھ پھر پھر جلن

ن - فدا اسپہ ہوئے جیوں اسپند جل (ح)

ن ہے کس دُرج کا ڈہال موتی کنا　　توں کس برج کا چاند جوتی کنا (ح)

ن - مسلم اسی بھانت تپتا اچھے (ح)

ن دلے باپ پورا لگیا تلملن (ح)

رہیا سو کھ ڈبلا تنک تار ہو — نپٹ زندگانی سیں بیزار ہو
اپس میں اپیں بھر ٹھنڈی (آہ) اُساس — کہیا[۱] آئیکر اپنے فرزند پاس
کہ اے بے بدل نور دیدے مرے — عجب کچ دیکھیا ہوں میں طالع ترے
جو کچھ فکر تج حق پہ کرنا اتھا — (۵۹۰) بجد[۲] ہو کے میں کر دکھائیا و بینا
جگت کوں تل اوپر کرایا تمام — سو ملکے ملک اس ڈھنڈایا تمام
ہوا نئیں کچ اس حد لگ اظہار اجھوں — کسی سے پڑیا نیں لوکت بہار اجھوں
لگیا ہے پری سات تیرا جیا[۳] — نہ سمجھے کسی دھات تیرا جیا
پری کوں کنے جا کے لیا نا سکے — کہاں ہے سو کن کھوج پانا سکے
مجے کوچ سو (کوئی) تدبیر دستا نہیں — سو کیوں ہے کی (کوئی) تقدیر دستا نہیں
کریگا اگر مال و دھن اختیار — تو دیوں گا تجے بے حد و بے شمار
اگر پادشاہاں کے بیٹیاں ہیں کتئیں — دل اچھتا تو دیتا ملا تج کوں ہیں

۱۔ بیٹ آئیکر بیٹھ بیٹے کے پاس (ح)

۲۔ کیا فائدہ کچ نہ دیکھیا و نتا (ح)

۳۔ ہیا

جواب دادن سیف الملوک پدر را

سنیا سر تھے سیف الملوک جیوں یو بات ہو تغیر ایس میں آپے دہات دہات
کھیا اے شہنشہ اگر لاکھ حور اُتر آئیں جنت تے میرے حضور
کہا
تو ذرہ نہ ہوکس پہ میرا خیال (۶۰۰) مجھے ہو تو ہونا بدیع الجمال
کیا سعی توں لَئی میرے کام میں لیا رنج سر خاص ہور عام میں
بہت
نہ کیتا میرے حق پہ تقصیر توں کیا کرنے کے دہات تدبیر توں
ہوا دو کہہ تجے مج کدن تے زیاد ولے نَیں ہوا تج تے میرا مراد
میرے دل میں آتا ہے اب یو خیال جو لیوؤں رضا تج کنے تے اپیال
اب
پھروں جا کے عالم کے چو پھیر میں آپے ہو کروں اپنی تدبیر میں
سو کیسا ہے دیکھوں دریا کا سفر[ن] جو لیوؤں گلستاں ارم کا خبر
لکھیا ہوئے تو ہرسند پاؤں گا میرے آس تھے میں وراس آؤں گا
پلٹ
بھلا ہے جو لانا منجے بیگی باٹ کہ بھو تج پکڑیا ہے منج دل اُچاٹ
جلدی

ن - بری کس وضع کا ہے دیکھوں سفر (ح)

لگے برہ اس کا سو جیوں کھرگ منج — یو جینا انکھیاں تِل دیسے مرگ منج

اپن من میں پیدا کر ایسا خیال (۶۱۰) پڑیا باپ کیرا اسلم دُنبال

جو تھا شاہ اول تے رنجور پُور — ہوا سِر تے بھی دو کھہ تلے چُور چُور

کتے وضع سوں تلملانے لگیا — غطے غم کے دریا میں کھانے لگیا

کہیا یوں کہ فرزند منجے ہے سو ایک — کیوں اُس ایک کوں دیوں رضا دیک دیک

سکت ہے جو ین تخت بن تاج اچھوں — ولے تاب نیں مِنج جو اس باج اچھوں

کتے قرن پیچھے منجے ذوالجلال — دیا کر دیا ہے یو نوری نہال

نین تِل تے کیوں میں ہگاؤں اسے — ستم کیوں غریبی میں بہاؤں اسے

میرا دین یو ہور ایمان ہے — میرا جیو اُس پر تے قربان ہے

کیتک بار کوں پھر اندیشے سنگات — کہ کہنے لگیا کیوں رکھوں قید سات

مبادا دو کھوں تے سینا پھوڑ لے — مبادا یو جیو تے دل توڑ لے

دوجا ہور نیں ہے جو کوں کچھ اِسے (۶۲۰) کیا ہے نپٹ عشق یوں بچ اِسے

بھلا جو خدا پر توکل کروں — اِسے باٹ لانے کیرا اَبل کروں

سفر جا کے یا من کے مقصود پائے — جفا دو کھہ تے کچھ اکے باہر کے آئے

یو دو حال تھے کام خالی نہیں — بن اس فکر تے فکر حالی نہیں

برس پانچ کے مستعیدی کیا　　　دل اس کا منگے تیوں دلاسا دیا
نول شاہ عاصم شہ کامیاب　　　بلا بھیج کاریگراں کوں شتاب
سو فرمائیا کشتیاں بے نظیر　　　یک یک کشتی ایک ایک دریا گنبھیر
ہر ایکس میں حجرے کتے طرح کے　　　نچھل تخت پوشے گہراں فرح کے
بجھتر جھجر نقش کا ٹھار ٹھار　　　جہاں کا تہاں کام خوب استوار
کرے اس وضع تین سو کشتیاں　　　دیک اُس کشتیاں کوں بُھلے بھتنیاں
کدورت اُسے ہوئے نہ تیوں باٹ میں　　　نہ دک داٹ آئے کیوں جنگل گھاٹ میں
کیتک[ن] ماہ رویاں کوں خوش نار کے　　　کیتک مطرباں خوش آواز کے
کیتک خوش ظرافت کے نرمل ظریف　　　کیتک بے بدل قصہ خواناں حریف
کیتک کھنڈیاں ارغوانی شراب　　　کیتک جنس کے نعمتاں بے حساب
کیتک خوب تحفے کیتک کروڑ مال　　　کیتک ذات تیزی پون کے مثال
کیتک فوج لشکر کیرے بے نظیر　　　کیتک ٹولے سوداگراں کے گنبھیر
کیتک جنس کے خوب باندی غلام　　　اپے ہو بجد مستعد کر تمام

ن۔ چوتیاں ماہ رویاں خوش آواز کے (ح)

کیتیک جنس کا موپ کر بیشمار | دے ساریاں کوں ترتیب سب ایکبار
ہر ایک کام پر شہ آپے ہو بجد | جو کچھ کرنے کا تھا کیا مستعد
سمج دہات اس بے وفا دیر کا | خداتے مدد منگ لے خیر کا
دے ساعد کوں سیف الملوک کے دنبال (۶۴۰) روانہ کیا ہور ہواوین تڑ ہال
لگیا رونے فرزند کے دہیان سوں | بلا بھیج دیں اپنے پردہان کوں
کیا ملک اُس کے حوالے تمام | سو چا خالی گھر میں اپے صبح و شام
عبادت سوں مشغول ہور رات دن | دعا سات چیت لائیا چھین چھین

روانہ شدن سیف الملوک بر جہاز برائے جستن گلستان ارم

کرنہار سیر اس پیرت گھاٹ کا | دیوے کاڑ مارگ یوں اُس باٹ کا
جو ساعد و سیف الملوک جہاز چڑ | چلے غلغلے سات دریا میں پڑ

ع ن۔ دے ترتیب کشتیاں کوں سب ٹھار ٹھار (ح)

ع ن۔ چلے جیوں تجمل سوں دریا میں پڑ (ح)

تلیں صاف پانی اوپر آسماں — برستا ہوا معتدل درمیاں
صفا بخش چوندھیر [چوطرف] موجاں گنبھیر [بڑے] — تماشے کیتاک اس منے بے نظیر
سو(ن) دیک ذوق پانے منیں دہات دہات — چلانے لگے جہاز دن ہور رات
سو نزدیک جیوں چین کے آئیے — سو جاسوس واں کے خبر پائیے
کھے جا کے ویں شاہ فغفور دھیر — کہ آتا ہے فوجاں سوں لشکر گنبھیر
بجانے کدہر چال کرتے ہیں او — ولے اس طرف خیال دھرتے ہیں او
سن اے بات فغفور ہوشیار ہو — کیا مستعد آپنا ٹھار دو
خبردار لوگاں کوں کر کوٹ [قلعہ] کے — دلا سارے دروازے گر کوٹ کے
چنیا(ن) خوب کوں اپنے خاصاں منے — دیا بھیج کر شاہزادے [قلعہ] کنے
پوچھایا(ن) کہ تم کیا سبب آئے ہو — تھیں [تم] کون ہیں دل میں کیا لیائے ہو
اگر دوستی کی جو کچھ بات ہے — تو فرماؤ قدرت میرے ہات ہے

ن شگفتہ ہو یکہ ہرتی سب دہات دہات (ح)

ن ۔ تعقل کر اس دہات، دوڑا قیاس — دیا بھیج حاجب کو شہزادے پاس (ح)

ن ۔ میرے ملک میں پس کر آئے ہو ۔ (ح)

اگر کچ اچھیگا طلب مال پر　　ہتی ہور گھوڑے رتن لعل پر

(۱) اشارت کرو لیو مج پاس تے　　وراس ہو اتم آپنے آس تے

جو کچ ہے سو کہہ بھیج دیو شتاب　　میرے پاس تے جاب لیو شتاب

جو وہ شہزادہ گنی نیکنام　(۶۶۰)　سنیا مونہ تے حاجب کے باتاں تمام

جکوئی آئے تھے دیونے بوجھید　　اُنن شاہزادہ بلا بھیجکر

اپن سامنے سب کوں بسلا یا　　جو کچ کئے سو خاطر منے لائیا

ہنسا کھل کھلا ہور اُٹھا بول یوں　　انن خوش ہوئے تیوں کہیا کھول یوں

کہ جا یوں کہو شاہ فغفور سات　　(۲) کہ کچ کام نیں منج کوں تمنا سنگات

رکھو خاطر اپنا تے جمع کر　　کہ نیں ہے میرا دل کسی طمع پر

(۳) میرے پاس ہے مال وہن بیقیاس　　جو کچ بست ہوتا سو ہے میرے پاس

ولے عشق کے ملک کا سیر میں　　کر نہار نکلیا ہوں کچ غیر نیں

---

(۱) ن۔ اشارت کرو جو کروں پیشیں میں　　منگیں گے اگر مج تو ہوں خویش میں (ح)

(۲) ن۔ گنبھیر اس فراست کے سمدور سات (ح)

(۳) ن۔ ملک مال دہرتا ہوں میں بیقیاس (ح)

که اس دہات سوں کئے وو حاجب سنگات　　دیے خلعت کیا خوش تمام اُسکی ذات

خوشی سات پھرواں تے سب وو جنے　　جو فغفور کے آئے خدمت منے

ادب سات یکدھر تے کیتے سلام (۶۷۰) کہے کھول کر وو حقیقت تمام

کئے شاہزادے کی تعریف یوں　　سو فغفور خوش ہو کھلیا پھول جیوں

محبت جو وَیں من میں غالب ہوا　　دیکھن شاہزادے کوں طالب ہوا

سہرب دَل کے دنبال لے دَل بہ دَل　　ملن آیا آپ فغفور چل

ملیا شاہزادے سوں تعظیم سات　　چلیا شہر میں لیاپ تکریم سات

سو نکلیا وہیں خسروی شاں سوں　　ملیا ہور چلیا لے کے بہوماں سوں

بڑے داب کی میہمانی کیا　　ضیافت بھلی خسروانی کیا

ضیافت اوپر کر ضیافت زیاد　　کیا شاہزادے کے رو رو کوں شاد

تمام اُس کے لشکر سے مل چند روز　　لگیا بار ہو کرنے آنند زور

جتے آئے سو شاہزادے کے سات　　ویتاں کوں دیا تشریفاں ہات ہات

دیا خلعتاں سب کوں یوں بے شمار (۶۸۰) جو دکھنے لگیا بہار جوں نو بہار

ع ن پہرواداں تے جیوں حاجب نیکنام　　سو آشہ کوں بولیا حقیقت تمام (ح)

رکھیا پانچ جو دیس خوشحال کر محبت سوں واقف ہوا حال پر
مروت سوں شہزادیکے من میں پیس لیا انت دل کا ل یک ٹھار بیس
جو کچ شاہزادے کے مقصود تھے سو خاطر منے سربسر لیاؤ تے
طلب جین کے سب چتاریاں کوں کر لیا گلستان ارم کا خبر
سو اُس کا سنے بھی نہ تھے نام واں یو ہرگز کسی کوں نہ تھا فام واں
نہیں دے سکے کوئی اُس کا نشاں کسی تھے ہوا نیں یقین و و گماں
سو اُس وقت یک سو سَتّر برس کا بُڈھا مرد یک کوئی اُس ٹھار تھا
بلا کر تفحص کئے اوس تھے جیوں سو وو پیرمرد آدیا جاب یوں
کہ دائم دریا پھر کے دیکھیا ہوں میں و لے گلستانِ ارم کیں تو نیں
مگر شہر قسطنطنیہ میں جو کوئی (۶۹۰) خبردار اس باغ تھے ہوے تو ہوئے
کہ آتا ہے واں خلق لے دُور کا مسافر جتا ساتو سمدور کا
جوں اُس تھے سنیا شاہزادہ یو بات اپن دل کوں دے پھر آتا لیکے ہات
ہوا شہ کے احسان کا حق گزار کیا لیے دعا ہور ثنا بے شمار
ہزار آرزو سات دہر من میں آس چلاویں رضا لے کے فغفور پاس
رضا منگ لی ویں ہوا مستعد سو اُس شہر لگ جاؤنے ہو بجد

تمام اپنے لشکر سوں کشتیاں میں بیس — چلیا عشق کے بل سوں دریا میں پیس
شتابی سوں جا انپڑیا اوس نگر — سو لوگاں کوں واں کے بلا بھیج کر
لگیا پوچھنے گلستان ارم — کہو بیگ میرے اوپر کر کرم
کہے لوگ واں کے کہ سُن اے جواں — کہ ہم جانتے نیں ارم کا نشاں
چلیا شاہزادہ وہاں تے نکل — انچھوڑا النا موہنی کے بدل
پیاپے کیتیک دیس کشتیاں چلائے — سو یکبھار دریا کے درمیان آئے
سو اوکل قضا ہور قدر آ کھڑیا — سو کام آ کدھر کا کدھر آ پڑیا
یکایک اُٹھا باؤ طوفان کا — دریا کوں چڑیا تاؤ طوفان کا
نپٹ آئے تھے دانٹ کالے ابھال — چھپا سور ہور چاند پکڑیا تپال
برسنے لگیا میگ ابرال تھے — نہ برسیا کدہیں یوں برشگال تھے
پڑیا گرد چاروں طرف اندکھار — کڑکنے لگیاں بجلیاں ٹھارٹھار
نہ دن قام ہوتا سمجھتے نہ رات — ہوا رات ہور دیس مل ایک ذات
خدا سوں پڑیا آ کے ساریاں کوں کام — بھروسا سٹے جیونے کا تمام
کہ دریا اُبلنے لگیا شور سوں — اُٹھے موج طوفان کے زور سوں
ہوئیاں کشتیاں درہم یکدہر تے — رہیا خلق عاجز ہو تدبیر تے

بھر آیا جہازاں منے آپ سب — گنواتا گیا مال و اسباب سب
بڑا کچ ہوا تفرقا ہولناک — ہوئے لوک بی بیک طرف تے ہلاک
اٹھیا موج جیوں سو وو بہتی وہیں — چلی شاہزادے کی کشتی کہیں
ہوا جہاز طوفان تے چور چور — ملک ہور ساعد پڑے دور دور
بلا ساعد اپ سبیں لے دہات دہات — چلیا وو کہیں اپنی کشتی سنگات
طرف ردم کے جاکے ساعد پڑیا — حبش ملک کوں جائے تختا لگیا
لگا لگ اسی دہات چالیس دن — ہر ایکس پہ طوفان گذریا کٹھن

غرق شدن کشتیاں سیف الملوک نیز در قید شدن زنگی

چو مہیوں ہور بارا ہوا کم ٹک ایک — سو سیف الملوک پائیا دم ٹک ایک
ابہالاں ہوئے درمیانی تے دور — ہوا سور کا نور جگ میں ظہور
انکھیاں کھول دیکھن لگیا ٹھار ٹھار (۲۰) — نہ لشکر ہے اپنا نہ ساعد ہے یار
سو آئے در لگنے ادکہہ داٹ کر — ہوا سخت بے سد سینا پھاٹ کر
سبھی غرق ہو جاکے یاراں پچاس — جو بانچے اتھے سو ملے آس پاس
اچا شاہزادے کوں بسلائیے — نصیحت سوں آنگے ہور کر آئیے

کہ سن اے دکھی شاہزادے گنبھیر　　لیایو بلاتوں بسیا (بہت) اپنے سر (سر)
کسی کا یہاں کوچ تدبیر نئیں　　یو وا اقا ہمن باج (بغیر) تقدیر نئیں
دل اس دوکھہ تے گھٹ (مضبوط) کر کے رہنا بھلا　　جو کچ ہے جفا دوکھہ سو سہنا بھلا
کریں مل توکل خدا پر تمام　　دیکھیں عاقبت (انجام کار) کس و ضا ہووے کام
کہے ئے سند سات (بہت ترکیبوں سے) یاراں و لے　　کلیجا درونی (اندر ہی اندر) بیں اس کا جلے
نہ تھا شاہزادے کوں وئے بن قرار　　کہ ساعد کے آپراں (اوپر) تھا بہوت پیار
فلک ہی پھرنہار جو پھر پڑیا (۷۳۰) بلا ہو کے اپراں (اوپر) تھے گر پڑیا
یکایک بڑے غل ستی ہانک (چیخ کر) مار　　نکل زنگیاں آئے یکدہر تے بھار
سلح پوش سارے بٹے دہات کے　　بڑے تھو بڑے (جبڑے) ہور بڑے ذات کے
دریا پر کے وو (وہ) چور سارے اتھے　　پکڑ آدمیاں کہانہارے (کھانے والے) اتھے
دیکھے شاہزادے کی کشتی کوں آ　　لگے مارنے باں (تیر) تفنگاں بلا
لڑائی کیئے آ کے شر شور سوں　　کیئے زیر داروگیری زور سوں
پکڑ شاہزادے کوں یاراں سنگات　　وہیں بند کر لے چلے راتے رات
صبا کا اوجالا ہوا دیک (دیکھ) کر　　نجھا (غور سے) دیکھتے ہیں جو دریا کنار
رکھے ہیں تخت ایک اونچا سنوار

کڈھنگی زنگی اولکھن اس پہ چڑ بڑے وضع بیٹھیا ہے سختی اکڑ
نپٹا کوچ بدشکل چہرہ اتھا جو دیکھیں کسے اوسکوں زہرہ نہ تھا
فرشتے بھی ڈرتے اتھے عرش پر اترآو نے اس زمیں فرش پر
بڑا بھوت کہتے سو تھا آپ وو کہ تھا سارے بہوتاں کیرا باپ وو
گیا ہونٹ اُپر کا جو یکدہیر کوں لگیا تھا پیشانی او انگ سیر کوں
تلیں کا یوں آیا اتھا لڑک ہونٹ جو تھا اس کے گورگیاں منے فرق ہونٹ
لنبا قد لنبی ناک چوڑے بلاخ دیسے غار کے ناو لیدان فراخ
بڑے ڈانگرے سیار کے کان دو اجڑ گھر کیرے کھوڑ جو ران دو
ہمیسے کالے اُس کے اتھے منہ اوپر مکھیاں بھنبھناتی ہیں جیوں گوہ اوپر
انگوٹھیاں بدل آپ نے ساز کے خوش انگلیاں میں پہناڈلے پیاز کے
پکڑ اُس کے نزدیک ساریاں کوں لیائے اُسے یک طرف تے سلاماں کوں لائے
سو ہیبت سوں ساریاں کے سینے پھوٹے لگے کانپنے ہور تقویٰ ستے
بڑے شاہزادے کوں وو دیکھ کر لیجاؤ کہیا اپنی بیٹی کے گھر
سو کالے زنگی دوڑے سنگات جا دیے اُس کی بیٹی کیرے ہات جا
لیکر آئے زنگن کنے شاہ کوں ملائے زحل سات جیوں ماہ کوں

جو بیٹی کنے باپ بھیجے جسے   اُسے تل منے بھون کھاوے اُسے
وے شاہزادے کا دیکھ او جمال   دیوانی ہوئی عشق لائی کمال
انتھا خوش ہوا کا جو ایک مرغزار   سہاوے لطافت میں جنت کے سار (مانند)
چھپانے کوں فرمائی اس ٹھار اُسے   کئے قید نکلے نہ تیوں بھار اُسے
گذر کر گیا میانے یک سا نترا   ملک زادے کوں دیکھ مکھ جا ترا
بڑے شوق ہور ذوق سوں دوڑ آرے   سو مکھ شاہزادے کیرا جیوں نھیائے (غور سے دیکھے)
سو دیک شاہزادہ ہوا ویں نڈہال (۲۶۰) رگے رگ میں یکدھر تے بیٹھا کنٹال
کہ زشتاں منے سخت وو زشت تھی   نیٹ (بہت) روسیاہی میں انگشت تھی
کہ تھا تھوبڑا (منہ) اُس کا جیوں فیل کا   سر اُس کا سو کالا رنجن (مٹکا) نیل کا
انکھیاں ڈونگیاں جیوں کھڈی سار کے   ڈو دیدہ بہیتر جوں تپھر گار کے
چڑیا ہونٹ اُپراں (اوپر) کا ناک پر   ٹھوڈی (ٹھڈی) پر پڑیا ہے تلین کا اوتر (اندر)
تمام انگ گونی کیرا ٹاٹ جیوں   چھپاں دو سینے پر ہیں دو ماٹ جیوں
تنگل (جسم) سپٹ انگے ٹیلنک جیوں آکھڑا   انتھا پیٹ تھے سخت پیڑو بڑا
بوہی کھل رہی تھی سو جیوں اُوکھلی (اوکلی)   مُسَل (موسل) ہو کے دوڑی تھی رو ماولی
لٹکتی جو چیڑاں پہ جوٹی دِسے   سو جیوں جھاڑ کی پیڑ موٹی دِسے

سوے سیار [مانند] پنڈلیاں [سوا] اوپر تیز بال — نہ تھی جگ میں ڈھُن کوئی اُسکے مثال
سٹری بوئی بغلاں میں تے یوں جھرے — [ن] جنے باس [بو] اُس کی سنگے [سونگھے] سو مرے
[ن] پون سار کا اُس کی ٹک باس پائے — تو لیا حلق میں انٹریاں نہاس جائے
زنگیاں میں کوئی ایسی کالی نہ تھی — ہو کالی کیں ایسی کھُجالی نہ تھی
اگر لاویں جب ٹھار مشعل ہزار — اُن آوے تو تیرے پڑے اندکار [اندھیرا]
گندی پیاز کے ڈل [ڈلی] پُر وچھیل کر — گلے میں حمائل ننن میل کر
چتر دو دماہیں کتے کوچ کے — نغارے بجاتے ہیں بن کوچ کے
سو دہکرا اتیا کچ اونچا تھا اُسے — سیری [بیڑا ہی] باج تھے کوئی پوچھا [پہنچا] اسے
نہوئے شاہ راضی مناوے تو وو — اٹھے روئے نہنستی [بغیر] جو آوے تو وہ
چلے گھر منے شاہزادے کوں لے — کندورے کرے بار اپنے و لے
جو بیٹھے دونوں مل کندورے اوپر — سو وو جیوں ہتی [دسترخوان] ہور یو جیوں مچھر
کہ آنا موافق سوں صحبت گھڑی — پران [ہوش] اُڑکے جا فکر لاگی بڑی

ن۔ گندا نیر ہو رہاں میں تے جیوں جھڑے (ح)

ن۔ بُری اُسکی جیوں آنگ کی باس آئے۔ (ح)

جو فارغ ہوئے پیٹ بھر کہان کہا منگائی ترت مست پیالا نیکھا
سو گڑویاں پہ گڑوے لگی جھیلنے لگی شاہزادے سوں مل کھیلنے
پیے (ن۱) شاہزادے سوں مل ہس کر ہتی ہو کے خلوت میں گئے پیس کر
سو اپنے محبت کرے شوق سوں منگی عیش کرنے کے تئیں ذوق سوں
قبولیا (ن۲) نہیں شاہزادہ اوسے ڈریا دیک تن پر کے اسکے مسے
سٹی ہات جا اسپہ سو رات کر سو دربھم ہو ماریا وہیں لات کر
نپٹ دل میں جاگا کیا کندراٹ سو فامی وو رنگین ڈائن کہو ساٹ
غصہ (ن۳) سات ات زنگیاں کوں بلائے سو سنگین چکی پیسنے کوں منگائے
ملک زادے کے کن لجاؤ کہی صبا اوٹھ کر آٹا پساؤ کہی
ہوا شاہزادہ دوکھی لاعلاج (۷۹۰) کہیا دل میں موت اپنی آئی ہے آج
لگیا پیسنے آٹا لہو آنٹ کر چھلے آئے ہاتاں کوں سب اٹ کر

ن۱ ۔ بھولی اس کیرے حسن پر ہو کھلی متی ہو کہ خلوت منے لے چلی (ح)

ن۲ ۔ کنارے ہوا چھوڑ دے وہیں آسے (ح)

ن۳ ۔ کدورت پکڑ جیوں غصا دل میں لیائے بڑی یک چکی پیسنے کوں منگائے (ح)

سو کھل ری نکل آئی ووئے ہات کی — مشقت لگی دیس ہور رات کی

ہتیلیاں جو نازک اتھے پان تھے — نرم تر نرم روئی حطیان تھے

گھٹے پڑ رہے سخت پولاد ہو — گئی نازکی تن کی برباد ہو

گریختن سیف الملوک از قید زنگی

کیتیک دن کوں او زنگی نابکار — سنیا جیوں سو گھر میں تے کاڑیا بہار

سو بیٹی کدین تھے بُرا مان کر — کپٹ دل منے آپنے آن کر

منگایا تبر ایک سیڑی سنگات — دیا پھر دوکھی شاہزادے کے ہات

دے یاراں کوں دنیال اُس کے تمام — سو لکڑیاں ڈُہلانے لگیا صبح و شام

رہیا شاہزادے کیرا حال سب — دُکھوں تل ہوا حال پامال سب

گئے کپڑے سب آنگ کے پھاٹ پٹ — (۸۰۰) پریشانگی ہو لگیا دیں اُچاپٹ

مشقت لگی دیس ہور رات کی — نہ تھی کچ خبر پانوں ہور ہات کی

نصیبے کوں جل بول مارن لگیا — سو یاراں تھے مل یوں بچارن لگیا

کیا فکر یو اپنے یاراں کے پاس — بھلا ہے جو اس ٹھار تھے جائے نکاس

جو سو برس اچھینگے ہمیں اس کتے — رہیں گے اسی گرفتاری منے

ہمن پر کسے پیار آسے نہ یاں — ہمارا درد دو کہہ جاسے نہ یاں

سکل مست ایک ہوئیکر ایکبار — کئے ہوڑی یک مستعد استوار
(۱)

آپس سب کوں اُس ہوڑ یکے بیچ ڈال — توکل خداوند تعالیٰ پہ گھال
سب — کشتی

زنگیاں کے چھٹے ہر طرف بند تھے — انند پائے وندیاں کیرے وند تھے
دشمنوں کے دشمنی

آمدن سیف الملوک در یک جزیرہ کہ درآنجا آرام یافت وہم جانوراں کلاں دید

دریا کے اوپر جیوں روانہ ہوئے (۸۱۰) سو خوشحال سب کے پرانا ہوئے
جانیں

سو ہوڑے چلانے لگے ہاتے ہات — کیتیک دیس چلنے لگے راتے رات

دیسے موج کہیں اونچ ہور نیچ کہیں — لجاتا کھڑا باؤ آ کھینچ کہیں
ہوا

کہیں ڈوبتے ہور کہیں تیرتے — ہلاکی سیتیں پھیرتے پھیرتے

پڑے یک جزیرے میں آ — فرار اس جزیرے میں ٹک پائے جا

---

(۱) سکل ایک دل ہوکہ کرے قرار (ح)

کیتک جھاڑواں دیکھتے میوہ دار ہر ایک جھاڑ میواں سوں آیا ہے بار

ہو خوشحال یک دم وہیں دوک چھوڑ سو میوے لگے کھاؤنے توڑ توڑ

کئے پیاس ہور بھوک کوں دفع دال ہوا دست راحت کیرا نفع وال

بجالائے شکرانہ کرتار [خدا] کا تماشا دیکھے نادر اس ٹھار کا

ہوئی رات دیک [دیکھ] اس جزیرے منے رہنے کا فکر مل کئے سب جنے

اتھا جھاڑواں یک بلند سایہ دار (۸۲۰) سو اُس جھاڑ پر چڑھ کے بیٹھے ہشیار

اندہارا گرد جیوں ہوا ٹھار ٹھار جناور [جانور] نکل آئے دریاتے بھار

نہنگاں کیتک پہاڑ ویسے گنبھیر ہتی سار کے ماہیاں بے نظیر

انکھیاں دور تھے سو دیسے انکے یوں اندہارے منے ڈیوٹیاں لائے جیوں

کیتک سکل ہیں عین جیسے شغال کیتک بد سکل [شکل] رینچ [ریچھ] کیرے مثال

کیتک اُس منے کے تھے ایسے بڑے دیکھے آدمی تو وہیں جل مرے

کیتک بہوت ہور کیک کی ذات کے کیتک سو شترمرغ کی دہات کے

کیتک اس میں رہ رہ اُٹھیں یوں پکار جو ہووے دریا تل اوپر جوش مار

صفاں در صفاں خوش گذرتے اتھے دریا کے اوپر سیر کرتے اتھے

نورانی صبا [صبح] کا جو بارا [ہوا] ہوا چندر کا جھلک ٹک او تارا ہوا

ستارے لگے ڈوبنے ٹھار ٹھار (۸۳۰) پنکھی اُٹھ لگے غل کرن یوں پکار

عَرش کا مُرغ بانگ کہنے لگیا — صبا کا ٹھنڈا باؤ بہنے لگیا

سورج کے آجائے کوں جب کھوج پائے — سب یکدھر تے ڈبکی دریا میانے کھائے

رَین سب دریا کا دیکھت یو خلل — چھپے ٹھار تے شاہزادہ نکل

کہایوں زباں کھول یاراں سیتی — اپن درد کے دوستداراں سیتی

کہا یوں کہ اب یاں تے جانا بھلا — بلایاں تے آپس بچانا بھلا

سوچن جیوں میوہ پھل دہات دہات — لئے باند توشہ خوشی اپنے سات

روانہ ہوئے بیگ مل سب جنے — چلے پھر توکل سوں دریا منے

جفا ہور دوکھ دیکھتے ٹھار ٹھار — ہوئے بھی پریشاں مہینے چہار

کدھر جاؤتے سو نہ تھا فام کچ — کسی کے نہ تھا دل کوں آرام کچ

قضا یوں ہوا جو کہیں باٹ پائے (۸۴۰) یکا ایک ہور ایک جزیرے میں آئے

رہے باٹ ہور نا کئے واں مقام — جکچ ہونے کا سو ہوئے یو تمام

بن ۔ لئے میوے چُن خاص جھاڑاں پو تے — اوتر واں کے دہشت کے پہاڑاں ستے (ح)

رفتن سیف الملوک بشہر قیصریہ و افتادن در قید باندراں

عجب وو جزیرہ صفادار تھا — جو شداد کے بہشت کے سار تھا
کہ تھاواں عجب کچ صفا جاں تہاں — فرح پائے ایک ایک کے روح جاں وہاں
جکچ جیو منگتا سو ہوہ وہاں — جہاڑاں پہ موجود تھا جاں تہاں
اتنے جھاڑ تھے واں جو نا اوس گینت — رنگا رنگ کے جنس کی حد نہ انت
جناور اتھے اُس میں کئی دہات کے — کیتک خوش نما قمریاں ذات کے
کیتک نور کے نوریاں بے نظیر — کیتک بلبلاں رادیں روشن ضمیر
ہلاویں ہلوں پنکھ ہر ڈال تھے — پڑے ہوے جھڑ جھڑ سو آپراں تھے
آپسیں آسپے خوش ہو مرغول تے — کیتک جنس کے بولیاں بولتے
ہریک جھاڑ تل شاہزادہ وہاں — لگیا پھرنے یاراں سوں ہو شادماں
ہوا ہور ٹھنڈی چھاؤں خوشواں کی دیک — لگے نیند سوں نیند لینے ٹک ایک
سو ایسے منے آئے چوراں وہاں — پچھونڈے بندے سبکے ہت ورسیاں
چلپے مارتے لیکے خواری سنگات — ہوا دوک یاراں کوں بھاری سنگات

بہرحال اس غل میں تھے بھار پڑ چلیا شاہزادہ کہیں نہاٹس کر

گرفتار آمدن سیف الملوک بدستِ کھتاراں

زنکار آدہار جگ چھانو ہے کرہیا مہربان کا نانو ہے
بہریاں ہیں وہاں عورتاں خوش شکل چلیا دیکھتا وہاں محل در محل
یکس تھے انھیاں ایک صاحب جمال دنیا میں نہ تھی ان کی صورت مثال
ہر ایکس کی پیٹاں میں محراب اتھا کلیجا معلق لڑکتا اتھا
پکڑ شاہزادے کوں دیں بند کر لیکر آئیاں اپنے راجے کے گھر
سو سیف الملک دیکھتا ہے جو واں (۸۶۰) رکھے ہیں تخت سورسا درمیاں
سو بیٹھے ہیں واں نار مقبول خوب سورج چاند تے خوب نرمل سروپ
مکلل زرینا دو پینے ہے نار خوش آواز سوں دیکھ بولی پوکار
کہاں تے توں آیا ہے اے نیک نام توں کس ملک کا بول تیرا مقام
کہ یو خوب آدم ہے صاحب جمال انگے لیا کہ پوچھے غریبی کا حال

ٹ۔ کسے ناپٹر۔ (س)

تفحص کئے حال کوں سر بسر ۔۔۔ نہ تقصیر کیتے ہر یک بول پر
بزاں حال جی دوک کا تھا جتا ۔۔۔ سراسر کہیا کھول کر سب وِتا
دوکھیا غم بھتے اس ہی کے پائی تمام ۔۔۔ سو وو دوک خاطر ہیں لیائی تمام
بزاں آو کئی نار یک نار کوں ۔۔۔ سو بسیلانے فرمائی لیے پیار سوں
منگائی کندورے شہانے جتے ۔۔۔ رِرچھانے کوں فرمائی نادر وِتے
کندوری تے فارغ ہوئے پر تمام ۔۔۔ (۸۷۰) رقصا اُن کا خاطر ہیں لیائی تمام
بزاں ووکہی نار اے جگ ادحال ۔۔۔ توں آپسکوں یہانتے بہت لے سنبھال
یوساسانیاں آتشی ذات ہیں ۔۔۔ تجھے کہا دینگے[1] بات ہیں
سو سُنیا جیوں سیف الملوک بات کوں ۔۔۔ لگیا رو ونے غم سوں بھو دہات سوں
سو وو نار بھی یوں کھی اسکے تئیں ۔۔۔ جو روتا ہے اے دوکھ بھری دہات تئیں
اگر توں میرا دل کرے خوش اتاپ ۔۔۔ جتن سوں رکھونگی تجھے جیوں نہال
بولائی نزک ہور سینے سوں لگائی ۔۔۔ ادک پیار سوں لب منے لب ملائی
کرے توں جو صحبت اگر مج سنگات ۔۔۔ چھپا تج رکھونگی نپٹ پیار سات
جتا کچ منائی مناتے کے دہات ۔۔۔ قبولیا نہیں شہ اُس آتش سنگات
کہیا نار کوں یوں دوکھیا ذات سوں ۔۔۔ سُن اے نار پھرتا ہوں کس دہات سوں

[1] اصل نسخہ میں بھی یہاں پر کوئی لفظ نہیں ہے۔

سو وو نار ملتی نہ دستی کہیں اُسے ڈھونڈتا جگ میں پھرتا ہوں میں
بغیر وو ملے کس سے نا ہوؤں جفت تکو دل میں ہانڈی پکا نار مفت
عجب موہنی ہے او نا بجمال سو ہے وہ چنچل دہن بدیع الجمال (منصوبے باندھنا)
میرا وہیاں اب چھوڑ دے نار توں میرا دل نہیں کس اوپر نار سوں
سنی نار سیف الملوک تے یو بات غصے سات دوڑائی شہ پر سو ہات
منگی اس کوں کھانے کے تیں تفت ہو (غصہ) کلیجا منگی کھاؤنے مفت ہو
غصے سوں رکھائی سو یک سانزا رکھی قید سوں قید کر سانزا
رہیا نار سوں شہ اوک بند میں (سخت قید) روئے یاد کر نار کوں بند میں
آپس میں آپیں غم کرے یوں کہے خدایا بچا توں بلا یوا ہے
بلا یو بڑی مج گلے آپڑی نہ فرصت ہے جانے کی مشکل گھڑی
جو یک رات آدہی رات گذری اتھے منگیا نہا سنے تائیں اس بند تھے (نھا گئے)
سو مدپی ہو یاں نخی متیاں وحتیاں (شراب پی، مست، جتنے) سو بے سد ہو آسپاس سگلیاں سو تیاں (آہستہ آہستہ، آس پاس، سب، سوتے تھے)
ہلوں شاہزادہ سو نکلیا بہار (آہستہ، باہر) لگیا خلق کو دیکھنے ٹھار ٹھار
متیاں ہو پڑیاں ہیں کسے نیں خبر (مست) نکل بہار آیا دریا کے اوپر
یکا ایک تختا دسیا ایک واں (دکھا) نکل کر چلیا ہور ہوا تب رواں

چو تختے پو جا بیٹھیا بیگ وے (جلدی، وہ) چلیا باولے (دیوانہ وار) اُس اوپر بیگ وے (وہ)
دریا میں جفا ہور دو کہہ دیکھتا سو ڈبتا نکلتا چلیا تیرتا
کہیں باؤ (ہوا) طوفان کا آ لگے کہیں تاؤ طوفان کا جا لگے
نہ ڈوبے نپٹ (بالکل) نا ترا وے اُسے سو پارا (ہوا) چہل (چالیس) دن پھراوے اُسے

رسیدن سیف الملوک در جزیرۂ راکساں

قضا سوں ہوا کرم کرتار (خدا) کا لجایا (منت کیا) نہایت کوں بیکار کا
چھ مہینے پچھیں (بعد) یک جزیرا دسیا (نظر آیا) (۹۰۰) جزیرا دکھیت (دیکھ کر) دل منے یوں ہنسیا
کہیا دل منے شاہ غربت سنگات جزیرا یو دستا ہے روشن صفات
مبادا اچھیگی بلایاں کو بل (سخت) مبادا مجھے جائے چپتیا نگل
چلیا فکر کرتا جزیرے کنے سو رکھ تختا اُس پر لگیا پھیرنے
سو پھرنے لگیا ذوق سوں جھاڑے جھاڑ سو ہیوہ لگا کھاؤنے (نکال) پاڑ پاڑ (نکال)
یکا ایک راکس نکل آ کے بہار (باہر) سو پایاں (بو) آدم کی دوڑیا پکار
پہاڑاں کے مانند دوڑے جتے سو ہاکاں (چیخ) تے بادل گرج کر اُٹھے
دیکھیا شاہزادہ بلایاں کو بل (سخت) سو تختا بسر کر (چھوڑ کر) چلیا ویں نکل

زمیں پر چلیا بھاستا بھاستیا ‏ نہ تھا بھاسنے بِن کہیں آستا
جہاں پھر دیکھے اُس بلایاں کوں شاہ ‏ پہاڑ دوڑتے ہیں پایا دل سیاہ
سو پھر دیکھتا ہور ادک بھاٹیتا (۹۱۰) ادک بھاٹتا ہور سینا پھاٹتا
سو جیوں اُس پون پر اُڑا لے چلیا ‏ ہوا پر چلے تیوں زمیں پر چلیا
ہوا بے خبر دوک ہور بھوک سوں ‏ عقل اُس ہیں نیں سوک سوں
نہ تھا کس ذات ہیں یک ذرا ‏ نہ تھا قوت اُس بھاسنے بن ذرا
چھ مہینے پچھیں بھاستا بھاستا ‏ کھڑا ایک جزیرے کنے آستا
کبیتک جنس کے جھاڑ آئے تھے بار ‏ بڑے پاڑ تھے جھاڑ سب ٹھار ٹھار
سو میوہ لگیا چُن کے کھانے کے تئیں ‏ چھ مہینے پچھیں اس ملیا قوت ویں
جو کلّوت سوں کھائے کر بھی چلیا ‏ جزیرے کے اپرال یک گڑ ملیا

گرفتار شدن سیف الملوک بدست سکساراں

ہے سبحان تیرا اکرم جس اوپر ‏ ترے امر کا جگ کوں ہووے اثر
جزیرے کے بھتراں ڈرتا گھوسیا ‏ واں سکسار یک دوڑ اُس پر دھسیا
سو سیف الملوک کوں پکڑ لے چلیا (۹۲۰) سو جیو کا بھروسا وہاں تے ٹلیا

کہیا دل منے اے خداوند پاک بلایاں تے پاڑیا ہے مج تن پہ دہاک

سو روتا وہاں شہر میں آئیا دل اپنا تماشے سوں بھلائیا

سو بد شکل ہوں ہے کوتے سیار کا بدن اُس لڑکتا سُور سار کا

سو ہیت پانواں کے ہیں آدمیاں کے سا ولے تن منے راست بولیں پوکار

سنوارا گیا شہر ہے اس وضا جو کس ملک میں شہر نئیں اس وضا

بڑا شہر معمور ہے جنس تے نہ تھے بن وہاں کوئی سکسار تے

جو سیف الملوک کوں جو سکسار نے پکڑ لائیا اپنے راجے کنے

سو سیف الملوک دیکھتا ہے جو واں روش ہور ترتیب شاہی رداں

لیگئے سامنے اپنے راجے کے پاس کھڑے رہ لگے دیکھنے آس پاس

سو راجا کہیا اپنے لوگاں کے تئیں (۹۳۰) جناور نوا آج دیکھیا ہوں میں

ہوا خوش جو کوئی لیائے تھے اس اپر دیا تشریفاں ان کوں زربفت زر

کھلا کھاں موٹا کر و کر اُسے اشارت سوں فرمائیا ہور کسے

ہنسیا بہوت خوشحال جیوں پھول کھل رکھانے کوں فرمائیا سنگدل

رہیا ہند میں شاہزادہ وہاں سو دن بیس میانے یکایک وہاں

کھدیڑے جو تھے راکساں اُسکے تئیں جزیرا ہر یک ڈھونڈتے آئے وئیں

تلاش کرتے

سو سگسار کا شاہ پایا خبر　　بہت راکساں آئے کر شہر پر
وہیں تقت ہو کر اٹھیا سگ سار　　کیا لڑنے تئیں مستعد اپنا بہار
لڑائی کرن صلح سنجوت سوں　　جو میدان میں جا کھڑے روت سوں
سو سکسار سب شہر کے بھار گئے　　جتے عام ہور خاص سب بھار گئے
ہلوں شاہزادہ جو نکلیا بہار (۹۴۰) لگیا دیکھنے شہر میں ٹھار ٹھار
نظر نیں پڑیا کوئی سکسار واں　　نکل شہر تے بیگ ہوا رواں
چلیا نٹھاستا بیگ جنگلے جنگل　　چڑیا ایک ٹیکان پر جا کو بل
بلند ٹھار تھا دو جہاں سے بتا　　لنبا ہور اونچا جو کیئں حد نہ تھا
اُس اپرال چڑ چو کدن دیکھتا　　دہرت ہور سمدور یک کر رہیا
کیا شکر کرتار کا واں بہت　　نبیؐ تے منگیا پھر شفاعت بہت
جو سکسار راکس بھی لڑنے لگے　　یکس ہات تے ایک پڑنے لگے
سٹے راکساں ڈونگراں کوں اوچا　　سو سکسار کا قتل کر زن بچا
کیتے راکساں جھاڑ سوں مارتے　　کیتیاں کوں زمیں پہ پچھرا مارتے
کتے راکساں جائیں اُن کوں نگل　　کتیاں کوں رگڑ کر سٹیں خاک تل
جو سکسار اٹھ آکے دوڑیں بہت (۹۵۰) لیویں ناک موں توڑ دھڑ کوں ہت

لڑائی دیکھیا شہ کیتک دن تلگ
جو لڑتے اٹھے رات دن ہوئے لگ

چلیا واں تے سیف الملوک ہور اگے
سو معشوق کے غم کوں لے کر انگے

آپیں ہور معشوق کا دھیان تھا
نہ بن دھیاں معشوق کچھ دھیان تھا

کہیں ذوق سوں ہو چلے ہر جنگل
کہیں دوک سوں جائے جیوڑا انکل

کہیں گائے بہوں بہائے تیوں ہاک مار
کہیں یاد کر نار کوں روئے زار

اسی دھیان ہیں سال واں تین چل
کٹا او جنگل غم تے یوں نین تل

گرفتار شدن سیف الملوک بدست دوال پایاں

الٰہی جو اس پاک عاشق اوپر
ملیا یک جزیرہ اسے خوب تر

ڈر یا پھر جزیرے ہیں جانے کے تئیں
بلایاں کی دہشت کے پانے کے تئیں

جو اس شہر ہیں جا دیکھیا ہر مکاں
کہ ہیں آدمی زاد کا کچ نشاں

ہر یک طرف روشن ہیں بازار چار (۹۶۰)
سنوارے گیا ہے سو ہے ٹھار ٹھار

بھرے ہیں وہاں دوال پائے بہت
نہ ملتے نہ چلتے سو بیٹھے بہت

سو لڑتے لگے دوال پائے وہاں
ہلوں آکے لٹ پٹ ہوے جاں تھاں

گلے ہور ہاتاں میں پاواں سوں پینچ — لگے مارنے ہات سوں کھینچ کھینچ
جو باندا [بھکا] کئے اُس کو دوڑا ائے کر — وہاں تے لے گئے اپنے راجے کے گھر
سو راجے کے جیوں سامنے آئیا — دیکھت شاہزادے کوں اوین کہیا
کہ یو جانور خوب ہے عزم کا — تماشا دیکھیں لیاؤ ہے بزم کا
رکھانے کوں فرمائیا بند کر — سو یک محل میں جا رکھے بند کر
اوک بند میں شہ ہوا لا علاج — کہیا موت کا گھر مج آیا ہے آج
سو لیا نعمتاں اُس کھلانے لگے — سو گو مشاک کر گل کوں لانے لگے
کیتک دن اسی بند میں پڑ رہیا (۹۷۰) نکل جاؤں کر فکر یک دن کیا
جو فرصت خدا نے منگیا شاہ نے — اَدہی رات گئی فکر کرنے منے
سُو مدپی ہوئے تھے متی وو جتے — جو یے سد ہوا سپاس سگلی سوتے
اُسی میں چڑیا جا کے یک محل پر — سٹیاویں اوڑی [اوڑان] ہور چلیا تل اوتر
کیتک اُسمیں پا ہوش دوڑے سنگات — لڑیں کیں کو دینیں جو باندر کے دہات
وہیں نھاٹ کر جا جنگل میں پڑیا — یکا ایک غارے میں آکر اوڑیا
اَدہی رات گئے نہاتے اُس منے — جو یوں غار کے بھار آیا اُنے
ہوا ہے سو یوں صبح جھلکار سوں — دیکھیا وال پائے لگے پیٹ [پیٹھ] سوں

چلیا تھا دیس تھا ستا جو تلگ — جو ایسے منے رات آئی بلگ
چھپیا سور بھی شتاب لے نور کا — کھڑیا آ چند اتاب لے نور کا
چندا چوکدن رخت ساندیا اتھا — تناواں ستاریاں سوں باندیا اتھا
ثریا شمع جوت لٹکائے کر — جگا جوت آسمان پر سربسر
کنٹھیا رات سگلی سو جنگل منے — تماشا دیکھیا نادر آدکی منے
چڑیا جائیکر ایک اونچا پہاڑ — وہاں تے لگیا دیکھنے ٹھار ٹھار
کتک جھاڑ روشن ہوئے نال کر — کیتک جھاڑ پھرتے ہیں جیوں چال کر
کیتک جھاڑ پڑتے ہیں قرآں وہاں — کیتک شمع دیتے اہیں جان تہاں
کیتک جھاڑ الحاں سوں ذکر کر — دعا کوں اُچائے ہیں ہاتاں مگر
دعا ہیں رکھے پاپت کوں ہات کر — گنٹھے رین سگلی اسی بات پر
سو سیف الملک رین سگلی گنٹھیا — اُسی میں اُجالا رین کا پھوٹیا
چندر جب نکل رخت باندیا تمام — شفق میں کھڑا رہ کیا اُس سلام
تماشا جو ہر دائے نکلی بہار — زمیں کا بدن یار تھا بار دار
ستی ہات کی نار کے ہات سوں — شفق خوں میں تھے ادچا ہات سوں
مرغ عرش کا ہانک مارن لگیا — پرندیاں سوں اپنے بچارن لگیا

پرندے لگے کوکنے ٹھار ٹھار — درندے چلے سیر کرنے کوں بہار
رین (رات) جیوں جنی صبح کی پوت (بچے) کوں — سو روشن ہوا صبح کی روت سوں

رسیدن سیف الملوک بشہر قیصریہ و گرفتار شدن بدست میموناں

اُس اوتار بازی کیرا حقہ باز — کرے اس روش سات یوں حقہ باز
سو سیف الملوک سرورِ عاشقاں — بلا شک ہے تاجِ سرِ عاشقاں
نپٹ پھانک سب تے مجرد ہوا — برہ (فراق) پر برہ (ہجر) حد تے بجد ہوا
اَدک بھوک ہور پیاس تے تھمل — لگیا سیر کرنے کوں جنگلے جنگل
ہوا سو کہہ جا تن سو کاڑی کے سار (مانند) — ولے نور اُس کا اتھا برقرار
جو تھا جدھر چل کے جاتا اچھے (۱۰۰۰) اودھر کا جنگل جگمگاتا اچھے

۱؎ ۔ نوٹ ۔ ان چار فصلوں (از صفحہ (۶۷) تا (۷۶) کے متعلق وجدی نے اپنے قلمی نسخہ سیف الملوک میں حاشیہ پہ یہ عبارت لکھی ہے ۔ "معلوم می شود کہ ایں چہار داستان الحاقی اند و کلام غواصی نیست چرا کہ اکثر اشعار بے ردیف و بے قافیہ افتادہ اند و در بعضے نسخہا یافتہ نمی شوند۔"

جہاں لگ جو باگاں درندے اتھے ع۱ جہاں لگ جناور پرندے اتھے
برابر اُسی کے سو پھرنے لگے ع۲ ہو بیتاب عشق اس سوں گرنے لگے
جہاں جھاڑ اونچا اچھے سایہ دار اُس اپر ال کر اُس دہی کوں سوار
جنگل میں جو کئیں پھل پھلالی اچھے چکچ پھل پھلالی سو آلی اچھے
سکل جائیں چن چن کے لیا نیکے نئیں ع۳ ملک زادے کوں لا کھلانے کے تئیں
مسلم ہوا ہلک سیف الملوک لگیا سو سینے غم پہ غم دد کہہ پہ دد کہہ
جو دیکھیا جنگل کے چیتے باگ کوں ہرن ریچھ ہور اجگراں ناگ کوں
نپٹ گڑبڑا کر ہوا گھابرا در یہنے سیتیں وہیں پڑیا تھرتھرا
سو کہنے لگیا اے خداوندگار اے رحمان اے پاک پروردگار
کہاں تے مجے توں کہاں لائیا (۱۰۱۰) سو لا کس بلایاں میں سٹ پیڑا اہیا
نہ یاں آدمی زاد کا کئیں نشاں نہ مج کوں ہے یاں کوئی جان ہور پہچان

ع۱ ـ ہوئے عاشق اُسکے درندے تمام جتے تھے جناور پرندے تمام (ح)

ع۲ ـ دیکھ اُس حسن بے سدھ ہو گرنے لگے ۔ (ح)

ع۳ ـ سو اس شہزادے کے کھلانے کے تئیں ۔ (ح)

جدہر دیکھتا ہوں اُدہر بے قیاس جنگل کے جناور کھڑے آس پاس

گموں کیوں انن سات دن رات میں کروں اس گنگیاں سات کیا بات میں
(گھوموں ان کے — گنگوں)

مجھے کوں آپہاڑ کھاتا ہے کی میرا جیو لے کوں جاتا ہے کی

دریغا میرے بخت ہیں کیسے سخت کسی کوں دنیا میں نہ ہوئے ایسے بخت
(نہ معلوم)

نہ ماں باپ تھے پاسکوں کچ جواب نہ معشوق تھے ہوسکوں کامیاب

ہر یک وقت اس دہات روتا اچھے ندہال آپ میں آپ ہوتا اچھے

نہ گمتا دکھیت وقت اپنا کہیں کیا فکر یک دیس من میں وہیں
(دن — دل)

سو یک رات ادھی رات گدری دکھیت جگت نیں کوں نیند پکڑی دکھیت
(گذرتا — زمانے کی آنکھ)

جناور لگے اونگنے ٹھار ٹھار (۱۰۲۰) پڑے بے خبر سب نہ تھے کوئی ہشیار

یکایک ہوا غیب تھے بل اُسے چڑیا ہات ہمت کیرا کل اُسے
(قوت)

چلیا اُس اَدہی رات وہاں تے نکل بڑے دغدغے سات جنگلے جنگل

یکیلا ننگے پاؤں ننگے سر یر تھے خارمغیلاں اُسے جیوں حریر

کیتک دن کوں جوں بات پایا ایک نظر تل پڑیا دور تے شہر ایک

جو اُس شہر کا قیصریہ تھا ناؤں صفا جا بجا ہور ہوا ٹھاؤں ٹھاؤں

بڑا شہر نا حد نہ کچ انت اسے کہ چوندہیر لگ بیس وبس پنت اسے
(انتہا — چوطرف — بیس لک — راستے)

جو لیا سانتو آسماں اس میں چھپائیں تو یک کونے میں اس کے سب چھپ کے جائیں
نچھل چو کدن رستے بازار چار سو جیسے لطافت میں گلزار چار
دلے آدمی زاد نئیں کوئی وہاں بھرے ہیں وہاں باندرے جاں تہاں
حکومت اُن کا چ ہے ٹھار ٹھار (۱۰۳۰) اُن کا چ چلتا ہے واں کاروبار
دیکھے شاہزادے کوں جوں سربسر لیگئے اپنے راجے کنے قید کر
جو دیکھتا ہے واں شاہزادہ نچھا عجائب طرح کا ہے اونچا چھجا
رکھا ہے جڑت کا تخت میانے میاں زمیں واں کی دستی ہے جیوں آسماں
چھبیلا جواں یک گیانے سُگڑ خوش اُس تخت اپراں بیٹھا ہے چڑ
سکل باندرے دائرہ چھوڑ کر کھڑے ہیں ادب سات ہت جوڑ کر
بلا باندریاں کوں کہیا او جواں کہ کرسی لیکر آرکھو میانے میاں
لیکر آنے جا یک کرسی نچھل کہ جوڑے انتھے اس جواہر پٹ بے بدل
ملک زادے کو بیسلا اُس اوپر لگیا پوچھنے حال اُس سربسر
کہ اے جاں توں کاں تے آیا ہے کہ کہاں کہاں تے کس گاؤں جاتا ہے کہ

ن کہ اے جان بدونست توں کون ہے تیرے کہہ پہ کس حُسن کا تُون ہے (ح)

کہاں[1] چاند تیرا ہے اسماں کوں　　توں کس کا ہے جایا تیرا ٹھاؤں کوں
تجے کام کس وضع سوں آکھڑیا (مقام) (فرزند)　　تو کیوں اس خرابے منے آپڑیا
سو کہہ مج کنے کھول اے یار توں　　ہو مہماں چند روز اسٹھار توں (حویلی)
جو ایسی او شیریں زبانی کیا　　ملک زادے کوں گال پانی کیا
سو یکد ہرتے جو حال اپنا اتھا　　جو کچ تلملانا و تپنا اتھا (پچھلا)
جو کچ آکہ ڈاٹیا اتھا باٹ میں　　جکچ سر گہرا اتھا جنگل گھاٹ میں
سراسر کہیا کھول اس جان سوں　　لگیا پوچھنے اس کوں پھر گیان سوں
کہ اے بخت ور راج تج راج کی　　تیرے تخت کی اور تیرے تاج کی
روش ہور ترتیب کچ ہور ہے　　تیرے بخت کا باؤ ور زور ہے (اور) (ہوا) (زوردار)
سو پوچھیا[2] کہ اس راج اس ٹھار توں　　مراتب یو پایا ہے کس دھات سوں (طرح)
تجے باندریاں سات گمتا ہے کیوں　　تیرے من میں یہ ذوق جمتا ہے کیوں
تیری خسروی کا عجب طرح ہے　　نجھانے[3] تجے منج نین کوں فرح ہے

ع‌ن۔ کہہ اے بھائی تیرا ہے آسان کون (ح)

ع‌ن۔ ہوا کیوں یہاں یو مراتب تجے　　انپڑتا ہے کیوں ہور راتب تجے (ح)

ع‌ن۔ آنکھیاں کوں میرے آج لگ فرح ہے۔ (ح)

اگر مج پہ توں آشکارا کرے　　دعا تج ہیرا روح سارا کرے

کہیا[1] تب دو راجا کہ سن اے انیس　　میرا باپ تھا مصر کیرا رئیس

دیا بھیج مج کرنے سوداگری　　لیکر اُنے سودا سو دریا وری

یکایک سو کشتی پھوٹی موج مار　　سو تختے اوپر ایک نکلیا بہار

وہاں باندرے فوج کر آئیے　　پکڑ کر مجے واں تے یاں لائیے

ستم زور سوں بیسلا تخت اوپر　　دیے پادشاہی مج اس وقت پر

دورائی ہیری شہر میں سب پھرائے　　مجے آپنا راج کر بیسلائے

کہ اس قوم کے باندریاں ہیں تمام　　چلیا ہے رسم اس وضیا کا مدام

جو[2] مرتا ہے راجا اُنن کا کدہیں (۱۰۶۰) قرار اُن کوں اچھتا نہیں ہے کہیں

دیے یاج شاہی کسے ہوئے تا ہیں　　نہ جوڑیاں کنے جائیں نا کھاں کہاں ہیں

اُنن کے اول کے مہاراج کی　　سو بیٹی ہے آپت شرم ہور لاج کی

گموں اس ستیں ہیں کہ ہم جنس ہے　　دو ہم سار خاکی و ہم انس ہے

ع[1] - کہیا بعد ازاں یوں کہ اے ہم جلیس (ح)

ع[2] - کبھی راج اُنن کا جو مرتا ہے کوئی　　تو ذرا اقراراں کے دل کو نہ ہوئے (ح)

لکھیا اس وضا تھا سو انپڑیا مجے — خدا امن ہور دیوے راحت تجے
مل ایکس کوں یکیابت کر اس طریق — کندورے شہانے اتھے جس طریق
کیا امر لیا بار کرنے شتاب — کیتک جنس کے نعمتاں بحساب
جو لیا کر کندورے کئے بار خوب — جڑت کے رکھے ظرف ہر ٹھار خوب
دونوں مل کے خوش ذوق سوں کھان کھائے — رنگیلا شراب ارغوانی منگائے
پیالے لگے عیش سوں جھیلنے — ہوئے مستعد باندرے کھیلنے
اپس میں اپے تال منڈل بجائے (۱۰۷۰) بکیت بازیاں کے تماشے دکھائے
کلانیٹاں اچھلنے لگے میل خوب — کیتک کھیل مضحک کیتک کھیل خوب
ہنر بھید اپنا جتنا تھا دکھائے — بہرحال دونوکوں خوش کر ہنسائے
کیتک دیس شہزادے کوں رکھ وو راج — کیا باٹ لانے کوں یک دن علاج
پیاپے رکھ اس ہات دن تین چار — شگفتہ کیا ماندگی سب اوتار
سمج خیال اس کا کہیا یوں اُسے — کہ توں جیو سوں عاشق ہوا ہے جسے
یہاں کوئی اس تھے خبردار نیں — کسی ملک میں او تو اظہار نیں
عجب کچ ہے دنیا میں تیرا پرت — نہ دیکھا کوئی ایسا بی گھیرا پرت
انپڑنے تیرے داد فریاد کوں — سکت نیں کسی آدمی زاد کوں

تیرے من کے مقصود بر لیا نہار — نہیں کوئی یاں باج پروردگار
توکّل سوں کر آپنے من کوں شاد — (۱۰۸۰) ملک ڈھونڈ ہور پاتوں اپنا مراد
کہ اس دہات یک باد پا عین فات — منگایا جڑت کے خوش ابرن سنگات
آنگے ہوا پے سر کلا اوس اوپر — دعا اس کیرے حق ہیں لک و ہات کر
کر اظہار اپنے جتے مہر لیے — روانہ کیا خوش اسے شہر تے
کیتک باندرے دے کے اسکے سنگات — جہاں لگ ہے اپنا ملک ہور ولات
وہاں لگ اس انپڑاو کر بھیجیا — دعا اس کے حق بے نہایت کیا
چلے باندرے اس کوں انپڑاوتے — تماشا ہر اک ٹھار دکھلاوتے
کھڑے رہے رضا لیکے ایلاڑ خوش — گئے اپنے سرحد تھے پیلاڑ خوش

کوچ کردن سیف الملوک از قیصریہ

چلیا شاہزادہ لے وتیاک بھی — اٹھی سلگ کر برہ کی آگ بھی
سو پھر اپنے معشوق کے دہیان سوں — جھگڑتا زمیں ہور اسماں سوں
سراسر سر پیہ آپنا جالتا (۱۰۹۰) انگارے انجھو گرم اداہب ڈالتا

؎ انجھو گرم انکھیاں ستی ڈالنا۔ (ح)

نپٹے ہنٹ جنگلے جھاڑے جھاڑ — گویاں ہور جھڑپے جھڑپ پہاڑے پہاڑ
اُلنگتا گیا یک جزیرے کنے — جو دیکھتا ہے جا اُس جزیرے منے
لگے ہیں گگن اونچے صندل کے جھاڑ — کھڑے ہیں ہر یک ٹھار خوش پاؤں گاڑ
زمیں سب سُنے کی ہے اس ٹھار کی — جھلکنے میں جیوں سور کے سار کی
بھرے ہیں مکوڑے وہاں ٹھار ٹھار — ہتی سار کے آدمیاں کھاں ہار
بُھکے ہو کے پھرتے ہیں چارے کے تئیں — سو کھانے منگے اِس بچارے کے تئیں
لگیا پھر وہ جیو کے دروں نہاس نے — سو دیکھیا پنکھی ایک ایسے منے
بڑا دھڑ شتر مرغ کے سار کا — بڑے شہپراں تیز منقار کا
کنارے پہ دریا کے بیٹھا ہے آ — پکڑ دیں لیا اس کے دو پاؤں جا
چلیا اس کوں لے مرغ اس ٹھار تے (۱۱۰۰) اڑیا ہور ہوا غیب سنسار تے
اُلنگتا اُلنگتا کیتاک پاڑ وو — چلیا ایک سمدور کے پیلاڑ دو

سو[۱] حیراں ہوا شاہزادا انزت — لگیا فکر کرنے کوں من میں بہوت

۱۔ نوٹ:۔ اس مقام پر بھی وجدی نے اپنے قلمی نسخہ سیف الملوک میں حاشیہ پر یہ نوٹ لکھا ہے۔
"ایں ۹ نہ بیت از ملحقات است"۔ دوسرے کسی نسخہ میں یہ ابیات نہیں ملتے۔

جوواں تے سوئیں نہاس سکتا تھا کہیں لڑکتا چلیا اُس کے جنگل میں وَیں
اسی فکر میں شاہزادہ رہیا معلق ہوا پر سوں گگن پر چڑ ہیا
بزاں شاہزادا کہیا دل منے نہیں یاں خدا یاج مشکل منے
لگیا روَونے دل میں سو بخت پر وہیں بخت سختی تے سختیاںچ اُپر
عجب کھیل تیرا اہے کرتار حق تو جیو بانچنے کا مجے دے سبق
سٹیا جیو کا وو بھروسا بہوت لگیا دھیان اللہ سوں آکر نروت
الٰہی بچاتا اہے بہت دہات اپنیا یو پڑیا آ کے مشکل ات
سوتدبیر کے ہات تے بل کیا (۱۱۱۰) اوک شاہزادا سو تلمل رہیا

چلیا وو سو گگن پر وطن آپنے سواپنے وطن بیچ کوں تاپنے
پڑیا ایسے جنگل منے آئیکر جو پھر کوئی آنا سکے جائے کر
وہاں آپ نے ٹھار کا کہوج کاڑ ہوا سار جا ایک اونچا ہے جھاڑ
سو اُس جھاڑ کی پیڑ دوڑے تپال سو ڈالیاں انپڑلے اٹھیاں تھیاں اُچھال
اتار اُس اوپر شاہزادے کے تئیں بچیاں پاس اپنے چلیا دوڑ وَیں
اول تھے ایک آدم جو وَیں مار کر رکھیا تھا جتن آپ نے ٹھار پر

سو ٹکڑے کر اس بانٹ بھانے لگیا بچیاں تائیں اپنے کھلانے لگیا
دیکھت شاہزادہ جو اُس جھاڑ تل پڑے سو جہاں کے تہاں ہاڑ گل
جسم
یکایک ایسے منے ایک سانپ بڑا اسار کا دہڑ زمیں کوں لے ڈھانپ
ن
ڈُہلارا اُچاتا وہاں آئیا (۱۱۲۰) بچیاں کوں سع کھانے کے تئیں دہائیا
گرد و غبار اٹھاتا
چڑیا جھاڑ اپر ال دیں جھانپ مار سب اس کے بچیاں کوں نگل ایکبار
لیا اُس مُرغ کی مُنڈی جائیکر ہٹسم کر سٹیا تل منے کھائیکر
دیکھیا شاہزادہ جو اس حال کوں چھٹی کانپنی تن پہ ہر بال کوں
تھرتھراہٹ
جو ہیبت زدہ ہو لگیا کانپنے سو تدبیرواں سے تے کیا نھاسنے
یکایک کبل آکہ بازی گھڑی سو ویں جھاڑ اوپر تے میلیا اوڑی
جنگل بیچ پڑ لاکھ دشوار سات لگیا نھاسنے تائیں واتی سنگات
نہ کچ حال تن میں نہ کس پاؤں میں سو اُٹھتا و پڑتا ہر یک ٹھاؤں میں
ادیک پیاس ہور بھوک تھے تلملے چل آیا ہلوں یک ہرے جھڑ تلے
آہستہ جھاڑ
سو واں ایک چشمہ اتھا آب کا نجل اُس اُنگے آب گلاب کا
گلاب

ن۔ بھکا تھا سو بھبکارتا دہائیا (ح)

پڑیا بھا وہاں غیب کا ایک انار سو رنگ رس بھریا ہور میٹھا دانہ دار
بھکا تھا سو وہیں چھیل کھایا اُسے رگے رگ منے جیو آیا اُسے
پیا نیر چشمے منے جائیکر کیا تکیہ اس جھاڑ تل آئیکر
پنکھی ایک ایسے ہیں مرغول اٹھا یوں اُس جھاڑ اپرال تھے بول اٹھا
سُنیا ہے جواں یو جو صاحب جمال ہوا ہے جو بِرہے کے غم میں نڈھال
بڑا کچ بلا ایک یاں آئے گا سو اس بیگنہ جواں کوں کھائے گا
پنکھی دوسرا سُن بُرا مان کر در پیچے ادیک من منے آن کر
لگیا پوچھن اسکوں یو کیا ہے کنا کہ اس بیگنہ کا سو کیا ہے گنہ
کہیا وو پنکھی کھول اس دہات تب کہ قصہ سو اس جوان کا ہے عجب
کہ یک دن کتک جن آئے اتھے مل یکٹھار مجلس بھرائے اتھے
جکوئی تھا بڑا جن جو مجلس منے بچا یک اٹھیا بول کریوں اُتے
کہ ہے بست ایسی جو او کھائی جائے او کھائے تو جناں کی شاہی ہنچ آئے
سنیا ہوں کہ کیں باغ ہے یک رتن ہے اُس باغ کا ناؤں او تار بن

ن۔ کہیا بھید اُس ٹھار کیا ہے کنا (ح)

دہاں جھاڑ ہے ایک انّار کا لگیا ہے اُس ایک پھل جو اوتار کا
دیو نیگے مجے لیا کے او پھل جکوئی (جوکوئی) تو میر ایران (جان) اُس تے خوشنود ہوئے
مجالس میں بعضے اتھے جن جتے سو ڈہنڈ لیا و نیگے کر تبو لے دیتے
چھ مہنے کی فرصت لئے یک رخن چلے ڈہنڈ لیتے او اوتار بن
سو یک جن نے اس باغ کوں پائیا وو اوتار پھل جائیکر لائیا
بیکا ایک پیاسا ہو پانی کے آس پینے نیر (پانی) آیا جو چشمے کے پاس
ولے پھر کے جاتا وقت نابکار بسر (بھول) کر گیا تھا وو اوتار انار
اُسی پھل کوں یو جواں کھایا اہے (۱۱۵۰) ولے بھید اِس کا نپایا اہے
بسر (بھول) کر گیا سو وو جن آگ ہو بسانے[ن] (مانند) بلا اُس پہ آتا ہے وو
اگر عقل کچ ہوئے گا اس منے ہے خاتم سلیمان کا اُس کنے
وو جن پھر کہ جس وقت یاں آئیگا جو انّار ڈہنڈنے کے تئیں دہائیگا
کتا یوں غضب سوں اُسے ہانک مار (پکار) کہ اے جن کدہنگی نجس نابکار
وو اوتار بن تھا سلیمان کا رضا باج (بلغیر) اس کے پھل اسٹھار کا

ن۔ سو آتا ہے اُس کے اوپر ناگ ہو (ح)

تجے توڑنے ہات کس دہات آئے | تو کیا کام رہ رہ کیا ہائے ہائے
سلیمان بھیجا اہے یاں مجے | لیکر آؤ بند کر پھونڈے تجے
دیا ہے نشان آپنا میرے ہات | کھڑے ہو نہ دیسوں تجے ایک سات
او جن جیوں سلیمان کیرا نشان | دیکھے گا تو اڑ جائے گا دیو ہوان
دیسے گا اُسے ٹٹ پڑے نیوں آکاس (۱۱۶۰) | سو چھپ جائیگا بیچ پاتال نہاس
سو سیف الملک جیوں سنیا یوں بچار | ڈڑی مار کر جا چھپا ایک بھار
جیوں آیا وو جن دوڑ چشمے کنے | بیکا ئیک آیا نکل بھار اُنے
انگوٹھی دکھایا اُسے ہانک مار | سو ہیبت زدہ ہو کے بے اختیار
ہوا غیب پاتال ہیں جا وو جن | سلامت چھوٹیا اُس کے ہاتاں تے اُن

رسیدن سیف الملوک بہ جزیرۂ اسفند

جو راحت قلم کی زباں کوں چھوٹے | قلم شاخ اسرار کی یوں پھوٹے
کہ رحمان اپنے بندیاں کے اوپر | دیا کی جو منگتا ہے کرنے نظر
اُچا آپنے پیار کے ہات سوں | بچاتا ہے آفت تھے ہر دھات سوں
کریں جہاں پر کر نہار وو | مشقت کوں راحت دیونہار وو

جو نکلیا وہاں تھے سو سیف الملوک پڑیا جا کے ہور ایک جنگل میں چوک
اکیلا جو آ نگے ہو جانے لگیا (۱۱۷۰) کٹھن باٹ کوں چل گھٹانے لگیا
چڑیا جا ٹیکر ایک ٹیکاں اوپر دیکھیا دور تے ایک میداں اوپر
سو چوندھیر اُجالا برستا اہے جنگل نور سیتیچ بستا اہے
لگیا بھوت اُسے یو تماشا عجب رہیا گم ہو آپس منے آپ تب
چڑیا ٹیک اوپر تھے اُتر آئیا نظر چار اطراف دوڑائیا
سو بے مثل نقشے رنگا رنگ محل صفا داریکا یک پڑیا دِشٹ تل
جو نزدیک آیا خوشی سات جب آپستے آپی کھُل پڑے قفل سب
دروُنی چلیا ذوق پا بے شمار نجھا دیکھتا ہے جو واں ٹھار ٹھار
سنوارے اہیں غیب تھے سب محل بچھانے بچھائے ہیں جاں تہاں نچھل
رکھے ہیں تخت ہور اُس کے اوپر سُنیا ہے لے مونہہ ڈھانپ کئی بے خبر

عن۔ سو دالیز اوپر سٹیا ہات جب۔ (ح)

عن۔ سو دیوار و سب چتارے چتار (ح)

عن۔ سُتا ہے اپس ڈھانپ لے کوئی بشر (ح)

نہ ہلتا نہ چلتا ہے اس ٹھار تے (۱۱۸۰) نہ وہرتا خبر کوچ سنسار تے

نہ ڈر[ن] جیو کوں اپنے اس وقت پر دیا مرگ کے ہاتھ آپس سخت کر

یافتن سیف الملوک ملکہ را

چلیا دہس کہ دیکھیا تزیک جا اُسے سوناری ہے مقبول سوتی دِسے

نہ اُس سار صورت منے حور کیں نہ ویسی تجلّی ستی سور کیں

کتک بار بیٹھا تزیک بے قرار مگر نیند تے ہو بیگی کر ہوشیار

سو[ن] ہرگز وہ ہشیار ہوتی نہیں ہوئے تیو (مردے کی طرح) نچ دستی ہے (نظر آتی ہے) سوتی نہیں

ڈریا ہور منگیا پھر کے جانے واہیں سو دیکھیا پٹی یک سرانے (سرہانے) وہیں

اُچا (اٹھا) وو پٹی دیکھتا ہے جو پڑ سو باندیا ہے کئی (کوئی) نیند اُسکے اوپر

سٹیا پھوڑ جوں ٹکڑے کر وو پٹی وہ مقبول یکایک وہیں جاگ اٹھی

انگے ہو کیا شاہزادہ سلام مکھ اُس کا دیکھت ذوق پایا تمام

[ن] - دیا دل کوں ہمت سو اس وقت پر - (ح)

[ن] - تو ہرگز نہ کچھ ہوش پاتی دِسے نہ کچھ ہات ناپگ ہلاتی دِسے (ح)

سو حیراں ہو بیٹھی وو اُس گھڑی (۱۱۹۰) اَدہر کھول جیوں پھول کی پھنکڑی

کہی یوں کہ یاں آدمی زاد کون نہ تھی قدرت آنے کیوں آیا ہے توں

سہی کہہ کہ توں کون کس ٹھار کا خبر کیوں لیا ہے توں اس ٹھار کا

تیرا ناؤں کیا کون انسان توں خبر دے مجھے گنوتی جان توں

تب اُس شاہزادہ اٹھیا بول کر حقیقت سو اپنا کہیا کھول کر

کہ اے نار قصّہ ہے میرا دراز کہوں گا جو سننے کوں آسے نہ واز

ہوئے برس تیرا مجھے رات دن جو پھرتا ہوں دیتاگ سر لے کٹھن

بلایاں بہوت سو سیا برہ کیاں جفایاں دیکھیا عشق کے گرہ کیاں

ہوا عشق تھے حال سب پائمال نجانوں ہو نہار ہے کیوں اُتال

بدیع الجمال ایک ہے شہ پری وو صورت یہ اپنی مجھے یوں کری

کہوں کیا تج اے شاہ شکّر لباں (۱۲۰۰) کہ یاں لٹ پٹاتی ہے میری زباں

نہ وو ملتی ہے نا گلستان ارم یوں اس تائیں کہوتا ہوں اپنا جنم

تلیں دہرتری ہور اوپر آسماں دکھوں میں جاتا ہوں سیانے میاں

کہ دہرتا ہوں سینے میں دکھ کٹر زیں ہوا ہوں پریت سو پنچ جل بھڑ زیں

کہ دہرتا ہوں سینے میں لک خار خا پڑے ہیں کلیجے میں روزن ہزار

یکائیک اللہ جو لیایا مجے سو اس محل میں آج پایا تجے
تیرا حال ہور وضع کیا ہے سو بول چھپا توں نکو مج تے دل کھول کھول

ہم راز شدن سیف الملوک با شہزادی

وو امرت کے گن کی سگی مہربان فراست سوں اس کا جلیا دل پچھان
کہی یوں کہ بیٹی ہوں میں لاج کی سراندیل کے ملک کے راج کی
ہمیں در اصل تین بھاناں اتھیاں سو یکدن رضا باپ کی لے وتیاں
گیاں باغ میں سیر کرنے کے تئیں (۱۲۱۰) لگیاں تیرنے حوض خانے میں وو یں
سو درحال وہاں ایک بارا اوٹھیا چمن در چمن سب دہولارا اوٹھیا
سو اُس دہول میں تے جناور بڑا اُچا کر منجے لیگیا ویں اُڑا
ہوا پر چلیا دوڑ پنکھ مار مار رکھیا منجکوں لیا کر سو اسٹھار اُتار
انگے ہو میرے آکیا دیں سلام کہیا ڈر نکو اے چنچل نیک نام
کہ عاشق ہوں میں تج اُتم ماہ کا کہ بیٹا ہوں پریاں کے میں شاہ کا
بڑا بھائی جو یک منجے آج ہے وو دریائے قلزم کیرا راج ہے
اسی محل میانے ہے میرا مقام نہ میرا ہے یو بلکہ تیرا مقام

یو جاگا جزیرا ہے اسفند کا فرح بخش ہور لا کہہ آنند کا
رکھیا یوں لیکر آ کے اسٹھار منج کیا یوں بلا میں گرفتار منج
مہینے کوں یک بار آتا ہے وو منجے دیک پھر پھر کے جاتا ہے وو
بیں اس کا کہیا نا سوں دیک کر غُصا بے نہایت پکڑ منج اوپر
منتر سوں میری نیند کوں باندیائے یکیلی منج اس محل میں چھوڑ جائے
سو توں جس پٹی کوں سٹیا چھوڑ کر بندیا تھا میری نیند اس کے اوپر
اسی وضع سوں برس بارا ہوئے میرے دیس چپکی آوارا ہوئے
کہوں کیا تجے کہنے کی بات نیں کدیاں اختیاری میرے ہات نیں
دل اپنا توکل سوں کئے ہوں گنبھیر کدہیں منج خدا باج کُئی دستگیر
نکو جادو[۲] دیس اچھہ میرے پاس توں نکو لیا لے کچ دل میں وسواس توں
وو آسے نہ اجنوں نہ ہو گھا برا اجھوں دیس باقی ہے یک سا ترا
دے شہزادے کوں دھیر اس دہات سوں اٹھی بول پھر یوں مٹھی بات سوں
کہ اس وقت پر میں تجے اے جواں تیری موہنی کے جو دیونگی نشاں

۲۔ جو احوال اپنا سب اس دہات سوں (ح)

کہونگی جو باغ ارم کی خبر تو کیا انپڑیگا منجکوں اس کا ثمر

خبر دادن شاہزادی از بدیع الجمال سیف الملوک را

دو گنونت سکی جو کہی اپنی بات خوشی سوں بھگی شاہزادے کی ذات
ادب کی روش سات سر نہیں پر دہر دعا ہور ثنا اسکوں لئی دہات کر
کہیا یوں کہ اے موہنی نیک نام فدا تج پو سکھے جیو میرا تمام
اگر توں کہے گی منجے اسکی بات تو دیگا خدا تج جزا ہاتے ہات
جو دیگی توں اس موہنی کا نشاں کریں گے دعا تج زمیں آسماں
جو خبراں کہیگی توں اس حور کے تو اتریں گے تج پر طبق نور کے
رہیا ہوں بہوت کچ آوارا ہو میں اسی تا میں پھرتا ہوں بارا ہو میں
پریشان اس کا ہوں ملکے ملوک بہر یا ہے رگے رگ منیں اس کا دوک
میرا دو کہہ گنوا توں کہ ہے تج ثواب (۱۲۴۰) منجے تیری دولت سوں کر کامیاب
دیکھی عاجزی اس کی جیوں او تپا سو دل میں تھے ویں مہر کا جوش اٹھا
لگی کھول کہنے کوں سن اے جواں کہ منج پیٹ کی تھی ننھی ایک بھان
ہمن تین بھاناں میں وو خوب تھی سو ہنڈیں عالم میں محبوب تھی

تن اس کا نچھل مکھ (صاف) مکاتا (چمکتا) اچھے　　عنبر مشک کا باس آتا اچھے
ہنسی سات گلریز جیوں باغ تھی　　کلیجاں پہ حوراں کے جیوں داغ تھی
سو یکدن لے سنگات ہمنا کوں مائی　　خوشی سات یک باغ میں لیکر آئی
کیتک دیس وہاں شادمانی سے کئے　　ادک (بہت) جشن واں خرّمی سے کئے
یکایک عورت اک اس ٹھار پر　　ہرے جھاڑ پر سے تھے اتر آئے کر
انگے ہو میری ماں کوں کینی سلام　　اُٹھی بول اس دہات ہو ہم کلام
کہ پریاں کے راجا کی عورت ہوں میں (۱۲۵۰) دیکھن آئی ہوں تیری بیٹی کے تئیں
سکل (تمام) شہ پریاں میں میرا ناؤں ہے　　میرا گلستانِ ارم ٹھاؤں ہے
جو ہے ہنج کنے ایک بیٹی نہنی (چھوٹی)　　سو ہے وو میرے نین (آنکھوں) کی روشنی
رکھا ناؤں اس کا بدیع الجمال　　ہے اس سات میرا محبت کمال
بہوت دن تھے اچھتی (رہتی) ہوں اس ٹھار میں　　ادک خوش کئے ہوں یو گلزار میں
تجھے دیکھ میں ذوق پر ذوق پائی　　اچھو قائم یو آج تھے آشنائی
یو بیٹی سو تیری ہے بیٹی میری　　یو بیٹی سو میری یو بیٹی تیری
پلا پیار سے دود تیرا اُسے　　کہ میں دیونگی دودھ میرا سے
کر اس وضع سوں بات اکیس کوں ایک　　رہے دو جنے مل اپس اکیوں ایک

لگا جیو وو یوں میری مائی سات　　　کرن آوے مہینے کوں یکبار بات
بڑی ہوئیگی وو چنچل آج کوں　　　اچھیگی سورج تھے نِچھل آج کوں
عجب شہ پری ہے وو صاحب جمال　　　کہیں جگ میں ہوسے (ہوسکے) نہ اس کا مثال
میں اپنے نگر بیچ اچھتی جو آج　　　تو کرتی ہر یک وضع تیرا علاج
کہتی ہوں ہور یکبات سن اے عزیز　　　اگر تج سکت ہے تو دے مج تمیز

؎۱
سو شہزادہ سن کر ہوا یو خوش حال　　　کہیا سن اے روشن تن صاحب جمال
کہ میں عرض کرنے بھی منگتا ہوں تج　　　اگر خوش زباں کھول فرمائے مج
خدا مشکل آسان کرنہار ہے　　　نرادھاریاں (بے سہاروں) کوں وو آدھار (سہارا) ہے
کہی موہنی بول کیا ہے سو مج　　　کہونگی میں اس بات کا جاب (جواب) تج
کہا جب وو دیو آوے اس ٹھار پر　　　سو توں پوچ لے اس کے جیو کا خبر
میرا جیو تج ہات میں ہے یہاں　　　تیرا جیو معلوم نئیں مج کہاں
یو خوبیں خبر او ستے لے مج کنا (کہنا)　　　تو میں کرسٹوں (پھینکوں) اس کوں تل میں فنا
یو سن موہنی (اچھی طرح) کئی (بھی) شکر لب کوں کھول　　　لئے ہوں خبر او ستے کہتی ہوں کھول

؎۱ ۔ نوٹ:۔ وجدی نے ان آٹھ اشعار کو بھی الحاقی لکھا ہے اور کسی دوسرے نسخہ میں بھی درج نہیں ہیں۔

کہ یکدیس مجکوں رکھیا سو پیرا — لگیا مج سوں باتاں کرن بہو تیرا
کہیا یوں کہ تج بن نہیں کوئی منج — تیرا عشق کافی ہے جگ دوئی منج
بہوت ہے میرا جیو تیرے اوپر — ولے نیں تیرا جیو میرے اوپر
ہیں اس بات کوں جاب دی یوں پہرا — کہ منج پر اگر جیو ہوتا تیرا
تو البتہ[1] اپنا کتا راز منج — دتیا اپنے باطن تھے آواز منج
تیرے ہات میں ہے میرا جیو تواں — ولے کہہ منجے ہے تیرا جیو کہاں
اگر آدمیاں[2] تجھے پریاں کوں حیات — اچھے زیاست تو کیا ہوا نیں ثبات
دو دن کی دنیا کوں نکر اعتبار — کہ جینا ہمارا ہے دو دن اودھار
ہیں آگے پچھے جا ہمارے ہمیں — سمج لیویں آپس میں بارے ہمیں
سنیا منج زباں تھے او یو بات جیوں — اٹھیا بول کر پھیر منج سات یوں
کہ ہے سچ تیرا جیو میرے ہات میں — ولے نیں میرا جیو تیرے ہات میں
میں لے موہنی تج تے اب کیا چھپاؤ — کتا ہوں میرا جیو رہتا سو ٹھاؤں

---

[1] تو آتا نہیں منج سنتے داز توں — کتا کھول اپنا مجے راز توں (ح)

[2] اگر آدمیاں کوں پریاں تے حیات (ح)

کہ ہے ایک صندوق شیشے (کا) کیرا — سواس کے درونی (اندر) اہے جیو میرا
وو صندوق سو ہے دریا کے بھیتر (اندر) — انگوٹی سلیماں کی کوئی اگر
دریا کے نزیک جا کے دکھلائیگا — نکل اوسنگا تیچ (ساتھ ہی) اوپر آئیگا
بزاں (بعد ازاں) واں تھے اے موہنی مہرباں — میری زندگانی سری (ختم ہوگئی) کر پچھان

کشتہ شدن دیو از دست سیف الملوک

سنیا شاہزادہ جو اس بات کوں — کہیا خوش ہو اُس پدمنی ذات کوں
کہ اے موہنی پاک داماں کی — انگوٹھی تو حضرت سلیمان کی
میرے پاس حاضر ہے دیسیں اتال (۱۲۹۰) تو کیوں تجکوں[ع] سنبھالتی سو سنبھال
سلیمان کی اُس انگوٹھی کوں دیکھ (یہاں) — ہوئے شاد بھوت (کس طرح) تیچ اکیس تے ایک
زمانہ جو آخر ہوا مہرباں — سو دونوں کو بہت (بہت زیادہ) دیا آسماں
پکڑ ہات ویں ہات سارو ہوئے — ہل اپنے درد دوکھ کے دارو ہوئے
یکس کوں یکن جلد ہو پاؤں سار — شتابی ستی آئے دریا کنار

ع - پہر تہار ہوں تج ادب میں اتال (ح)

دکھائے دریا کوں انگوٹی پچھل ۔ سو درحال صندوق آیا نکل
جوں یکبارگی پاے دونوں جنے ۔ اوچا کر لیکر آکے دونوں جنے
وو صندوق جیوں دیکھیے کھول کر ۔ جناور اتھا ایک اوس کے بھیتر
سٹے اُس جناور کی مونڈی مروڑ ۔ کئے چور صندوق کوں توڑ پھوڑ
سو درحال پیدا ہوا ایک غبار ۔ برسنے لگا مینہوں لہو بے شمار
پہاڑ سار کا سر اک انپڑال تھے ۔ (۱۳۰۰) پڑیا سو ہلیا دہرت پاتال تھے
دیاعن جھڑ بریا جیو اپنا تروت ۔ سو اس کے مرگ تھے ہوئے خوش بہت
خدا اس بلا تے کیا جیوں خلاص ۔ سو چلنے کوں واں تے کئے فکر خاص
دوعن نوں وہیں نہنی ایک ہوڑی کئے ۔ جواہر کنکر اس میں کچ بھر لئے
کر اللہ کا شکر واں بے شمار ۔ ہوئے خوش دونوں کے ہوڑے سوار
قضا پر نظر رکھ توکل ستیں ۔ دریا پر چڑھے ہے فوج کے بل ستیں
چلیا باو لے بیگ ہوڑے کوں کاڑ ۔ عجائب کیتیک دیکھتے جھاڑ پہاڑ

عن گیا جیوں وو دنیا تے نابود ہو ۔ ہوئے مرگ تے اُس کے خوشنود یو (ح)

عن ۔ نہنی ایک ہوڑی توی راس کر ۔ جواہر کنکر خاص چُن اُس میں بھر (ح)

چھ مہینے تلک دو کہہ جفا دیک دیک ۔۔۔۔ النگتے عجائب جزیرے کیتیک

نہ تھی سُد کدہر موج کیوں آوتے ۔۔۔۔ نہ تھا قام یوں کچ کدہر جاؤ تے

ہوا ناندے بہوت یک جزیرے میں آئے ۔۔۔۔ کیتیک دیس رہ وہاں امن پائے

رسیدن سیف الملوک و ملکہ بشہر واسط و ملاقی شدن تاج الملک

جوں اقبال کا در کھولا غیب تھے (۱۳۱۰) چڑیا دو کہہ کے ملہ پر کلا غیب تھے

خوش اُس ٹھار روزی فراغت ہوا ۔۔۔۔ پریشان خاطر کوں راحت ہوا
　　اطمینان

سو یکدن نکل شاہزادا وہاں ۔۔۔۔ ہلوں سیر کرنے لگیا جان تھان
　　آہستہ

سو آدم کیتیک واں پڑے دشت تل ۔۔۔۔ یکایک خوشی آئی من میں اول
　　آدمی　کتنے ہی　نظر　جوشش

ن۔ تماشا کئے پھیر پھیرے کیتیک ۔۔۔۔ صفا دار اُلنگتے جزیرے کیتیک (ح)

ن سلامت سوں ایسے جزیرے میں آئے ۔۔۔۔ جو واں من کے مقصود کا کھوج پائے (ح)

ا۔ نوٹ:۔ یہاں پر وحیدی نے حسب ذیل عبارت حاشیہ پر لکھی ہے۔

"اینجا چند ابیات الحاقی بودند مہمل۔ من ننوشتم آں را۔"

سو نزدیک جا سب کوں کیتا سلام — کہے مل علیک السلام اُس تمام

وجاہت اوپر اُس کے رکھ انک وہیں — مل ایک ٹھار بیٹھے سو ناچھانک وہیں

فراست میں دیک اس کوں عالی وقار — لگے بھیجنے مرحبا بے شمار

ہوئے یک جہت سات جیوں ہم کلام — سو لیا اون نن دھر دوک اپنا تمام

جو یکبارگی لوگ اُس ٹھار کے — سنے قصے اس کے ہور اُس نار کے

سو کاے ہات سوں دل میں دوک آن لے — کتے وضع سیتی برا مان لے

کہے[۱] یوں کہ او جگمگاتے شمیں (۱۳۲۰) سمجھتے ہیں کس بزم کے سو ہمیں

ہے بیٹی ہمن راج کے بھائی کی — جنی مائی جیتی ہے اُس جائی کی

سُرا اندیل میں بادشاہی سنگات — ہے اُس کا جیتا باپ حالی حیات

چچا اُس نہنی کا سو ایکیچ ہے — دو واسط کتے سو نگر بیچ ہے

نیکھا ناؤں اُس کا ہے تاج الملوک — عجب کچ ہے اس کا مروت سلوک

ہمیں سب رعیت ہیں اسکی تمام — یہاں تے اُسی کا ہے آگیں مقام

جیوں ایسی خبر خلق تے پائیا — سو دوڑ اُس سہیلی کنے آئیا

۱۔ اٹھیا بول سب خلق اس دہات سوں — کہ ہم جانتے ہیں سب اُس نار کوں (س).

کہا کھول درحال احوال اُسے — خبر دے کیا بہت خوشحال اُسے
فراغت کے مل دونوں ہوڑی (کشتی) پہ چڑ — چلے وانتے راحت کی دریا میں پڑ
چلے شہر واسط کدن (کی طرف) ذوق سوں — لگے باٹ (راستہ) چلنے کوں اَت (بہت) شوق سوں
کہیں بات منزل میں آلس نہ کر (۱۳۳۰) شتابی سیتی اپنڑے جا اوس نگر
کیتک دن پچھیں شہر واسط کوں پائے — بہر حال اُس کی حویلی میں آئے
جو نزدیک اُس شہر کے خاص باغ — اتہا (تھا) سو رہے واں لگے دیک چراغ
رین جاگ ربّی کے فرمان سوں — جو آیا نکل سورا اسمان سوں
سو اُس شہر کا ہے بدل شہریار — نکو کار تاجن ملک نام دار
[عن] اسی باغ میں خسروی داب سوں — کرن سیر آیا بڑے لاب سوں
[عن] سو ناگہہ نظر اس کی اس ٹھار پر — پڑی شاہزادے کے دیدار پر
سونیاں کوں اُس کے لگا سبک بہت — بلا اُس تجھانے (بغور دیکھے) لگیا مو (چہرہ) کہ بہت
[عن] بڑا اچنبوتر کوئی ہے کر پچھان — نزک بیلا اُس کہیا اے جواں

عن ۔ سو اس دیس تاج الملک شہ سوار — سو نکلیا اتھا کھیلنے تئیں شکار (س)
عن ہوا شاہزادے کے تئیں سامنے — سو آنگے ہو تسلیم کیتا اونے (س)
عن ۔ بلا اسکوں نزدیک تاج الملوک — محبت سوں دکھلا کے اپنا سلوک (س)

کہو کاں تے آیا ہے اے جواں توں　　　سو منگتا ہے جانے کوں کس ٹھاؤں توں

کیوں آنا ہوا یاں تیرا بول منج　　　جو کچ ہے تیرا ماجرا کھول منج

جو اس دہات کا اُس تے پایا سلوک　　　لگیا بولنے حال سیفُ الملوک

کہ اے شاہ غمگین ہوسنیار تے　　　میں آیا ہوں یاں مصر کے شار تے

میرا قصا ہے سخت دور و دراز　　　لگیگا کہنے بار اے شاہ باز

کہ یَے دن تے پھرتا ہوں غربت منے　　　جنم سب گنوایا ہوں شدّت منے

کہ ہوسے نہ مج سار دوکھیارا کہیں　　　نہ مج سار وتیاگ مارا کہیں

بہت رنج دیکھیا ہوں میں ٹھارٹھار　　　نہیں ہے میرے دوک کوں کچ شمار

نہ میری جفا رنج کوں ہے شمار　　　نہ سینے کوں ٹھنڈک نہ دل کوں قرار

میرا درد کئی نا سنے تو بھلا　　　سُنے تو بلا تاک اٹھے تل ملا

جو خاطر میں لیاوے میرا رنج کوئی　　　تو اُس کا سینا پھاٹ جیوں پھوٹ ئی

خبر جس کوں ہوئے میرے وتیاگ تے　　　تو جل را کھ ہوئے وہ کہہ کی اگ تے

غریبی میری کھول کہنے منجے　　　ادک شرم آتی ہے کیا کوں تجے

سنیا یو جو تاج الملک شہ نول　　　دریغے سوں من میں تے آئے اُدل

کہ بولیا زباں کھول سن اے جواں　　　نکو ڈر کہ اللہ ہے مہرباں

کہ غمناک ہوں میں بھی لئی سال تے | خبر کچ نہیں مج میرے حال تے
بھتیجی میری ایک صاحب جمال | گنوائی گئی سو ہوئے بارہ سال
دوک اس کا کروں مجکوں چھاتی نہیں | کہ اجنوں وو کئیں پائی جاتی نہیں
یکایک گم ہوگئی باغ تے | کہ مرتا ہوں میں نس دن اس داغ تے
موئی ہے کہ جیتی نہیں کچ خبر | بڑا دکھ ہے یو مج کلیجے بھیتر
جو یو بات پھر اس پریشان کوں | لگیا تیر ہو دوڑ جا کان کوں
سو جلتی درونی سوں جل آہ مار (۱۳۶۰) | الینڈیا انکھیاں میں تے دکھ ہشیار
کہیا دکھ نہ کر اے سکھی راج توں | خوشی کر یو دکھ چھوڑ دے آج توں
کہ تیری بھتیجی کوں لیایا ہوں میں | کوں ٹھار تے اسکوں پایا ہوں میں
سو کیوں اس کے لیکھے سگا بھائی ہو | بچایا ہوں سو جانتے مائی ہو
تجے آج تے ذوق ہے لاکھ لاکھ | وے میں سو ہوں غم تے نت چاک چاک
جتا کچ ہے نازل دو دکھ آفاق پر | جمیا ہے دو دو کھ میرے سینے بھیتر
ازل تے یو آیا ہے بانٹا میرا | کہ پنچیا ہے کانٹیاں سوں پھانٹا میرا
د.د دوکھ سوں اس وضع گذران بات | ہل اکیس کوں ایک ہات میانے لے ہات
چلے اشتیاقی سوں دونوں جنے | وہیں آئے اس پاک دامن کنے

دیکھیا جیوں بھتیجی کوں آپیں چچا   سو پتلی کر انکھیاں کی لیتا اُچا
گلے لاگ اڑڑا کے رونے لگیا (۱۳۷۰) فدا اُس کے آپرال ہونے لگیا
دل اُس کا بہت دہات سوں ہا ساتے   کلیجے کے ٹکڑے کوں سنگات لے
لیکر آئیا گھر میں تعظیم سات   گیا شہر میں لے کے تکریم سات
گھر آیا سو ہوئی شادمانی بڑی   کیا شہر میں میزبانی بڑی
نوازیا اِدک شاہزادے کے تئیں   رکھیا جیو کر دو کہہ زادے کے تئیں
دیا بھیج قاصد کوں یں کہائی پاس   مہرباں اس کی جنی مائی پاس
ہمائے سعادت اتر کھول پنکھ   اوڑیا جیوں سراندیل کی دہر سنک
سراندیل کا بادشاہ بخت ور   سنیا اپنی بیٹی کیرا جیوں خبر
یتا کچ ہوا خوش جو بولیا نہ جائے   مگر غیب تے لاک گر گوٹ آئے
لگی جھڑ نے ابر تے رحمت کی بھوئی [بچھوار]   جلنہار سینے کوں ٹھنڈیک [قلعے] [ٹھنڈک] ہوئی

<u>ن</u> - کیا شہر میں لک خوشی دہات دہات (س)

<u>ن</u> - بھیا وصل کا باؤ جیوں اُس نزیک   جلنہار سینے کوں دوڑی ٹھنڈیک (س)

آمدن برادر شہزادی و بردن شہزادی و سیف الملوک راپیش پدر

بھیا وصل کا باؤ چوندھیر سے تے (۱۳۸۰) سو کا باغ من کا کھو لیا سیرتے
ہوا فرح روزی جھنی مائی کوں تمام اس کے بھاناں کوں او ربھائی کو
قبیلے کوں سب آبروئی چڑی ہوئی سب سراندیل کوں شادی بڑی
عزیز ارجمند اپنی بیٹی کے تئیں بلا بھیجنے کا کیا فکر دئیں
بلا بھیجنے اُس اوتم جائی کوں کیا مستعد اُس کیرے بھائی کوں
دے سنگات لشکر کے دل بھیاب بڑے وبدبے سات بھیجیا شتاب
جو مشتاق ہو بھائی لیانے چلیا سگی بہان کے تئیں لولانے چلیا
چچا کے نگر بیچ جیوں آئیا سو دیک اُس چچا جیو کر پائیا
ہزار آرزو سات دونوں ملے خوشی کے کلیاں ہر طرف تے کھلے
بولیا گھر کوں لیا سو ملے بھائی بہان یکس کوں یکس دے لئے جیو داں

ن سوانپڑیا چچا کے نگر بیچ جا سونیا سو گیا پیش ہونے چچا (ح)

جو کچ دکھ اتھا آپنے دل منے سٹے کاڑ سینیاں میں تے تل منے

لگیا دل کوں ہم بہان ہم بھائی کی — چو پھر کر جنے پیٹ تے مائی کی (دوبارہ جنم حاصل کیا)

گم یک سات الاک عشرت سنگات — دعا لے چچا ہور چچانی کے ہات

نکل واں تے سنگات لے بہان کوں — چلیا مل کے سیف الملوک جان سوں

پنتے پنت تینو (بیت) کنتے کھولتے — گماتے وقت ہور قصے بولتے (اپنا اپنا دکھڑا بیان کرتے)

سراندیل (راستہ) کے آئے جیوں وو نزدیک — اُمس پا جنا باپ خوش ہو ادیک

نکل گھر تے لاک انتظاری ستی — سو دوڑیا وہیں بیقراری ستی

جگر گوشہ کوں اپنے جیوں پائیا — چھتر کر آپیں اس کے سر چھائیا

سینے سوں لگا اس پری چہر کوں — اولینڈن لگیا مہر پر مہر کوں

پڑے دبدبے سات لیایا اُسے — سو پھُل (کنول) نیر سوں مکھ دھولایا اُسے

جیوں آیا گیا سو رتن ہات میں تو آ جیو آیا تیوں ہوا ذات میں (گلاب)

ن۔ جو پھر کر چلئے اس طرف مائی کی (س)

ن۔ سو سُن یو خبر خوش ہوا باپ ادیک (س)

ن۔ نیّن کا سو کر نور پایا اُسے (س)

ملیا دل سوں سیف الملوک جان سوں ہوا آسماں اُس جلی بھان کوں
حقیقت کوں اُس کے اپنے خوب آپ دیا دھیرک اس جیوں دویں مائی باپ
رکھیا اُس ہتیلی کے پھوڑے نمن ہو درمان اُس کا کیا دُکھ ہجن
کرم اُس کے حق حد تے پیلاڑ کر سٹیا گرد بکد ہر تھے سب جھاڑ کر
عزیزاں میں سب دے بڑائی اُسے عنایت کیا پیشوائی اُسے

داستان ملاقی شدن ساعد

کہانی کہن ہار اس دہات کی چلاتا ہے خوش بات ہر بات کی
کہ یک دیس سیف الملک شہ سوار نکل آئیا بہار کھیلیں سکار
یکائیک بازار میں یک جواں نظر تل پڑیا زار ہور ناتواں
مسلم ہے دلگیر ہور بے قرار وجاہت منے عین ساعد کے سار
کیا یاد ساعد کوں اوس دیکھ کر (۱۴۱۰) انجھو لائیا دوک کے نین بھر
اپس میں اپسے بھائیا سرد اساس کیا آپ نے من میں غم بے قیاس

ن سٹیا کا نٹے سینے میں تے کاڑ کر (س)

کہیا اپنے لوگاں کوں جا اس کوں لاؤ — اَپے آئے لگ گھر لجا بیلاؤ
اُسی دہات جا اُس بلا لا ئیے — لجا ایک جا گے پہ بسلا ئیے
کہ جیوں اس مبارک سواری سوں پھیر — جیوں آیا شتابی سوں اپنے مندھیر
کیا یاد آتیچ اوس جان کوں — بولایا نزیک اس پریشان کوں
شفقت جو اس کی غریبی پہ آئی — کہیا کوں ہے توں سو مج بول بھائی
سووَیں دو پریشان جب بُل آہ مار — ادھیا بول کر یوں کہ اے کامگار
کہوں گا اگر میں میرے درد کوں — تو طاقت نہ رہسے کسی مرد کوں
بھر یا ہے سینا پور اس دکھہ سنگات — کہوں میں تجھے کھول کس مکھہ سنگات
میرا یار اک شاہزادا انھا (۱۴۲۰) وو ملتا توبنج دو کھہ نہ ہوتا پتیا
ہیں اُسکی جداتی تے لئے ہوں ہلاک — جل اُس کے بدل مریوں تلتل کوں راک
نہ جانوں کہ وو سور کس ٹھار ہے — مج اُس باج عالم سب اندکار ہے
وو یا دو دک سوں ہے یا کہ اقبال سوں — نہ جانوں وو اچھتا ہے کس حال سوں

عٹ ۔ بلا بھیجیا بیگ اوس جوان کوں — نزیک بیلا اُس پریشاں کوں (س)
عٹ ۔ کہیا کاں تے آیا ہے توں اے جواں — توں کان کا ہے کی مجکوں کچ دے نشاں (س)

ہے فرزند وو مصر سلطان کا ہوں فرزند میں اس کے پردہان (وزیر) کا

نیکا نانوں اُس کا ہے سیف الملوک ہوں میں بے خبر اُسکے تئیں جھوک

میرا نانوں (نیک نام) ساعدو بے بخت نئیں کروں کیا کہ وو یار اس وقت نئیں

میں اپنا ملک سٹ (چھوڑ) ہوئے تیرا (۱۳) سال نہ کس کوں میرے اودسے کا ملال

یکیلا ہوں اس شہر میں میں غریب (مسافر) نہ کوئی مج اقارب نہ کوئی یاں حبیب

کہ پھرتا ہوں نت (ہمیشہ) یاں دوکانے دوکان نہ پیونے (پینے) کوں پانی نہ کھانے کوں کہان (کھانا)

جو اپنی غریبی وو بولیا تمام (۱۴۳۰) سو وو شاہزادا اوتم نیکنام

گلایا (گلے لگایا) ذرونا سو ناتاب لیا گلے لا اُسے آنکھ میں آب لیا

کہیا یوں (دل میں) کہ اے یار اب چھوڑ دوک تیرا یار سو میں ہوں سیف الملوک

ہمارے نصیباں منے جیوں خدا لکھا تھا سو انپڑائیا وو ول خدا

ہمیں سر جفا دے پھنکایا (علیحدہ کیا) سو وو سلامت سوں پھر لا ملایا سو وو

پھنکانے (جدا کرنے) کے کام ہور ملانے کے کام خدا باج (بغیر) بھی نئیں کسے اور فام (معلوم)

یو جیو اس کی قدرت پہ قربان ہے کہ صاحب بڑا وو مہربان ہے

بیت ۔ سُن اے بات اٹھیا شاہزادا شتاب گلے لیا اُسے روئیا بے حساب (س)

ملے دیک یک جیو کے دوئی یار ہوا خوش سراندیل کا شہر یار
جو ساعد آو ارا ہو دوک در دبیں ڈوبیا تھا جو غربت کیرے گرد میں
سو حمام میں گرم لے جا اُسے کئے خوش دہلا انگ ہلکا اُسے
رنجھل خوب کسوت شہانی پنہائے رنگا رنگ مجلس نورانی بھرائے
منگا نقل بدست آرام سوں دونو یار بیس آپنے قام سوں
پیالے لگے جھیلنے ذوق سوں قصے لیا کہ میانے سٹے شوق سوں
نول جان سیف الملوک جگ اوجال بجد ہو کہ ساعد کوں لاگیا ڈُہنال
کہ مج تے بچھڑ توں پھر یاکس وضا کھڑیا آ نیڑے سراوپر کیوں قضا
چھپیا توں نکو مج تے تقدیر کوں جکچ ہے سو کہہ کھول مج دھیر توں
گنی یار ساعد دیک اُس کا خیال لگیا بھار بھالنے کوں دل کا اُبال
غریبی کے باتاں لگیا بولنے کنیتھا او دَسے کا لگیا کھولنے
کہ اے شاہزادے جداں تے جو میں چلیا بھانک کر تیری صحبت سوں میں
پھوٹیا جہاز حکم خدائی ہوا تداں تے تجے مج جدائی ہوا
سو بے سد ہو طوفان کے باؤ سوں پڑیا یک جزیرے میں جا تاؤ سوں
کیتاک بار کوں دیکھتا ہوں جو واں سو چوندھیر چھایا ہے زوروں دھنواں

ہوایاں ہو اُڑتے ہیں واں ساپ سب لئے ہیں جزیرے کوں ڈھانپ سب
نہ اسمان دستا نہ کیں دہر تری چھٹی سیس تے پانوں لگ تہر تہری
گگن سار او نچے کیتیک ڈونگراں پڑے اسپہ پھسکار تے اجگراں
بتا کچ وہاں دیکھیا ہیں عذاب جو نیں اس عذاباں کوں حد ہور حساب
پڑیا جا بلایاں کے بھنورے منے پڑیا جا کے لے لے جزیرے منے
بہت دن بہت ٹھار قافے دیکھیا کہیا جائے نا ایسے واقعے دیکھیا
برس دن ہوا آ کہ اس شہر میں ملے شکر بارے ہمیں ہور نہیں
و لے کچ غنیمت مجھے آج ہے گدا میں تیرا توں میرا راج ہے
ولے اس پریزاد کا کھوج کیں (۱۴۶۰) توں اس حد تلگ اجنوں پایا کہ نیں
کہیں بی گلستاں ارم کا نشاں کنا تجکوں نیں پڑیا کہ نیں اے جواں
بڑاں دوانا جان سمرت گنبھیر کھیا کھول اس دہات ساعد کی دھیر
کہ مج نیچ بنایا سو پروردگار مج امید کا رُک سو لیایا ہے بار
توی کچ خوشی پائی یاں جائیگی وہ دو دن کوں اس شہر میں آئے گی

ن - بڑا کچ غنیمت سو مج آج ہے (س)

آمدن بدیع الجمال بہ سراندیل

سعادت کے جیوں دیس انگے آئے ۔۔۔ بخت[۱] روشنائی سوں جھلکائے
سو[۲] لکھن وتی دھن بدیع الجمال ۔۔۔ یکا ایک یک دن خیالیں خیال
نپٹ دلربائی کے طناز سوں ۔۔۔ لٹکتی اپسیں اپیں ناز سوں
سراندیل کے راج کے گھر کوں آئی ۔۔۔ سو گم ہوئی سواس شاہزادی کوں پائی
سگی بھان کر جانتی تھی اول ۔۔۔ بڑی[۳] کر اُسے مانتی تھی اول
بڑی دردمندی سوں غمخوار ہوی ۔۔۔ یکٹ دل سوں مل جا اوسوں یک ہوی
کہی اے سنگاتن تیبے دیس توں ۔۔۔ اتھی کس وضا ہور کس بھیس سوں
نکل اُس بلاکن تے کس دہات آئی ۔۔۔ چھٹک اُس کے ہاتاں تے کس وضع پائی
سراسر مجے کہہ جو ٹک امن پاپوں ۔۔۔ دکھی دل کوں میرے سکھی کر بساؤں

---

[۱] نکہہ اقبال چوندہیر تے دیکھلائیے۔ (س)

[۲] یکا ایک یکدن بدیع الجمال ۔۔۔ محبت سوں من میں خیالے خیال (س)

[۳] سو جا دوڑ چھاتی کوں لاگی اُسے (س)

سو وو شاہزادی اٹھی بول یوں — حقیقت سو اپنا کہی کھول یوں

کہ اے موہنی من کی صاحب جمال — جو تیرا محبت ہے مج سوں کمال

سدا یو محبت سو قائم اچھو (رہے) — جھمکتا تیرا حسن دائم اچھو (رہے)

جو ہیں ہات ہیں اس بلا کے ہلک — گرفتار ہو کر جو تھی آج لگ

ایکا ایک اس ٹھار (جگہ) پروردگار (نحیف و زار) — نظر جو کرم کی کیا ایک بار

سو فریاد رس میری فریاد کوں — دیا بھیج یک آدمی زاد کوں

سو آ بھار کاڑیا (باہر نکالا) مج اس ٹھار (جگہ) تے (۱۴۸۰) ہوں شرمندی ہیں اس کے ایکار تے

بیتا کچ کیا مج پہ احسان وو — بیتا کچ دیا مج کوں جیوں دان (احسان) وو

جو تل (ذرا) اس کی اترائی (بدلہ/عوض) نا ہو سکے پانو — کہ جگ ہیں کیا وو بڑا اینک (ایثار) ناؤ

سن اس بات کوں کئی (کہی) بدیع الجمال — کہ آدم کوں آنے نہ تھا وان مجال

سو کس دھات (طرح) اس ٹھار (جگہ) وو آئیا — نہ تھی بات (راستہ) سو بات کیوں پائیا

عجائب یو لگتا ہے اس ٹھار مج — کنا (کہنا) کھول کر توں یو گفتار مج

کہی شاہزادی کہ اے موہنی — بڑی بات ہے یو نہیں کچ نہنی (چھوٹی)

کہیا مج تے جاسے (جائے) نہ یاں اس وضا — کہونگی سکنے کا اہے جس وضا

دونوں مل کے چل ایک گلشن ہیں جائیں — دو باتاں کریں وقت اپنا گمائیں

کہ ہر بات میں عشق کا راز ہے   سن اس راز کوں تو ل کہ تج ساز ہے
کر اس دہات سیتی خبر دار اُسے   (۱۴۹۰) لجانے منگی بیچ گلزار اُسے
جو واں یک فرح بخش گلزار تھا   صفا دار اتھا ہور ہوا دار تھا
اُسی ٹھار کر شاہزادا مقام   گمنہار تھا ذوق سوں صبح و شام
جنی مائی کوں لے ویں اپنے دنبال   چلی واں آپے ہور بدیع الجمال
سو چمنے چمن گشت کرنے لگیاں   کلیاں چون چون گود بھرنے لگیاں
کہوں واں کے چمناں کوں میں کیوں چمن   کہ تھا ہر چمن صاف یکیک گگن
بھر امرت سوں چمناں کے میانے تمام   جڑت کے اتھے حوض خانے تمام
نبے بن برک لہلہاتے اتھے   کلیاں پر کلیاں بار آتے اتھے
پون جھولے کہا پھول کی ڈال ہل   سو پڑتے اتھے پھول ہر جھاڑ تل
مگر آسمان کے چتارے تمام   چمن میں بچھائے تھے تارے تمام

۱۔ دنیا میں وہ گلزار اوتار تھا۔ (س)

۲۔ کہ ہر یک چمن تھا گگن کے نمن (س)

۳۔ جڑت کے نچل حوض خانے تمام   اتھے پور اس باغ میانے تمام (س)

اتھے بُند شبنم کے یوں پات میں (۱۵۰۰) رتن خاص خوباں کے جیوں ہات میں
الٰہی کے ہو ذکر میں مست حال ــــ پنکھی غل اُچاتے تھے خوش ڈال ڈال
وو عاشق سو معشوق کے دھیان سوں ــــ متا ہو اپس میں خوش الحان سوں
جمیا خیال اس دہات کا تا اتھا ــــ جو ہر رو کھہ کوں حال آتا اتھا
پنکھی گم ہوئے تھے وو الحان سُن ــــ بہتا نیر بہتا نہ تھا تان سُن
سنی وو گلا جیوں بدیع الجمال ــــ گلی اُس گلے کے اوپر رکھ خیال
کہی یاں یو کس کا ہے نادر گلا ــــ کیا ہے میری روح کوں مبتلا
گلا یو نہ ہوئے کچ یلا ہے گنبھیر ــــ کہ پانی کیا گال میرا سریر
رومے روم مج ذوق سارا ہوا ــــ یہی روح کوں میرے چارا ہوا
کہی شاہزادے کی ماں تب اُسے ــــ یو نادر گلا اُس کسی کا دِسے
جتے میری بیٹی کو لیایا اسے (۱۵۱۰) دے جیودان سر نے بچایا اسے

ن۔ تھے سر پیس کے ذکر میں مست خیال (س)
ن۔ پیالے پی پُد رس کے متوال ہو ــــ اَپس میں اپے سخت خوش حال ہو (س)
ن۔ جا عشق کا خیال من میں پچھل ــــ سو گاتا اتھا سور سوں بے بدل (س)

جو دیکھے گی تو اسکوں دکھلاؤنگی　　نزیک اُس کے ڈیرے کے لیجاؤنگی
سو ویں آسرے تے وو چندر بدن　　دیکھن آئی سیف الملوک کے کدن
جو دیکھی نجھا خوب اُس کا جمال　　دیوانی ہو درحال ہوئی وینڈ ہال
پڑی اُس کے عشق کے دام میں　　ولے ٹک رکھی تھی آپس فام میں
دل اُس کا لگیا تلملن تن منے　　کیا ہٹار عشق اس کیرے من منے
لگا جیو باطن میں اُس سابت ویں　　چلے سیر کرتے ہلویں ہور گیئں
ولے شاہزادے کوں ان آئی سو　　درس دیکھ دل آپ سوں لائی سو
نہ تھی کچھ خبر مست تھا اپنے ہٹار　　اپس میں اپیں کھینچتا انتظار
جیوں اس سات وہ چلبلی دل لگائی　　سو وو شاہزادی اسی وقت پائی
بلاویں نزیک اُس پری زاد کوں (۱۵۲۰)　　او تم دلربا سرو آزاد کوں
کہی یاد ہے یک حکایت مجھے　　سنیگی اگر توں تو کونگی تجھے
سنی ہوں کہ کوئی مصر میں بے نظیر　　ہے عاصم گنی سو نول شہ گنبھیر

عن بدیع الجمال اس سوں دل لائیکر　　سنگات دو سنگات کی پائیکر (س)
عن کہ تھا مصر میں کوئی راجا گنبھیر　　سو عاصم کر اُس ناؤں تھا بے نظیر (س)

سبی کچ خدا اسکوں بخشا اتھا — ولے اس کے نیئں کوئی فرزند نہ تھا
توجہ ولیاں سات دھرتا اتھا — بہوت خیر عالم ہیں کرتا اتھا
کیتک دن پچھیں تے خدا اُس اُوپر — نظر کر جو فرزند دیا بخت ور
سک[ن] اپنا پرایا دکھیت وو سکھیا — اُسے ناؤ سیف الملک کر رکھیا
جو تھا[ن] اُس کنے ایک داتا وزیر — ہوا اُس کو فرزند یک بے نظیر
وو ساعد کر اُس کا رکھیا ناؤں سو — جو اتیپڑے[ن] بزرگی کوں یک ٹھاؤں وو
کیتک دیس کوں وو جو سیانے ہوئے (جوان) — ہر یک علم میں خوب داتے ہوے (ماہر۔ کامل)
سو[ن] دونوں پہ وو خسرو گن نذاں — ہزاراں شفقت سوں ہو مہرباں
بولا بھیج خلعت دے زربفت ایک — دیا سو اتھی صورت ایک اُس ہیں نیک
کہ وو عین تیرتچ صورت اتھی (تیری ہی) — وو چنچ شہ پری کیچ مورت اتھی

[ن] خبر بادشاہاں میں ہوی ٹھاؤں ٹھاؤں — سو سیف الملک کر رکھیا نیک ناؤں (س)

[ن] ۔ اتھا ایک صالح کر اس کا وزیر۔ (س)

[ن] لگے پالنے دو کوں یک ٹھاؤں سو (س)

[ن] ۔ سو بکدیس اسکوں بلا بادشاہ — محبت سوں ہور پیار سوں خوش نچھا

دیکھت شاہزادا وو صورت وہیں | سو عاشق ہوا بالضرورت وہیں
چڑھیا جیوں اُسے عشق یکبار سر | لے سنگین و تیاگ کا بھار سر
جدا ہوئیکر اپنے گھر بار تے | نپٹ توڑلے جیو سنسار تے
اپنے ہور ساعد سینا سخت کر | برہ سوں کلیجے کوں صد لخت کر
جہاں در جہاں بھیرتا بھیرتا | دریا بیچ پڑ ڈوبتا تیرتا
نہ چیندتا سجھتا نہ سورج کی آنچ | اوک بے خبر ہو بلایاں تے بانچ
تجے ڈھونڈ لیتا کہاں تے کہاں | ہلاکی سبتی آئیا ہے یہاں
کیا یوں اُسے عشق تیرا اشتال (۱۰۴۰) نظر سو تیری بخت اس کے اتال
وو عاشق سچا ہے تیرا جھوٹ نئیں | ذرا اس کے تو عشق میں توٹ نئیں
جنے جیو دیا اس الٰہی کی سوں | لگیا جیو باندیا ہے وو دل تسوں

ن ـ جدا اپنے گھر دار تے ہوئیکر | جنم تیرے تئیں سر بسر ہوئیکر (س)
ن ـ اپنے ہور ساعد سینا کر لے گھٹ | لے وتیاگ بارہ برس تھے نپٹ (س)
ن ـ جفا سوستا کھیکلے دیکھتا (س)
ن ـ پرت میں تو اس کے ذرا ٹوٹ نیں | کہ لو بات ہے ساچ کچ جھوٹ نیں (س)

کہ دیکھلاؤنگی کر تجے یک نظر — ہیں آتے یراں آئی ہوں قول کر
خدا جانتا ہے اُسے قول تے — فراغت سوں ہوئی فارغ اس حال تے
دکھا ہر سند مو کہہ یکبار اُسے — ین آدھار ہے دے توں آدھار اُسے
میرا ہور میری ہائی کار کہہ رواج — مہرواں ہو ہر طریق اوسپہ آج
یہی عرض میرا بڑا آج ہے — اگر ہیں تو مجکوں بڑا لاج ہے
وو چندر بدن گن بھری ان کی — وو نرل رتن حسن کے کہاں کی
خوش اس بات سیتی اُٹھی بول کر — دیے جاب ایسی زباں کھول کر
کہ اے بھاگونتی سنگاتن میری (۱۵۵۰) مہرواں دکھ سکھ کی ساتن میری
جو توں مج پہ اظہار یو راز کی — سرافراز کی مج سرافراز کی
ولے میں پری ہور وو سو بشر — گھڑی کیوں کہ دو تو میں لپی ہے انتر
بیکا یک یو انتر ستون کاڑ کیوں — پڑوں بہار پردے کوں میں پہاڑ کیوں
اگر یو ستیں گے میرے مائی باپ — گلینگے جیا سوں وو آپیں میں آپ

ن ۔ چھنک پا اٹیکر ہیں اسی تول تے — قلاص اس بلا کی ہوئی ہول تے (س)
ن ۔ دیکھا ہر سند سوک اُسے ایک بار — نکراس کے تک تے نجے شرمسار (س)
ن ۔ اپس کوں اُسے کیوں دیکھوں یک نظر (س)

میرا حال رہ سے نہ کچ ٹھار تھے   گذر سے نہ دو میرے آزار سے

دوجے بار کوں بھیج دیسیں نہ بھی   میرا ناؤں لے سوں سوں لیسین نہ بھی

نکو ہونوں اس بات کے لیے مِنے   کہ ہرگز نہ آسوں نتیرے کنے مِنے

وو ظاہر تو یوں اعتراضی اتھی   ولے دل سوں باطن میں راضی اتھی

سمج عقل سوں خوب اس کا خیال   سوماں ہور بیٹی لگے پھر دنبال

کہ اے شہپری کار سٹ دغدغا (۱۵۶۰) نکو اپنے عاشق کوں دے توں دغا

نکو سہر دیڑ لاج تے گرم ہو   کہ ہے پھول تے نرم توں نرم ہو

ہمن باج کوئی تجکوں ہمراز نئیں   نہ کرسیں ہیں فاش یو راز کئیں

لجائینگی تج ایسے خلوت کے ٹھار   جو کوئی نا اچھے باج پروردگار

دکھا یک نظر ٹک دیدار آ سے   بن آدھار ہے وو دے آدھار اُسے

بہر حال پھسلا کے راضی کیاں   لگا عشق اُس سر تے تازی کیاں

ہوئی دیکھ عاشق کی وو مبتلا   ہتیں جانتیاں تیوچ کیتاں کلا

ن۔ ہر دو ہم ایس ہیں ا پے کھینچ کر   دو جے بار دیسیں نہ یاں بھیج کر (س)

وصالِ سیفُ الملوک و بدیعُ الجمال

جن اِس باغ کی باغبانی کرے — یوں اِس باغ کی گل فشانی کرے
کہ جیوں وو چھبیلی چنچل گلعذار — قرار آپنا چھوڑ ہوی بیقرار
اوتالی ہو عاشق کے دیدار کی — ستی لاج ہوئی یار نی یار کی
بکیلی (بیقرار) ترک جا ادہی رات کوں (۱۵۰) اوچا (اٹھا) اوس سنگاتن اوتم (نیک) ذات کوں
کہی یوں کہ میں تو تیرے بول پر — جو تھی گانٹھ دل میں ستی کھول کر
گنواؤں بیتے دن کی کیوں آشنائی — کہ نج گی (بج گئی) ہے عالم میں سب بوشنائی (تنہائی)
پھروں کیوں نہ میں آج تج بات میں — کہ سنپڑی ہوں ہاں خوش تیرے ہات میں
جو دیکھوں اُسے یک نظر آج میں — کہ ہوں اس کے درشن (دیدار) کی محتاج میں
نہ جانے بتن (دیپا) کوئی مل جائیں چل — اُسے دور تے دیکھ پھر آئیں چل
کہ توں ہو شتابی ہے جب تے مجے — نہیں ذرّہ آرام تب تے مجے

ع ن ۔ سو پری لگی اُس کے تئیں جھٹپٹی — ادہی رات کوں دیں اکیسلی اٹھی (س)

یوگت[ن] کیا چھپاؤں تج انگے اپیال — کہ ہوی دیک بے سُدمیں اس کا جمال

نجانوں اُسے کس گھڑی ہیں بجھائی — ہنیں نیند انکھیاں کوں تیری دوہائی

تسوں مل کے میں گرچہ بیٹھی ہوں ہاں — ولے دل میرا سیر کرتا ہے وال

لگی اُس کے دُنبال پڑ ہات پاؤں (۱۵۸۰) چلی لے اُسے ڈہونڈتی ٹھاوں ٹھاوں

جو عاشق کے ڈیرے کے نزدیک آئی — خبر ہوئے نا ہیوں اُسے خوش بجھائی

سو بیٹھیا دیکھی مست اُس ٹھار اُسے — چڑیا ہے بدن (شراب) کا سو خوش لہار (نشہ) اُسے

تجلّا اوپر مکھ برستا ہے خوش — لبان انکھیاں تازدن ہنتا ہے خوش

لگے ہیں شمے (شمع) چوکدن (چوطرف) نور کے — جھلکتے[ن] ہیں رخسارے جیوں سور کے

اپن من میں جھلبتا اتھا مست خیال — سو ڈھلکی ہے پکڑی کہیلیا ہے جمال

کھولے ہیں صفا کے کواڑاں تمام — دیوے جلوہ ڈیرے کے باڑاں تمام

کھلے ہیں رنگارنگ چمن آسپاس — سو مہکتا ہے مہکار (خوشبو) واں بے قیاس

ڈوبیا ہے سبی باغ خوش باس (بو) میں — سو دوڑیا ہے مہکار آکاس (آسمان) میں

ن۔ جناگوندرکھتی ہوں اپس سنبھال — تو ہرگز رکھیا جاؤ نا تیں اپیال (س)

ن۔ سو دستے ہیں رخسار جیوں حور کے (س)

نظر جو پڑیا یو تماشا محال سو اُس چلبلی کا ہوا ہور خیال
دیکھت یو تماشا بدیع الجمال ہو حیران آپسکوں نہ سکسی سنبھال
متی ہو کہ وہاں یار کے پاس تے پڑی تھی جو پھولانکی جیوں اِس تے
نہ تھی کچھ خبر اُس کے تن کی اُسے زمیں سیج تھی اُس چمن کی اُسے
کھڑی تھی سو ویں سرد بھاکر اساس پڑی جا چمن میں ہو پھولانکی راس
جو سیف الملک عاشق بخت ور مدن مدکی مستی تے پایا خبر
یکایک سحرگاہ بے اختیار درونی تے ڈیرے کے نکلیا بہار
چلیا سیر کرنے کوں چمنے چمن سو وو شہپری نار چندر بدن
پڑی تھی سو دیکھیا نزک جا اُسے بدیع الجمال ہے کہ سمجیا او سے
اگرچہ نہ دیکھیا اتھا اُس اول ولے اُس کی بے مثل صورت نچل
جوہی اُس کے نیناں میں بے اختیار پڑیا ویں زمیں کے اوپر بے قرار
جو دیدار کا شوق اوبلیا ادیک درس دیکھنے تیں جو آیا نزیک
عجب نور کبیرا اتھا مکھ پہ تاب کہ قربان اُس مکھ پہ لک آفتاب
بھریا نور اوس کا اتھا پور یوں او بلتے تھے اسماں کے سمدور جیوں
منور ہوئے تھے مکاناں تمام عرش ہور کرسی کے تھاںناں تمام

ن؎ ـ رتن کے جھلکتے تھے کہاناں تمام (س)

سمن بیت بھری ہے ادیک نازتن　　سہیلی کنول سوں ہے نازک بدن

دو رخسار روشن امولک ہلال　　سو ہے نانو جس کا بدیع الجمال

کونے تو بہوت میٹھری نار ہے　　شکر ہور نمک کا جوں انبار ہے

زمیں آرسی نمنے تا قاف سب　　جھلکتے تھے اس دہات ہو صاف سب
(آئینہ مثل)

جو دستے اتھے لوگ پاتال کے　　کہ جیوں موتیاں ڈھال نچ تھال کے

دکھیا جیوں چندر اوس منڈی نکاڑ کر　　سٹیا پیرہن اسمان کے پھاڑ کر
(پیچھے، چاند، منہ، نکال — پھینکا)

ستارے دیکھ اُس کا خجل نور سب　　(۱۶۱۰) لئے ہات شرمندہ ہو چور سب
(صاف)

کلیاں سب چمن کے دیکھ اس ہاں کوں　　کیاں چاک اپنے گریباں کوں

جتے سرو داں کے ڈلنہار تھے　　فدا اُس کے قد پر دو سارے اتھے
(ڈلنے والے)

دیکھ اُس کے نین بن کے نرگس تمام　　ہو بیہوش لڑتے تھے کھس کھس تمام
(چشم)

دیکھت اُس کے پیچاں بھرے کُنڈلاں　　سب آئے تھے کل پر زمیں سنبلاں
(گاگلن، زلف)

پون اُس گل اندام کی خاص باس　　بھنور ہو کہ پھرتا اچھے آس پاس
(ہوا — بھنورا)

دیوانے ہو جھاڑاں کے پاتاں تمام　　دعا سوں او چائے تھے ہاتاں تمام
(پتے — اٹھائے)

کہ دو نار او نار کچ ہور تھی　　نہ کچ ہور دو عین سمدور تھی
(سمندر)

رُستی وبک کر اُس کوں عاشق گنبھیر　　لگیا رو وُنے اُسپہ چو پھیر پھیر
(سوئی — اطراف پھر پھر کر)

نظاریاں کی پے میں ہوا ذوق سات — لگیا وار نے عشق کے شوق سات

دو دیداں کے انجھواں سوں مشغول کر — چھنکنے لگیا شبنم اس پھول پر

جو وو شہپری باس آدم کی پائی — یکایک اٹھی ناز سوں دی جمائی

بجھا دیکھتی ہے جو انکھیاں پسار — نزیک آکے بیٹھا ہے وہ دوستدار

گھونگٹ میں چھپیا مکھ وہیں ناز سوں — ہلوں کھول ادہر نرم آواز سوں

کہی یوں تو واجب نہیں ہے تجھے — جو نزدیک آکر بجھاوے مجھے

میں[1] عورت شرم کی ہوں ہور مرد توں — نہ میں تجکوں جانوں نہ توں منجکوں

پنچ میں توں آدم ہے ہور میں پری — نہیں محرم آدم سیتی کئیں پری

سبب کیا اتھا آنے اس رات کوں — کنا[2] مجکوں تیں کھول یو بات توں

وفادار او عاشق نامدار — جو معشوق تھے پائیا یو ادہار

سو خوش بے نہایت ہو پایا اُہس — رگے رگ میں دوڑیا نوا رنگ رس

ع (۱) ۔ مونث حیا کی ہوں ہور مرد توں (ح)

ع (۲) ۔ کنا کھول مجکوں یو گفتار توں (ح)

ع (۳) ۔ چڑیا اُس کے من کوں اُس پر اُہس (ح)

زباں کھول باتاں لگیا بولنے رتن جیو کے راز کے رولنے
موتی

کہ اے بے بدل موہنی جگ اوجال جو ہے تانو تیرا بدیع الجمال
لاجواب نام

ترے نانوں پر تجھے ہوں بلہار میں سٹوں جیو کوں تج اوپروار میں
فدا پھینکوں جان

نظر کر میری دہیر جو من پاؤں دیکھوں دید پر دیدٹک دکھ گنواؤں
طرف ذرا غم دور ہو

کہ دہرتا ہوں سینے میں دکھ کٹر میں ہوا ہوں برت آگ میں جل بھڑ میں
عشق آگ

اِتیا کچ بھریا ہے میرے من میں سوز جو سلگی آسوں لاک بھڑکے ہر روز
اتنا بھرا دل آنسو

انجھو مج نین تھے جو ڈھلتے اہیں تیرے عشق کے واٹ اُبلتے اہیں
آنکھوں سے

تیرے لئیچ پھرتا ہوں میں رات دیں لیا ہوں تیرے لئیچ وتیاگ بھیس
واسطے دن مصیبت کا روپ

یقیں جان مین عاشق پاک ہوں تیرے عشق کا پاک بے باک ہوں

تیرے لئیچ بتا رنج دیکھیا ہوں میں جو دیکھیا نہیں کوئی دنیا میں کیں
کہیں

نہ یو کوچ آیا ہے مج دہیر تھے کہ نازل ہوا ہے یو تقدیر تھے
کچھ میری طرف

تیرے وصل کا دیک مج من کوں آس دیا ہے خدا بھیج مج تیرے پاس
میرے دل آرزو مجھے

نکو دیک آپس تھے بیگانہ مجے بھلا ہے جو اپنا کوانا مجے
دیکھ اپنے اچھا کھوانا

بچن بول او عاشق اس دہات سوں ہوا اُس پہ قربان سب ذات سوں
باتیں طرح سے

۱؎ - جو تسلیم کر چپ رہیا ہات سوں (ح)

چتر چلبلی دہن بدیع الجمال | چھپا من میں رکھ یو محبت کمال
اُبلتے پرت کوں سو من میں جر و | بہانے سیتیں یوں اٹھی بول دو
کہ اے شاہزادے گنی بخت ور | اکیس ہن کے سورات پر رکھ نظر
تو مج سات تو عشق لایا نہ دیک | تسوں عشق کیوں پاؤں میں یک
اگر تج سوں نسبت کچ اچھتی مجے | میں اپنا کر ہر وضع پاتی تجے
یکائیک تیری بات کوں کیوں نبھاؤں | یکائیک تج سات کیوں من لگاؤں
بھریا ہے بہوت ملک توں توٹ کر | مبادا نزا دل اچھے جھوٹ پر
سُنی ہوں بشر میں نہیں کچ وفا | تسوں جیو لیائی تو کیا ہے نفا
توں جا بات تے سنبھال لے آپ کوں | کہ ڈرتی ہوں میں اپنے ان باپ کوں
اگر کوئی دیکھیں گے یاں میرے لوگ | تو آزار اپر ٹالینگے دونوکوں ٹھوک
سلامت سوں مشکل ہے پھر بانچنا | سمج لے توں عاقل ہے تج کیا کنا
چُپ ازماؤنے کوں کتی تھی ولی | دروں میں اسے تھی ادک تلملی

ے ن۔ کہ اے ساہیاں گن بھرے بخت ور (ص)

ے ن۔ ولیک (ح۔ص)

لگا رونے سیف الملک سن یو بات — نکل تن تھے گئی تیوں ہوا اُس حیات

غوطا کھائیا ویں منڈی ڈھال کر — سٹیا برہ اگن سوں اپس جال کر

غش ہوا — ڈہلک — ہجر کی آگ سے

ہوا سر تھے سنگین دوک اُسپہ یوں — رکھے پاڑ کوں لاکے کاٹری پہ جیوں

پھر سے — زیادہ غم — پہاڑ کو

رہیا جیو ہونٹاں منے آ اوسے — ہو بے سد عقل سر چڑی جا اوسے

جان لبوں پر آگئی

دیک ایسے حال موہن بدیع الجمال (۱۶۶۰) ہو من ہیں مسلّم پریشان حال

یہ — بالکل

پچھانی کہ یو کچ تو بازی نہیں — حقیقی پرت ہے مجازی نہیں

پہچانی — عشق

او چائی نزک جا اُسے ہات سوں — گلے لاگتی جیو کے سورات سوں

اٹھالی — حرص خواہش

دینی لک وضا سات جیو دان اُسے — سو تحقیق کر پائی ایمان اُسے

وضع

محبت جو جا گہ کیا دل منے — رکھی پاؤں یاری کے منزل منے

جگہ

پلو سات انجو اُس کے پونچھن لگی — بھروسا دے دہیرک سوں بولن لگی

دامن — آنسو — ڈہارس — دلاتے سے

کہ اے میرے من کے سنگاتی اتال — نہ[ف] کر دوک توں ہور نکو ہو نڈھال

توں عاشق میرا کر سچی پائی ہیں — یقین تج سوں ایمان جیو لیائی ہیں

وے کیا کروں نئیں مجھے اختیار — پریاں مج موکل ہیں کئی لک ہزار

مجھ پر مقرر

ف۔ نکو دوکھ تلیں پھوڑ چھاتی اتال (ح)

نہ تدبیر ہے کچ جو حیلا کروں یکایک تسوں کیوں وسیلا کروں
میری ایک دادی سو ہے ایک بڈھاپوں شہر بانو اُس کا اہے نیک ناؤں
جو سیمیں پٹن شہر ہے ایک گنبھیر (جگہ) وہ کرتی ہے واں خسروی بے نظیر
ہے سارول (سب) کوں اس کا بڑا اعتبار کہ ہے سب قبیلے کی او نامدار
ولے جاں تلگ شہر کی باٹ (راہ) ہے وہاں لگ اگن (آگ) کاچ (ای کا) یک گھاٹ ہے
سکت ہے جو پارا جہاں (ہوا دنیا) بھیر سکے ولے نئیں یو قدرت وہاں بھیر سکے
کہ دریا اگن (آگ) کی اُبلتی ہے واں زمیں گرم تانبا ہو جلتی ہے واں
کہی تیوں کرے گا جو لے جاں تُوں کئے تیوں ہے لک مج پہ احسان توں
بھلا ہے جو واں لگ اپے جائے توں کہ حال اپنا مدعا (مقصد دل) پائے توں
کہ اپڑیگی[۱] دو تیرے احوال تئیں قبولیگی دو تیرے اقوال تئیں
کہ دو گن بھری سخت ور نیکنام کریگی تیرا کام ہر کیوں (کیسی طرح) تمام
کہ دھرتی ہے او دوست انسان کوں کریگی بہوت پیار تج جان کوں
جو تیری زباں (رکھتی) تھے او روشن ضمیر سنیگی ترا قصہ یو دلپذیر

۱؎ یہ شعر وجدی کے لکھے ہوئے نسخہ میں نہیں ہے

تو ہر کیوں کرے گی تجے سرفراز　　　کہ ہے شاہبازاں (عشق بازاں) میں توں شاہباز

[ن] میری مائی ہور (ہر طرح) باپ کوں منگلے　　　ملایک کرے گی مجے ہور تجے

کہ دہرتی (رکھتی) ہے قدرت دو اسباب کا　　　ہو خوشحال توں وقت ہے لاب (فائدہ - نفع) کا

ولے تج اکیلا (تنہا) کیرا (کا) انیں ہے کام　　　جو ڈھنڈ کر سکے کاڑ (نکال سکے) اُس کا مقام

سلامت سوں انپڑائے تج میت (دوست) کوں　　　دیونگی سنگات ایک عفریت (جن) کوں

نہ آزار ہوئے تیوں تیرے بال کوں　　　وہاں بھیج دیونگی تج لال کوں

[۱] جکچ غم ہے دل میں سو توں کاڑ سٹ (نکال پھینک)　　　گرد ورد کا مکھ پو تھے جھاڑ سٹ

[ن] تیرے تئیں وو شہزادی ہور اُسکی مائی　　　بہوت کچ سفارش کیاں مجکوں آئی

کیتے وضع سوں کر سفارش تیرا (۱۶۹۰) پڑی تھی گلے انت (بھید) لینے میرا

[ن] ولے کوچ خاطر میں نالائی میں　　　تغافل میں سوں (سن) کر اپس بھائی (ڈالی) میں

[ن]- میرے باپ ہو زمائی کوں دے فریب　　　تیرے من کے مطلب کوں دیویگی زیب (ح)

[۱]- یہ شعر وجدی کے نسخہ میں نہیں ہے۔

[ن] جو اوشاہزادی او تم ذات کی　　　آپیں اپنی ماں مج سوں یو بات کی (ح)

[ن]- سو ہرگز نہ دی انت اُس سات میں　　　تغافل میں بھائی تھی وہ بات میں (ح)

ابھی توں نکو بول کچ اُن کے دہیر　　خجل کر نکو گال میرا سر بر
کہیا شاہزاد امیرا کیا مجال　　جو ٹھیلوں تیری بات لے جگ اوجال
تیرا امر مج سر پہ جیوں تاج ہے　　مجے تج طرف تھے رواج آج ہے
بچن گھٹ کرے یوں ہوے ایک دل　　صبا لگ گمیں باغ میں دوئی مل
اُجالا ہوا جگ میں جیوں صبح کا　　رہے لیٹ اپن ٹھار انجان جا

آوردن مادر شاہزادی بدیع الجمال را نزد سیف الملوک

علامت سوں نیک اختری کا ظہور　　کیا جیوں جہاں میں جہانتاب سور
سو اُس کی سنگات سوں مل اسکی مائی　　بھیتر اُس پریزاد کے ڈیرے آئی
دعا کر کہی یوں کہ اے گلعذار　　عجب آج کا دیس ہے کامگار

ن - کئے دونوں مل عہد یوں استوار　　صبا لگ گمے باغ میں ایک ٹھار (ح)
ن - جو برکت ہوا وہیں شبستان جا (ح)
ن - صبا اُس دلارام کے گھر کوں آئی (ح)

غنیمت ہے یو فرصت آرام کر توں کل شرط کی تیو پنچ اب کام کر
کہی شرط کل کی بجا لیاؤ نا تیرا درس (صورت) اس آج دکھلاؤ نا
نکو ٹھیل (رد کر) دے توں میری بات اٹال (آپ) میرا ددو پی ہے سو کرتوں حلال
جو بیٹی میری بہان (بہن) تیری اہے توں اُس تھنے سگی (حقیقی) میری بیٹی اہے
کلیجا کتے سو میرا توں ہے آج سچ ایمان مج جیو (جان) کیرا (کا) توں ہے آج
توں آج (تجھے) اُس دکھی یار کوں یاد کر دکھا درس تیرا اسے شاد کر
جدائی تو نیں کچ ہمن (ہم) تین میں توں یک نام کر لے دنیا دین میں
کہونگی تجے تو بدیع الجمال جو اس بیوا کوں کرے گی نہال
منت (التماس) میری خاطر ہیں لیا ہر سند کہ رہگا تیرا ناؤں (نام) ازل تا ابد
جیوں اس بات پر تھے چھوٹی گدگلی سو راضی ہوئی وہ چنچل چلبلی
محبت منے دیک اُس کا خیال قبولی دو کئے بتول (کہنے کے مطابق) بدیع الجمال
جما کر خوشی من کے سو رات کی کئے گرم مجلس خوش اُس رات کی
کدورت (یعنی غم و غصہ) سوں جیوں آرسی (آئینہ) پاک ہو اثر سات سر سوں طربناک (خوش) ہو
سو چار و ملے خوش ہو دیں ایک ٹھار سو بیٹھے (پھر سے) لطافت سوں مجلس سنوار
اد یک (بہت) گرم صحبت سو خوش سات ہوئی ٹلیا دیس (دن) باتاں میں سو رات ہوئی

ڈوبیا سور مہتاب آیا نکل — برسنے لگیا صاف چندنا نچھل
ستارے جھمکنے لگے ٹھار ٹھار — چھپیا جا کے ظلمات میں اندکار
اوجالا ہوا صاف یوں چوکدن — زمین کوں نگر لائے تھے گھس چندن
صفا دار اس بزم کے نور تے — جھلکتے اتھے شمع خوش دور تے
ہریک ٹھار پر شمع کی روشنائی — جکا چوت سو چو کدھن جگمگائے
منگائے نچھل مست رنگیں شراب (۱۷۲۰) — صراحیاں بھرے پانچ کیاں بحساب
پھرانے لگے پیالے یاقوت کے — سٹے میانے بادام لیا قوت کے
وو گنونت شہزادی ہور اسکی مای — ادھی رات لگ وقت اپنا گمای
رضا لے چلیاں واں تے اپنے مندھیر — ہوئی یاں خوشی زیاست دونوں کوں پھیر
اتھے بھید من میں ہوئے مست خیال — وو سیف الملوک ہور بدیع الجمال
جو دیکھن لگے خوب اچھیں کوں ایک — انکھیاں میں رہے کہوب اکیس کوں ایک
کہ تھے ایک تے ایک صاحب جمال — متی ہو محبت کے اوجگ اوجال
ہلوں ہلت میں ہات لینے لگے — چپے لگ محبت سوں دینے لگے
بدن دوطرف تھے جو آیا اوبل — ہوئے محو آپس میں آپیں پگل

نسخہ: بدن پاک دو دہرا اُبلنے لگیا — یکس کا سو یک دل پگلنے لگیا (ح)

کہ توں کون ہے ہور کدہر کا اہے — جو عشق اس سہیلی سوں دہرتا اہے
تیری ذات آدم بدسے وو پری — (١٨٠٠) تسوں جفت کیوں ہووے وو گن بھری
کہ ہے وہ چنچل پدمنی آتشی — تج آتش سوں گمنے کوں کیوں ہوی خوشی
کیوں اُس نار سوں ہوسکے جفت توں — کہ دیکھیا اہے یو مگر مفت توں
میری جان کوں بہوت مشکل بدسے — کتا کیوں وو تج یک تن یک دل دسے
سنی ہوں پریاں تجھے مجے یاد ہے — بڑا بیوفا آدمی زاد ہے
وفا آدمی زاد میں کچ نہیں — جہاں کچ وفا نئیں وہاں عرج نہیں
میں کس دہات بر لیاؤں تیرا مراد — کہ مج دل کو لگتا نہیں اعتماد
سنیا شاہزادہ جو اس بات کوں — اٹھیا بول اُس وقت اس دہات سوں
اگن عشق کی پھیر اس بات تے — اُٹھی سلگ کر اُس جلے ذات تے
کہ اے نجوتر بائی گن گیان کی — توں سمدور سچلی ہے عرفان کی
اچھو عمر دنیا میں تیرا دراز — کہ توں فی الحقیقت ہے آدم نواز

ن ۔ کہی تو کہاں کا ہے خاکی نہاد — جو دہرتا ہے اُس نار سوں اتحاد (ح)
ن ۔ سو کس دہات اے مرد خاکی نہاد — ترو دسوں بر لیاؤں تیرا مراد (ح)
ن ۔ کرو جم الٰہی تجے سرفراز (ح)

جکچ توں کہی سو مجے سچ کہی — ولے سُن کہتا ہوں تجے ہیں سبی
لگیا ہے مرا دل اوسوں صبح و شام — بھری ہے میری ذات میں اوتہام
اگر پوچھتی ہے تو منج بالے بال — بدیع الجمال ہے بدیع الجمال
ہیں اُس نار کا پاک عاشق ہوں کر — بجیا ہے ڈھنڈورا نوا کاس پر
اوتم ذات اونار آتش نہاد — ٹھنڈی منج لگی آب تھے بی زیاد
نہ کچ منج میں ہور اس منے فرق ہے — یو تن اس کی پیرت منے غرق ہے
بجیا ہے میرا ہانک ملکے ملوک — ہدن کا منتا ہیں ہوں سیف الملوک
ہیں وو آدمی ہوں جو سب تھے اوّل — دیوؤں جیو اُس شہپری کے بدل
جم اُس موہنی کا وفادار ہوں — سدا جیو سوں اُس کا خریدار ہوں
بہوت دو کہہ دیکھیا ہوں میں اسکے تئیں — جنگل گھاٹ کوئی نین نہ دیکھیا سو ہیں
پھریا ڈونگراں ڈونگراں دور کے — کیا دوڑ لئی گشت سمدور کے
کہ اُس کے بدل ہیں جفا سیں لے — جیا جالیا ہور سینا پیس لے
پھریا سر لے میں دو کہہ کے ڈونگراں — کیا تل اوپر سات میں سمدوراں

ع جنگل جا کوں ہو سو ڈھونڈیا ہوں میں (ح)

سکل کوٹ چوگرد بھنگار کا — برستا ہے واں نور کرتار کا
مرصع کے چوندہیر تھے بھانچ اسے — رکھے ہیں ازل تھے نگر بانچ اُسے
بندے ہیں چھجا اُسپہ الماس کا — منڈپ اوسپہ تانے ہیں آکاس کا
سونے کی ہے چوندہیرا اونچی دوار — جڑت کے کنگورے اوپر ٹھار ٹھار
لگیا ہے بڑا باغ اُس آس پاس — صندل عود اگر کے بیرک بے قیاس
ہراک ٹھار امرت کی تاثیر کے — بہتے ہیں نخل کالوے نیر کے
دیے ہیں ہریک ٹھار ڈیرے بلند (۱۷۸۰) تناباں مرصع کے ہنیجاں کوں بند
نہ تھا شہر عالم میں اس ہات کیں — ہوا دیک شہزادا حیران وہیں
لگیا فکر کرنے جو اُس ٹھار پر — کہ خیما شہر بانو کا ہے کیدہر
دیا اُس کوں عفریت جیوں آ نشان — سو نزدیک شہزادا آیا پچھان
اکھنڈ پاچ کا واں دیکھیا ایک تخت — اُس اُپرال او ماوٗلی نیک بخت
شگفتہ ہو بیٹھی ہے خوش داب سوں — کھڑیاں ہیں پریاں سب ل آداب سوں

ن۔ کھلے ہیں چمن در چمن بے قیاس (ح)

ن۔ موتیاں کا

مکلل ہے کسوت منے نور کی　　　تجلی دیپے مکھ اوپر سور کی
زرین کپڑے۔ لباس　　　منہ　چمکتی
او عاشق چلنہار عفریت سات　　　کھڑیا سامنے جا روشن ریت سات
چلکر　　　سلیقہ　آداب
انگے ہو کیا شاہزادہ سلام　　　سو دیتی علیکی پھر او نیک نام
جواب سلام
کہی توں سلام آنہ کرتا منجے　　　تو کرتی بلا عذر ٹکرے تجے
کہ دیواں و پریاں کوں اس ٹھار پر (۱۷۹۰) سکت نیں ہے آنے کی یوں بے جگر
بےخوف۔ گستاخ
اتھا سخت تیرا کلیجہ بڑا　　　جو آکر میرے سامنے توں کھڑا
سوئیں آ کہا شاہزادا او سوں　　　کہ منج تے ہوا ہے گنہ بخش توں
اس سے
بدیع الجمال اُس لکھی سو جواب　　　دیا ہات میں جا کر اس کے شتاب
ن
پڑی سر بسر جواب وو کھول جیوں　　　رُخ اُس کی طرف کر اٹھی بول یوں
دیکھی حرف در حرف مشغول ہو　　　سو خاطر میں اپنی کھلی پھول ہو
وو مطلب اُسے خوش موافق لگیا　　　یو عاشق او معشوق لائق لگیا
قابل　معلوم ہوا
دیک اس کے کد ہیں مہروانی ہیں آئی　　　نزک بیلا ہمزبانی میں آئی
طرف　مہربانی　　　بٹھاکر　ہم گفتگو کی
سکل صورت اُس کی نجھانے لگی　　　ادک فرح پر فرح پانے لگی
بغور دیکھنے لگی　　　بہت　خوشی

ن جو اُس جواب کوں کھول پڑنے لگی　　　ہنایت کوں اس کے انپڑنے لگی (ح)

کری خوش عبارت سوں تحریر یوں (۱۷۵۰) لکھی عشق تازہ کی تقریر یوں

جو ہر بول پر او پگل نیر ہوئے
پگل نیر ہو آپنے دہیر ہوئے

لکھی ہر سطر سو سطر سحر کی
اُس اوپر ال دیں مہر کی مہر کی

نچھل گن بھری شہ پری بے مثال
سو لکھن چتر دہن بدیع الجمال

ادب کی روش سوں سراپے حساب
لکی اپنے ہاتاں سوں دادی کوں جاب

بلا کر کہی ایک عفریت کوں
میرا امیت ہے ایک اس میت کوں

لیجا کاڑ سیمیں ٹپن لگ شتاب
ملا میری دادی سوں ہور لیا جواب

کہہ اُس شہر بانو کوں میرا سلام
جکچ مدعا ہے سو اُس کا تمام

لیکر آولے اپنے خاطر منے
کہ آیا ہے وو آس کر تج کنے

وو فرمائی تھی نیو پنچ عفریت سو
ملک زادے کن آئیا دوڑ دو

کہا اے جگا جوت نوری نہال (۱۷۶۰) منجے بھیج دی ہے بدیع الجمال

تجے اپنی دادی کن انپڑاؤ کر
خبر انپڑیا سو ترت لیاؤ کر

چل آ توں میرے سات یک تل منے
تج انپڑاؤنگا اس کی دادی کنے

ن۔ وو عفریت فرمان بردار دیں
چلیا اُس کے من میت کے ٹھار دیں (ح)

نظر راکھہ سیف الملوک پر قضا ۔۔۔ سراندیل کے شہ سے لینا رضا

وو ساعد کتے سو ننھے بھائی تھے ۔۔۔ دو شہزادی ہور اُس کیری بائی تھے

دعا منگ لے عفریت کی پیٹھ پر ۔۔۔ چڑیا جو کہیا او انکھیا موں پچ کر

جو سیف الملوک جیوں انکھیاں موں نچیا ۔۔۔ وو عفریت وہیں واں تے حملہ کیا

اُڑایا کبوتر کر اُس جان کوں ۔۔۔ چلیا ہور لگیا جا کہ اسمان کوں

النگ آگ کا گرم سمدور گھاٹ ۔۔۔ پکڑ راست سیں ہٹن دھیر باٹ

جیوں اُس شہر کیرے نزیک آئیا ۔۔۔ انکھیاں شاہزادے کوں کھولو کہیا

اُتاریا جو اس شہر میں جا اُسے (۱۷۰) عجائب دسیا واں تماشا اُسے

دیکھیا جیوں انکھیاں کھول سیف الملوک ۔۔۔ سو لاگے عجب واں کے بستی لوگ

پریاں کا چ غوغا ہے در ہر مکاں ۔۔۔ نہیں آدمی زاد کا کئیں نشاں

زمیں واں کی دستی ہے جوتی تمام ۔۔۔ کہ کنکر نہ تھے واں تھے موتی تمام

ن بشگفتہ ہو سیف الملوک لال دمیں ۔۔۔ سراندیل کے شہ سے در حال ویں (ح)

ن ۔ رضا لیکے ہمت سوں دل دہیٹ کر ۔۔۔ چڑیا جا کے عفریت کی پیٹ پر (ح)

ن ۔ پون ہو لگیا جا خوش آسمان کوں (ح)

ہوے سُدھ گنوا بے خبر دو جنے — سُتے مل کے دیں یک بچھانے منے

ولیکن اُنن میں نہ تھا کچ خیال — (۱۷۳۰) کہ تھے پاک دامن ہیں دونوں کمال

جکوئی پاک عاشق ہے باول ہنیں — وو سنگین ہے کچ اوتاول نہیں

یقیں جان توں عشق جاں پاک ہے — طلب نفس کا اُس انگے خاک ہے

صبا جو رین میں تھے پیدا ہوا — جو مشرق کدن تھے ہویدا ہوا

چھپیا چاند جا سور کی تاب تھے — یکایک اُٹھے جاگ دو خواب تھے

چلے اپنے خیماں ہیں جھٹ پھانک ہو — رہے دونو دو دو پہر تھے دو آنک ہو

سو سیف الملک رات کے ذوق سات — کلینے لگیا اُس وضع شوق سات

کہ کیا کچ مبارک تھی رات آج کی — مگر حور آئی تھی معراج کی

عجب فیض پایا ہیں اس رات ہیں — کہ معشوق آیا تھا مج ہات ہیں

مجے عشق کا مست انپڑیا شراب — سُتا تھا میرے گود ہیں ماہتاب

یہی ذوق جیتا ہوں لگ بس مجے — (۱۷۴۰) یہی رنگ بس ہے یہی رس مجے

ع۱۔ او تو پاک دونوں جنے ایک حال (ح)

ع۲۔ کہ ہے آج اُس پہ اُس مجے (ح)

چڑیا تن کوں کس دل کوں امس ہوا بڑا جس ہوا منج بڑا جس ہوا

قوت ہمت قوت

فرستادن بدیع الجمال سیف الملوک را در شہر سیمیں پٹن

جو[1] اُس باوری کا پری زاد کوں لگیا باؤ اُس سرو آزاد کوں

دیوانی ہوا

چڑھی عشق کے خوش ہنڈولے منے پڑی جا محبت کے جھولے منے

ہوئی جیوں کہ لیلی سو اس لال کی بھنور ہو کے اُس پھول کی ڈال کی

بھنورا

پریشانگی میں لگی پھیر نے لگی برہ دریا منے تیر نے

ہجر

غُطے بے سُدی ہو جو کھانے لگی سو حیرت میں پڑ رنگ پھرانے لگی

غوطے بیہوشی بدلنے

دیوانی ہوئی سدھ سُٹی ذات کی لگی خوب صحبت اثر رات کی

ہوش گنوائی

جو پائی خبر پھر کتینک بار کوں خبردار ہوئی جوں صبا ٹھار کوں

سکا صبح

سکی اپنی دادی کوں تب یاد کر ربی نام لے نامہ بنیاد کر

خدا کا نام شروع

---

[1] نوٹ:۔ ذیل کے گیارہ اشعار نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے صرف ایک نسخہ میں ہیں اور آغا حیدر حسن صاحب کے پاس کے نسخہ میں جو وجدی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

بہوت مارکاں پیچ کے دیکھیا — تماشے تماشے جگہ دیکھیا
میرے دردو دکھ کوں نہایت نہیں — میرے اودسے کوں جو غایت نہیں
توں ہی نیوں سنیگی میرا درد اگر — عجب کیا جو جاوے سینا تڑخ کر
غریبی مری کچھ برنے کی نہیں — حکایت میری بیگ سرنے کی تئیں
بچن بولتا ہور روتا اتھا — بھرا رنگ تغییر ہوتا اتھا
جو یاد آئی وو وہن سو ہو چرخ ویں — ہوا بے خبر پھر سینا ترخ ویں
دیکھی شہربانو کہ سنجنتیچ یو — (۱۸۳۰) ہوا ہے گم اس کے پرت پیچ یو
سمج لی اسے عاشق پاک کر — ہوا ہے برہ کھرگ تھے چاک کر
کہی جو بھلا اس کے حق پر اتال — جو واقف ہوا اس کو کروں میں نہال
تریک آپنے پیار سوں ویں بلائی — بہوت مان دے تخت پر بیسلائی
کہی غم نکو کر توں خوشحال اچھہ — کھلیا تازہ جیوں پھول کا ڈال اچھہ
کہ ہر کیوں کرونگی تیرا کام میں — دلاؤنگی تج اودلارام میں
کھلاؤنگی غنچہ تیرے آس کا — دپاؤنگی تارا تج آکاس کا

عن۔ کہی بعد ازاں یوں کہ اے غم زدے — ہنٹ ہات اپس بیخودی کے نہ دے (ح)

لگاؤنگی مرہم تری ریش کوں ملاؤنگی تج سوں تیرے خویش کوں

جنی ماں ہو فرزند پائی اُسے دے اس دہات تقویٰ جلائی اُسے

بجد اُس کی ہوئی کارسازی منے چیت اُس کی رکھی فرازی منے

طلب سارے دیواں کوں کر ایکبار (۱۴۴۰) جما کرنے فرمائی سب ایک ٹھار

تمام اپنے لشکر حشم پہار سوں مل اس تملاتے جلنہار سوں

ہوا کے اوپر دو طرف باند صف چلی ویں گلستان ارم کی طرف

نزک گلستان ارم کے جیوں آئی سو یکٹھار شہزادے کوں مبیلا ئی

چلی شہر ہیں آپ خوشحال سوں ملی جا کہ فرزند شہبال سوں

بستہ بردن دیوان سیف الملوک را پیش پادشاہ دریائے قلزم

جہاں جانیاں جس نگہبان ہے نہ اُس کی کدہیں ذات کوں نہ بان ہے

عجب کچ سجایا ہے اس ٹھار کا عجب کھیل کچ یاں ہے کرتار کا

نٹ۔ اپی اپنے دل ہور اقبال سوں چلی ملنے فرزند شہبال سوں (ح)

کہ جس ٹھاؤں او عاشق نیکنام — ایکیلا رہیا جو اتھا کر مقام
سو وو ٹھاؤں اوتار کچ ٹھار تھا — جنت کے گلستان کے سیار تھا
کھلے تھے کیتک جنس کے پھولواں — بو کے بن نہ تھی ناؤں کوں ہولواں
ڈبے تھے چمن سب سر پھول میں — کتے جنس کی باس ہر پھول میں
پون باج واں کوئی مالی نہ تھا — کسی پھول تھے بن وو خالی نہ تھا
کہیں رائی چنپا کہیں سیونتی — کہیں موگرہ ہور کہیں رینوتی
کہیں یاسمن ہور مدن بان کئیں — کہیں تاج سرخ ہور ریحاں کئیں
کہیں لال ہور کیں رنگیلے گلال — کہیں پھول صد برگ کے بے مثال
کیتک اس منے پھول کیتے کلیاں — دیکھیں تو نین کوں اٹھیں گد گلیاں
کہیں تختے انگور کے بے بدل — کئیں انجیر و انار شیریں نچھل
کہیں سیب ہور کئیں اناس خوب — کیتک جنس کے میوے خوش باس خوب
کئیں اخروٹ، بادام، پستے نفیس — کہیں جوز چلوزہ ستے نفیس
خوش ایسے اچنبے گلستان میں — لگیا سیر کرتے اپن دھیان میں
ٹھنڈی کچ ہواواں کی جیوں اسکوں بھائی — سو یک جھاڑ تل خوش اسے نیند آئی
قضارا او اسفند کیرا پرا — جو اس شاہزادی کوں لیکر اڑا

رکھا جو اتھا قید کر بند سوں — جو نیند اس کی باندیا اتھا دند سوں
دشمنی سے

دوکھی اس پرے کا بڑا بھائی ہو — مسلم سنک آرام تھے ہات دھو
بالکل چین

طلب کر پریاں کوں سو کئی لک ہزار — کیا سب کو تاکید یوں بے شمار

کہ ماریا جنے بھائی کوں ہیرے کوئی — سو وو آدمی باج دسرا نہ ہوئی
بغیر دوسرا

ڈھونڈو جا کے مشرق تے مغرب تلگ — کرو تل اوپر ملک یکدہر تے جگ

تفحص سیتی ہر سند پاؤ اسے — ہیرے پاس جیتا پکڑ لیاؤ اسے
تلاش

چلیاں وہیں پریاں ڈھنڈلیتیاں اسے — سو پھرنے لگیاں پوچھتیاں ہر کسے

اتن ہیں تھے کیتک پریاں پاپیاں — ملک زادے کے حق پہ او دہائیاں

یکایک آیاں اسی بن منے (۱۴۷۰) سنا اس کوں پایاں اسی بن منے

نزیک آ تمام اس کوں کیتا ہشیار — کہیا کوں ہے توں تیرا کون ٹھار

نہ تھا اس بچارے کے تئیں فام کچ — یکایک کھڑیا سر پہ آ کام کچ
کرکے معلوم

سمج یوں پچھانیا کہ سب یو پریاں — اسی ٹھار کیا ہو ٹینگی سندریاں

جکچ تھا قصا آپنا سر بسر — کہیا اس پریاں دھیر نا جان کر
قصہ

وہیں وو پریاں اس اپر ٹٹ پڑیاں — ہوا کے اوپر لے اسے وہیں اڑیاں
لے

چلیاں گلستان ارم تے النگ — پچھونڈے بندیاں زور ورزور تنگ

پڑی اُس کے گردن پہ جیوں یو بلا — نہ سہہ سک جفا تلملا تلملا
کہیا شاہزادا یو کیا حال ہے — یو کیا قہر ہے جو مج اُپرال ہے
دیاں جاب سب وو پریاں یوں اُسے — توں سنپڑیا ستم پوچھتا ہے کسے
پڑا جو ہوا ہے تیرے ہات سوں (۱۸۸۰) لگیا ہے فکر اس کیرے بھائی کوں
وو دریائے قلزم کیرا راج ہے — شہاں ہیں بڑا سو وہی آج ہے
ہمیں اُس کے فرمان بردار سب — تجے ڈھونڈتے تھے ہر یک ٹھار سب
لجاتے ہیں تجکوں اسی پاس اتال — بچانے تیرا کس و ضا ہوئے حال
بہر حال اُس لیگیاں راج پاس — سو دیک راج اُسے تند ہو بیٹھیا بس
او ماتم زدا جیوں اسے دیکھیا — سو ٹکڑے کرو کر اشارت کیا
کہیا بیگ جلاد کوں مار اُسے — وو جلاد نا مار کر پیار اُسے
کہیا اُس شہنشہ کوں اپنے ہات جا — کہ اس مارنا خوب نئیں اس وضا
سو رکھیں جیوں اُس کے تئیں بند کر — جو جھر جھر فداباں تھکے یو جائے مر

ن: اٹھا ایسے میں پر وہاں اس کا گنبھیر — بوجھا آگ اُس کا ٹھنڈا کر سریر (ح)
ن: کہیا یوں کہ اے خسرو جن و انس — دنیا میں بڑی اک بلا ہے یو جنس (ح)

اسے مارنا خوب نیں ایک بار عذاباں سوں رکھنا اسے ایک ٹھار
جو تھیر تھیر اپس میں اپیں صبح و شام (۱۸۹۰) دیوے چھوڑ وقت سوں جیوڑا تمام
اگر مارتے ہیں تو ایکیچ بار وہیں جیو دیکر سو مرتا ہے ٹھار
کہے تیوں بند اُس سزاوار ہے ولے کیا رضا شہ کی استھار ہے
جو جلاد تھے شہ سنیا یو بچن[ن] سو فرمائیا تیوچ کرنے جتن
رکھیا[ن] شاہزادے کوں جیوں بند میں بہر یاد دک بند سے بند کے پیوند میں
پڑا درد اُس عاشق پاک کوں ہوا بند میں اُس دردناک کوں
لگیا رُونے ہور سینا پھاڑلے سکت نیں جو واں تے اپس کاڑلے (نکال)
دسے بخت (قسمت) پھر اس پہ دند کے سار سو مرنے کے کارن ہوا اختیار
خدایاج بھی اُس نہ تھا کوئی ترک (دشمن کی طرح) کرے[ن] یاد اُس شہپری کوں اوک
دکھوں تے اپس میں ہوا یوں ملول نہ تھا آدمی کا کچ اُس میں اصول

[ن] سن اس بات کوں وو غضبناک ویں سینے کوں غضب نے کیا پاک ویں (ح)
[ن] نہ مار اُس رکھو کر کہیا بند میں رکھے بند میں سو رہیا دند میں (ح)
[ن] لگیا تلملن گھابرا ہوا دیک (ح)

پڑیا دور جیوں آپنے خویش تے   سو تازا کیا ریش کوں نیش تے
نہ کچ فہم اس میں نہ کچ گیان تھا   اُسے قوت معشوق کا دھیان تھا
جو وو ماولی گن بھری بے نظیر   سو لکھن ونتی شہر بانو گنبھیر
سو اُس پاک عاشق جلنہار کوں   گرفتار ہو تلملن ہار کوں
رکھے ٹھار پر ہیچ کر جان سے   خوشی بے نہایت اپس آن لے
ملی جا کے جیوں اپنے فرزند کوں   نچھل نور دیدے خردمند کوں
ہوا ماں کوں دیک شاہ یوں شادماں   جو گل گل ہو کیتا دُعا آسماں
او تربات میں وو ٹھنڈی ہیپٹ کی   کہی حال اُس جان کے بیٹ کی
سو کرسی اوپر پیلا بات کوں   کئے شاہ شہبال کی ذات کوں
کہی حال سیف الملک کا تمام   سنائی قصا اس کے دوک کا تمام
سو شہبال او سات اُس تل منے   محبت پکڑ آپ نے دل منے
کہیا اپنی ماں کوں کہاں ہے وو جواں   دیکھن اُس کوں تپتا ہے میرا پراں
کہی شہر بانو میں اُس جواں کوں   سواتے دفنت سات لے آئی ہوں
فلانے چمن میں رکھی ہوں اُسے   یکایک ڈری لیا نے تج کن اُسے
کہ آدم ہو وو آدمی سو کہیں   کسی وضع ہمنا سنپڑتا نہیں

مبادا کرے گا نوں اُسکوں ہلاک — بہت یک بیرے دل منے تھا یو دہاک (خوف)

سو درحال شہپال شہ بختور — پریاں کوں دیا بھیج اُس لیاؤ کر (لانے کے لئے)

بولا بھیجیا بھیج کیتاک پری — سو جا اُس گلستان میں گن بھری

جو اتریا انتھا شاہزادا جہاں — وہاں جا یکر دیکھیاے وہاں

دیکھے ڈہنڈ چمنے چمن ٹھارے ٹھار — نپائے کہیں سو لگیا خار خار (کھٹکا)

کہیاں شاہ شہپال کو جائیکر (۱۹۲۰) کہ وو جان دسنا ئیں اسٹھار پر (نظر آتا نہیں — اس جگہ)

فکر زاد ہو پھر کہ آتے براں (فکر مند — وقت) — کہیا یک پر اسامنے ہو کے واں

کہ دیکھیا ہوں میں خوب اُس جان کوں — تچھل حسن کے اُس او تم بھان کوں (خوب سورج)

پری یک جماعت کی جاتی اتھی (گروہ کے ساتھ) — ہوا پر اُڑا اُپس لجاتی اتھی (آپسے)

شگفتا نہ تھا سخت دلگیر اتھا (بحال) — ولے میں نہ پوچھیا سو تقصیر اتھا

سُن اس دہات اُس جواں کے حال کوں (طرح) — کہے آئے کر تیو پنچ شہپال کوں

سو شہپال بن شاہ رُخ جیوں بات (اسی طرح) — سنیا سو لگیا تلملن دہات دہات (طرح طرح)

جو تھا شاہ خوشحال جیوں پھول کھل — سٹیا سوچ آپیں ہوا وین خجل (علت سو یو بات سن کر)

کمر شہر بانو کی پیٹی وہیں — پریشانگی دل میں بیٹھی وہیں

جو اس حال تے دھن بدیع الجمال — خبر پائی سو سُد گنوا ہوی نڈہال (ہوش)

پڑی نہیں اوپر جو نہ تھا تاب اُسے (۱۹۳۰) سو چھڑکیاں پریاں ہو کہہ گلاب اُسے

کیتیک بار کوں پھر جو ٹک ہوش پائی — سو اُٹھ کر ہلوں اپنی دادی کن آئی

کہی اے سکی کیا کروں میرا تال — کہ دستا ہے اُس باج جینا محال

میرا جیو تھا سو وہی پیو تھا — کہ اُس پیو پر لئے مرا جیو تھا

اُسے واں بکٹ چھوڑ کر آئی توں — سنگات اپنے کی نا اُسے لائی توں

کتی کس وضع کام توں ہائے ہائے — کدیاں نیں رکھی فام توں ہائے ہائے

کری کام اتا نہ پورا کری — دہتورا دے مجکوں دیوانا کری

دیوانی ہوں ہیں وو دیوانا کہاں — وو دانشوری کا ہے دانا کہاں

کدہر گئی وو روشن ضمیری تری — یو کس دہات کی دستگیری تیری

ادہر لگ میرے لیا کہ امریت کوں — پھر آکر لیکر گئی توں اس ریت کی

اگر ہوسے تو پھر تج سوں ہونا یو کام (۱۹۴۰) نہیں تو مرا کام ہے یاں تمام

جیوں اس دہات وو چلبلی بول اٹھی — چھپے راز کوں آپنے کھول اُٹھی

سو لک دہات دلگیر وو ماولی — ہوئی ویں پگل نیر وو ماؤلی

ت۔ پریشان مج دے دہتورا کری (س)

چلی آپ تے پوت شہبال کن   جکا جوت اوخسروی لال کن
کہی اے میرے مَن کے بن کے نہال   کہ یو کام تجھوں ہے نسبت اتال
یکا یک جو یانتے ہوا غیب وو   سو تج شاہ کوں ہے بڑا عیب یو
ترے ملک میں تے ہے قدرت کسے   جو یوں کاڑ چوری لجاویں اُسے
ہر ایک دہات سوں کر تو پیدا اُسے   تفحص ستی ہر سند پا اُسے
کہ عاشق ہے اس کی بدیع الجمال   مبادا ہووے اُس کے تئیں پائمال
مگر شاہ دریائے قلزم کے لوگ   عداوت سوں سورا کتے ہیں یو روگ
کہ اس کے جو یں مار کر بھائی کوں (۱۹۵۰) سراندیل کے راج کی جائی کوں
یکیلا اپیں کاڑ لیا یا اتھا   سو ما باپ سوں لیا ملایا اتھا
اُسے مکر سوں دند کر اودندی   کیا آج تج تے مجھے شرمندی
توں فرزند ہے گر مرے پیٹ کا   تو یاں نیٹ کر وقت ہے نیٹ کا
مہروان ہو اُس دردمند پر   توں اپناچ کر جان فرزند کر

ن۔ سُنی شہربانو جو اُس کے بچن   پشیمان ہو آئی شہبال کن (س)
ن۔ نہ دیکھی کدھیں کام ایسا محال۔ (س)
ن۔ اسے توں اپے آج ماباپ ہو   کہ تج بن نہیں کوئی ماباپ سو (س)

کر اس وقت پر اس کی حق یاوری — دکھا آج جگ میں تیری داوری
میرے من کوں سنتوس سوں پور کر — یو شرمندگی مج تے توں دور کر
کہ نادان بالی بدیع الجمال — تیرا جیو ہے ہور تیرا ملک و مال
اُن اپسیں جو ہونا کہتی ہوئینگی — وہی پیو ہو ناکتی ہوئیں گی
جہاں تھے کھڑیا آج یو کام یوں — توں کہہ تا تجے ہووے آرام کیوں
لگا عشق اُس جان کا پھر اُسے (۱۹۶۰) مسلم دیوانا کرے پھر اُسے
اسکے سر تے جیو توڑے آپنا — وو کونلا سینا پھوڑے اپنا
دنیا بیچ یوں بول رہ جائے گا — خلق کوچ کا کوچ کہہ جائے گا
کر استھار پرستی توں آپ ہو — ترت اُس بچارے کوں ماباپ ہو
سو شہپال شہ فتح کے کھرگ سکا — دلاور نپٹ باگ کے ورگ کا
فتح کے دمامے پہ لکڑی کوں ٹھوک — چلیا لاٹ کا ٹھاٹ سنگات لوک
غصیالا ہو شمشیر کوں ہات لے — سرب دل کوں سب اپنے سنگات لے
سلح ہور سنجوت سوں سر بسر — پریاں ہور دیواں کوں ہستید کر
یکا ایک جاگے پہ تے جیوں ہلیا — جیوں اسمان بادل کے دل سوں چلیا
مبادا نوی کر زمیں بہار سوں — ہوا پر رہیا آپنے بہار سوں

جو دیکھے دل اُس شاہ کے کوٹ کے سو جھکے مُلک عرش کے گوٹ کے

دکھیت سلح سنجوت کا لک لکاٹ گیا سو رکیرا سینا پھاٹ پھاٹ

یکایک نظر جیوں پڑیا وو ہجوم ہوئے گھابرے کھلبل سب نجوم

اُٹھیا غل جہاں کا نہاں بے قیاس گئی یو خبر شاہ قلزم کے پاس

کہ شہبال بن شاہ رُخ بادشاہ دلاور جہانگیر انجم سپاہ

تیری سب ولایت کوں پامال کر وو آتا ہے تیرے اوپر چال کر

سنیا شاہ قلزم جو اس بات کوں دیا بھیج حاجب کوں اسدہات سوں

کہ آنا تمہارا ہوا کیا سبب مرے من کوں لگتا ہے بہوتچ عجب

کسی کوں نہ تھا آج لگ یو مجال جو تج ملک اُپرال کر آئے چال

خلاصا جو کچ ہے سو کہہ کھول کر شتابی سیتی بھیج دیو بول کر

کہ خوبی نہیں کچھ تمیں آئے سو شتاب یو الغار کر دہائے سو

خبر اُس وضا کی لے حاجب شتاب جو حاجب انہا لیونے کوں جواب

سو شہبال شہ خسرو بے نظیر دیا جاب حاجب کوں یوں کر گنبھیر

کہ تم جو گلستاں ارم سے جسے پکڑ لیائے ہیں بھیج دیو و اُسے

عشہ - سنگات اپنے لے بے نہایت سپاہ (س)

جو وو آدمی ہے مرے پیار کا نہیں کوئی دنیا میں اُس سار کا

مروت سوں دیونگے تو جاؤں گا وگرنیں تو تمنا پہ چل آؤں گا

ویں یکدہر تے دریائے قلزم کوں جال کرونگا تمن سب کے تئیں پائمال

دیے باج اُسے یاں تے ہلسوں نہیں کہ گاڑیاں ہوں رن نھانٹ ٹلسوں نہیں

دو حاجب جیوں اُس دہات پایا جواب کہیا آپنے شہ کوں یوں جا شتاب

رکھیا ہے جسے توں نپٹ بند سوں اُسی آدمی زاد کے دند سوں

ادک گرم ہو تج پہ آیا اہے (۱۹۰) اُسے بھیج دیو کر کوایا اہے

وگرنیں تو منگتا ہے لڑنے تیوں سرب دل سوں اپنے جھگڑنے تسوں

بہت لشکر آیا ہے اُس کے دنبال یکایک اُسے یاں تے جانا محال

سُن اس بات کوں شاہ قلزم وہیں نہ لیا تاب پھر ہو کے برہم وہیں

کہیا جا کے اِنبار یوں بول اُسے کہ آیا ہے توں ڈھونڈ لیتا جسے

سلامت سوں وو نیں ہے اس ٹھار پر کہے دن ہوئے اُس جیوں مار کر

عن رہوا ہے دو آدم تو

عن ۔ وو کر چال آیا ہے تیرے اوپر کتا ہے اپس کوں اُسے دیو کر (س)

عن ۔ کہ سمجھا ہوں میں خوب اس کا خیال (س)

توں اپنے سب دَل سوں جا یاں تے بھاگ نہیں تو تجھے میں کروں گا ہلاک

نہ ہو اُس کے پیچے چھوڑ دے یو خیال جیوں آیا ہے توں جا توں یاں تے سنبھال

نکر تیز آپس اس شتابی ستی نہ ہو تند جا یک رکابی ستی

پھر اکا نہ ہو چھوڑ دے شاند توں عداوت نہ لے منج تے یاند توں

نکو کھول فتنے کے موندے کواڑ (۲۰۰۰) نکو توں ستم منج کوں بہار کاڑ

کہ ہوں آفت روزگار آج ہیں جو نکلوں سب دَل سوں بہار آج ہیں

تو یکد ہیر تے دیں خرابی کروں دندے کے اوپر فتح یابی کروں

غصے سات اس دہات کہہ بھیج دیں ہوا مستعد بیگ لڑنے کے تئیں

جنگ کردن شہبال با شاہ قلزم
و خلاص نمودن سیف الملوک

کہنہار یوں قصہ حرب کھول کہے اُس وضا سوں زباں جب کھول

کہ شہبال بن شاہ رخ بے نظیر جو حاجب تے کڑوے سنیا بول پھیر

نپٹ زہر سوں تلخ کر دہات کوں لیا پیچ جیوں اژدہا ذات کوں

ہوا تند ہور تیز ادک آگ تے غصالا ہو کر اژدہا باگ تے

اوچایا شطلت کا علم اس وضا جو جیراں ہوا خلق آیا کر قضا
اوچا دل پہ دل خوش چپا راستا کیا ہر طرف تے صف آراستا
ہوئے جمع جنگی ہزاراں تمام قوی دست خونخوار شیراں تمام
یکیک جان یک کوٹ لے برز جیوں لئے ہات ہیں فتنے کے گرز جیوں
کئے رُخ دندے پر جو ہر ٹھار تے زمیں ہس گئی تھی اسی بھار تے
غضبناک ہو جیوں آنگے دل ہوئے کلیجے پہاڑاں کے پھٹ جل ہوئے
ترائی تفیریاں سو جیوں پُر غماں ہوا گھابرا جو کہ پڑ آسماں
سلح پوش پولاد کے کوٹ جیوں بڑا شور سمدور کی لوٹ جیوں
اُتاولے ہو آفت بھرے عزم سوں کھڑے آکے میدان میں رزم سوں
بھیا باؤ جوں قہر کا شور سات شطلت کی اگن سلگ اوٹھی زور سات
اُٹھیا غل جہاں کا تہاں مار مار قیامت زمیں پر ہوئی آشکار
جھلک دیک بجلیاں سی ترورا کے اوڑے فاختے سخت سنسار کے
جو دو راج دو دو ہر تنے برہم ہوئے گگن سات ہیبت تے درہم ہوئے
غصے کا جو بارا اٹھیا زور سوں پڑیا اُس کے لشکر پہ جا قہر سوں
سٹیا اُس کے لشکر کوں جیاں تاں بکھیر لگیا توڑنے تول سوں گھیر گھیر

جو دوڑ اُس کے صف پر دلیراں پٹے — تو بکر یاں اوپر جا کے شیراں پٹے

سٹے خاص ہور عام کوں کاٹ کاٹ — جو کسکوں نہ سمجھا اتھا باٹ گھاٹ

دلیراں جو شہباں کے پائے بل — سو فوجاں کوں یکدہر تے اسکے کھندل

سٹے دھڑ ہوتے یوں منڈیاں کاٹ کاٹ — نہ تھی باٹ جانے کسے واں تے نھاٹ

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا — گگن اُس پہ کشتی ہو چلنے لگیا

ہراں تیر تے لہو کے سمدور تے — جو دستے اتھے بُرڑ بُرڑے دورتے

دَھڑاں سب نپٹ موج کے لوٹ مار — تھے ڈبتے نکلتے نہنگاں کے سار

بلایاں کے باناں کوں جیوں آگ لائی (۲۰۳۰) زمیں ہور زمانے کوں دنیا گ لائی

غضب پر غضب کا جو بارا ہوا — سو ایسا بڑا کچ دھولارا ہوا

دنیا غیب ہوی اُس دھولارے منے — گنوا تا گیا دیس اندھارے منے

لیا گرد جا ڈھانپ اسمان کوں — دھنواں سانپ ہو نگلیا بہاں کوں

سو دریائے قلزم کوں ہیبت چھوٹی — زمیں کے تلے گائے اڑرا اٹھی

بڑا رن پڑیا سخت رگڑا ہوا — کہیں نئے سو نادر یو جھگڑا ہوا

ہو دیواں کے ہاناں کے برہم تمام — گیا اوٹ دریائے قلزم تمام

فتح پائے شہباں کے لوگ سب — کئے چور شمشیر سوں ٹھوک سب

چڑے پیٹیہ ہور جا کہد بڑے وہیں سو حلقا ہو چوندھیر بیڑے وہیں

جو قدرت کے بل سوں ادک فتح پائے پکڑ شاہ قلزم کوں در حال لیائے

نظر اس پہ شہپال کی جیوں پڑی (۲۰۴۰) سو ارواح اُس راج کی جیوں اڑی

بولا کر نزیک اُس اٹھیا بول یوں کہ اے بے کٹر ناجواں مرد کیوں

توں اُس جان کوں مار ضایع کیا سو ویک دیک جیو اس کا کیونکر لیا

کہ او تار تھا جگ میں او نیک نام وفادار اتھا آدمیاں میں تمام

تجے چھوڑ ہرگز نہ دیسوں اتال کروں گا ملا دھول میں پائمال

کہ سنپڑیا ہے توں آج سچ ہات میں توں سچ بول جھوٹا نہ ہو بات میں

اُسے کیا کیا مار کر کان سٹیا یکایک غصا اُس پہ تج کیوں چھوٹیا

رنجابیاں عذاباں دے کس دہات سوں دکھایا توں کس دہات کے گھات سوں

جو وو منجکوں یاد آتا اہے تو سینا مرا پھاٹ جاتا اہے

گلے پڑ لگیا یوں بسلم دنبال سو وو راج ہے تیوں کہا کھول حال

کہ وو جان تیرا جو مینا اہے (۲۰۵۰) موا نیں کہ اجنوں وو جیتا اہے

اسی کے بدل میں منگایا اتھا جو بھائی کو میرے وو ماریا اتھا

غصا تھا سو بند میں رکھیا ہیں نہ مار سلامت سوں ہے وو جتن ایک ٹھار

جو تج تے رضا ٹک اگر پاؤں میں　　تو لیا اس کوں در حال دکھلاؤں میں

ولے توج شہ کو روا یوں نہ تھا　　یک آدم کے تئیں مج دو کھانا نہ تھا

میرے سب پری ہور دیواں کوں مار　　کیا نیست نابود ویں ایک بار

ہٹیلا ہو میرے او پر ہٹ پکڑ　　کیا شہر ہور ملک میرا اُو جڑ

جو یو بات خاطر میں آیا اُسے　　گلے عذر خواہی سوں لایا اُسے

کہا یوں قضا آ گھریا ناگہاں　　نہیں مارنے دم سکت کس تہاں

او دل کر گیا دو طرف تے او بال　　نہ کر فکر دل میں توں ہرگز اتال

بولا بھیج اُس میری من بہت کوں (۲۰۶۰) محبت سوں کر تازہ پھر ریت کوں

جو توں ہور ہمیں سر تے پھر شاد ہوئیں　　عزیزی میں بھایاں کبرے ناد ہوئیں

یکایک کھلے بخت کے جیوں کواڑ　　سو لیائے اُسے بند میانے تے کاڑ

دیکھیا جیوں او دیدار شہبال کا　　کھلیا سر تے ویں پھول جیوں ڈال کا

پڑیا آ ٹیکے شاہ کے چرن پر　　کھیا یوں کہ اے خسرو بحر و بر

ن۔ جو یو بات سن مہر آیا اُسے (س)

ن۔ نظر جو پڑی اُس پہ شہبال کی　　ضعیفی گئی اس کے سب حال کی (س)

بڑے بخت میرے دیکھیا آج تج — پھگی بازواں لگ خوشی آج مج
گیا سب میرا غم تیرے دہیر تھے — کہ جیو دے بچایا مجے سیر تھے
جو اخلاص میرا دسیا تجکوں خاص — کیا خوش مجے بند میں تے خلاص
ہوا[1] ذوق اسی بات تے اُس زیاد — سو پایا اُسے اپنے فرزند کے یاد[2]
او چالے کے چھاتی کوں لایا وہیں — کہ اوتار کچ ہے کہ پایا وہیں
فضیلت[3] میں ارتا کے دیکھن لگیا — جکچ پوچھیا سو وو بولن لگیا
ہر ایک بات پر اُس کی حیراں ہوا — کھلیا سر تے تازہ گلستاں ہوا
کتے[4] لک خوشیاں دل منے آن کر — کیتک دیس اُس شہ کوں بہو مان کر
دے[5] اس کا ملک اس روانا کیا — اپیں آپ نے ملک جاتا کیا
اُٹھیا فتح کے جیوں دماے کوں ٹھوک — ہوئے شاد ترلوک میانے کے لوگ

---

[1] ۔ شہ اس بات تے ذوق پا بے شمار (س)

[3] ۔ جو دیکھیا فضیلت میں اُس آ نہ ما — فضیلت کے تھا اوج کا وو ہما (س)

[4] ۔ خوشی دل منے لاک لاک آن لے — ادک شاہ قلزم کوں بھو مان دے (س)

[5] ۔ خوش اُس کے ملک کوں روانہ کیا (س)

فلک رخش ہو ران تل آئیا — زمانے غاشا انگے دھائیا
چلیا آپنے شہر میں نیٹ سوں — لے سیف الملوک لال کوں پیٹ میں
بلند عرش لگ یو آوازا ہوا — زمیں آسماں سر تے تازا ہوا
خلق سب گلستاں ارم کا تمام — ہو خوشحال پایا انند خاص و عام
بدیع الجمال آپنے من منے — کھلی جیوں کلی پھول کی بن منے
اوتم شہر بانو گتی حق گذار — (۲۰۸۰) روا روم پائی خوشی بے شمار
کتی لگ وضا ذوق کے حال سوں — دعا اپنے فرزند شہبال کوں
کہی یوں کہ اے شاہ آفاق گیر — فدا ہر گھڑی تج پہ ہیرا سریر
جو کنولی سہیلی بدیع الجمال — ہے پتلی تیرے نین کی جگ اُجال
کتے دہات سوں بے نہایت سرائی — سو دیں خواستگاری کے باتاں چلائی
کہی اے تجلی میرے نین کے — کہ آرام مج جیو نا بین کے
جو بیٹی ہے تیری بدیع الجمال — سو سیف الملک سوں ملاتوں اتال
وو سیف الملک جان روشن ضمیر — سمد گیان کا عاشق بے نظیر
وو ایکس کوں یک دونو عاشق ہیں پاک — سو باطن میں ہیں عشق سوں چاک چاک
اونو دو نو یک ہو و ناساج ہے — دنیا دین میں یو بڑا کاج ہے

سو شہبال ماتے سنیا یو جو بات (۲۰۹۰) قبولیا وہیں لاک خوشیاں سنگات
ماں سے — قبول کیا۔ راضی ہوا

کتخدائی سیف الملوک و بدیع الجمال

مدد فیض جوں آسمانی ہوا زمیں ہور زمانا نورانی ہوا

سعادت کے تازی ملے ایک ٹھار سو پرگٹ کیا ذوق کیرا ابھار
نیک بختی — گھوڑے — جگہ — ظاہر

خوشی کے کھلے پھول پھانٹے تمام کئے شکر جیباں ہو کانٹے تمام
شاخ — زبان — کا — خار

ملک فال دیکھ عرش پر غل اوچائے فرح پا وہیں میزبانی گنائے
دعوت

خبر یو ترت جگ میں جانے لگیا زمیں کا نکل گنج آنے لگیا
جلد — خزانہ

خبر پائے دریا کے موتی تمام رتن کھان میانے کے جوتی تمام
ہیرے — معدن — چمکدار

تری ہور خشکی تے پڑ بہار سب سو شہبال کے آئے دربار سب
میں

ہر یک چرخ تل صرف ہونے لگے تجلیاں میں گھل گھل پرونے لگے
کام میں آنے

نگر سب گلستان ارم کا تمام ہوا صاف جیوں جام جم کا تمام
شہر

پرے ہور پریاں جگ کے سارے ملے (۳۱۰۰) بھرائے مجالس ولے در ولے
زمانے — تمام — محل — محلہ۔ محل

پریاں چلبلیاں کاس بھا ساز سوں لگیاں ناچنے مل کے یوں ناز سوں

پنکے ہتک جرٔت کے صد جگمگاٹ — لگیا ہونے چوکدن ترم تماٹ
(پیردں، جھڑادی، چمک، ہنگامہ، چوطرف)

پریاں یہے بدل تہیاں دہائیاں تمام — جواہر کے کاس بھایاں تمام
(تھکتے، آئیے، لاجواب، جواہر، کڑالے)

دہن تنگ تر بانگ باریک تر — شئے قدر تے بال تاریک تر
(شب، سے)

ہوئی مست مجلس خوش آواز سوں — دیوانی کیاں پاتراں ناز سوں

ڈملنیاں ملیاں ڈومنیاں لولیاں — شکر شہد شیریں تے مٹھ بولیاں
(مراثن، شوخ، میٹھے، سخن)

بکس ایک تے ایک ترنیاں اہیں — سو کر ناز کیاں مور ہرنیاں اہیں
(طاؤس، ہرن)

سو پر پیچ زلفاں کوں دو یک گال پر — کنڈل گھال بیٹھا بھجنگ مال پر
(عارض، پٹنا، ڈال، کالا ساپ)

پڑے بال کالے سو جاں تاں تلے — سو جیوں ناگ لڑتے ہیں پاواں تلے
(سانپ)

نجانوں کہاں کوڑ منتر سکیاں (۲۱۱۰) پدم پاؤں ناکس کے جنتر سکیاں
(جاہل، جادو، سیکھے، سحر)

لگیاں ناچنے تیں جو صدرے صدر — نر سیتے لگیاں خوش جدہر کا اُدہر

جوگت لے اُٹھے منڈلے پھر تمام — سٹے ہوش جاگے پو تے گھر تمام
(راگ، قسم باجا)

مندل کاڑ مندل بجانے لگے — گیتاں کاڑ پکر باں سو لیانے لگے
(باجے کی قسم، نکال، گیت)

ن ۔ جو یکدہیر تھے ریج مجلس تمام — سٹے ہوش بیٹھے ہی کھس کھس تمام (س)

ن ۔ جو تپہ اُٹھے منڈلے بے نظیر — ہوئے بادل آسماں کے گل کے نیر (س)

جنتر کار سوراں او چائے ہلوں — سوں مجلس کوں مستی میں لیائے ہلوں
جو کہولن لگے نغمے ہر ٹھار تے[1] — ہلیاں سُن چتر پوتلیاں ٹھار تے
کیتاں جو انچھیں تان پر تان کیاں[2] — رہیں ڈال پنکھ سورآسمان کیاں
سزاوار شاہی کوں یو ساز وار — ہنرمند جو سارے ہور رازدار
دیک اُس بزم کا خوش سہاوا و نور — لگے بھیجنے مرحبا چاند سورج
جو مجلس کوں کھانا کھلانے پہ آئے — صفا خوش کندوریاں سو لیا لیا بچھائے
کندوریاں شہانے سو لک جنس کیاں (۲۱۲۰) رنگا رنگ شیرنیاں ہر اک جنس کیاں
رکھے شیرنیاں لاینکر ٹھار ٹھار — گگن او نچے راتیاں نہ کیئں اس شمار
جو پھل نیر سوں ہات سب کے دہولائے — کندورے کھلانے لجا بیلائے
رنگا رنگ لک جنس کیاں نعمتاں — جو ہر ایک نعمت میں کئے لذتاں
سو آسمان بادل کوں سنگات لے — چندر سور کے جام دو ہات لے
کمر باند خوش ہو اپیں آبدار — نظر ساری مجلس پہ رکھ ٹھار ٹھار
جل امرت لیا لیا پلانے لگیا — پلا پیاس بھر بھر چلانے لگیا

[1] جو نغمے سنیاں خوش چتر کار تھے (س)
[2] جو تاراں تے بارا بہیا تان کا — رہیا ڈال پنکھہ مور اسمان کا (س)

خلائق ولے درولے خاص و عام — کندورے تے فارغ ہوئے خوش تمام
جڑت کے طبق ہر یک اسماں تھے — بھر اُس میاں تے تنکٹے پیاں پان کے
عنبر ہور خوشبو کدم پھول مال — بھرانے لگے جان صاحب جمال
جہاں لگ اتھیاں جگ میں پھل پاڑ پاں (۲۱۳۰) جہاں لگ جو گنبھیر بنوا اڑ پاں
سو یوں خرچ تل شہ کے آئے وہیں — جو یک پان ہور پھل اوبریا نہیں
منور کئے انجمن کوں تمام — زبرجد کے شیشے زمرد کے جام
مدن مست ساقی چھبیلے جوان — ادک چھند بھرے خوش رنگیلے جوان
مدن مدپیالے بھرا ساز سوں — کھڑے آکے مجلس منے ناز سوں
پھرانے لگے دور پر دور خوش — کئے ساری مجلس کیرا طور خوش
عجب دور رنگیں پد اثر دار تھا — متاباس تے اس کے سنسار تھا
نقل ناز کا لیا چکھانے لگے — سو یک یک ہر تے سب کوں بھانے لگے
پیالے جواہر کے پھپنے لگے — متی ہو کہ جاناں سو گرنے لگے

ن- چتر ساقی امرت بھرے واسنچکے — صرایاں لے ہاتاں منے پاچ کے (س)
ن- رنگیں مدپیالے میں بھر ساز توں — بھرائیں لگے دور خوش ناز توں (س)
ن- چڑیا دبک انجمن میں جھلنے لگے — متی مجلسی ہو کہ ڈھلنے لگے (س)

سو پڑتے تھے جاں پد کے بند توٹ کر — زمیں ناچتی تھی وہاں او بٹھ کر
ہوئے تھے متی کئی نہ تھے ہوشیار (۲۱۴۰) جکوئی پیوے وہ کیوں رہے ہوشیار
کئے بخش ساریاں کوں یکد ہیر تے — ہوئے شاد سب اس جہانگیر تے
الہی جو معشوق عاشق اوپر — کرم کر ملاتا ہے یک تل بہتر

جلوہ دادن سیف الملوک و بدیع الجمال

تجلی سوں جلوے کی جیوں رات آئی — سو ویں غیب تے فیض لک ہات پائی
جو شب قدر کوں بھی نہ تھا فیض تیا — سرا نا سکوں میں سراؤں جتا
مراداں جو دہر تے تھے جگ دل منے — سو پائے اسی رات یک تل منے
نظر ہوئی عنایت کی سبحان تے — اترنے لگی رحمت اسمان سے تے
تجمل روپ کیاں چلبلیاں شہریاں — اوتم ذات اوتم گیان کیان گن بہریاں
بدیع الجمال اچپلی نار کوں — ڈوبایاں زر نیے میں جھلکار سوں
جو جلوہ دلانے ہو یاں مستعد — محل جلوے کارن کیاں مستعد
جواہر کے منڈوے سو چھایاں تمام (۲۱۵۰) مرصع کے پردے بندایاں تمام
ہر یک محل صوفیاں منے رنگ رنگ — جڑت کے رچے لیا کے چھپر پلنگ

ملیاں خوش ہو مایاں و بایاں تمام — شو آروس کے پاس آیاں تمام

دیا اُس گھڑی جاں ہوی بیسر تے — کھلے بخت گوتیاں کے یکدہیر تے

او تم ڈومنیاں مل پلانے لگیاں — سہیلے شہانے سوگانے لگیاں

نول جاں سیف الملک بختور — اُمس سات آ بیٹھیا تخت پر

نبی ہور بنبے لوک پلانے لگے — شو آروس کے تئیں سرانے لگے

سعادت کے ساعت ہویدا ہوا — سو قاضی مسیحا ہو پیدا ہوا

لیا شو کیرا ہات اپن ہات میں — خوشی سوں پڑیا عقد اس سات میں

دعا سر کیا جیوں خوش آہین سوں — ملائک کئے ختم آہین سوں

ملے شہ کے چوندہیر سب گوتیاں (۲۱۶۰) لگے وارنے شو او پر موتیاں

چلے جلوے کے محل ہیں شو کوں لے — کو اڑاں سو اقبال کیرے کھلے

ن ۔ اک ذوق پر ذوق پایاں تمام (س)

ن ۔ جو ساعت شرف کا ہویدا ہوا (س)

ن ۔ پڑیا عقد رحمت بھری سات میں (س)

ن ۔ جو سیف الملک برج اقبال کوں — چلے محل میں لے کے اُس لال کوں (س)

کھڑی مشتری ناد کا ساز کر — سورج جگمگا تا سو آسمان پر
مشاطا ہو زُہرا اتر آئی بیگ — چمک نور کا لیا کہ جھمکائی بیگ
تجھل نور کا لیا کہ پردا ایندائے — شو آروس دو نوں کوں لیا بیسلائے
جو پردے بیتے ہات ہلنے لگے — سو لک دہات پھولاں اُچھلنے لگے
مگر غیب تے جگنے دو نور کے — مل اُڑتے اتھے کھول پنکھ سور کے
دے جلوا مشاطا جو نروال ہوئی — سو بھوگی نول شہ کی وان چال ہوئی
نبیؐ پر ہزاراں درود بھیج دیں — چلیا لیکہ آروس کوں سیج دیں
دیکھیا نور کا اُس تجھل نور تے — زیادہ اتھے نور کے پور تے
جو جلوے تے فارغ ہوئی خلق سب (۲۱۷۰) چلیا شو لے آروس کوں سیج تب
دیکھیا مو کھ جیوں شو نے آروس کا — کھلیا سر تے جیوں پھول فردوس کا
چیڑی تو ب محبوب دیکھ ہات میں — رسجانے لگیا بات کر بات میں
سٹیا ہات جیوں اسپہ طناز سوں — لگی شرم کر لاجنے ناز سوں
سو چھاتی کوں چھاتی لگا حال سات — ہو الٹ پٹ اُس نور کی ڈال سات

ن۔ سو آیا اول سمد سنتوش کا (س)

رلیاں ہیں نپٹ چھند سوں لائیا — جو بن قبہ نور دو پائیا
جھٹاپٹ لگی ہونے دو ہی ہیں — ڈوبے سیس تے پگ تلک خوبی ہیں
ادہر مد پلا کر کیا ست اسے — ہوئی مست دیک ہیں کیا دست اسے
جکا جوت موتی پڑیا دیک ہات — بندیا خوش اسی وقت الماس سات
پچھل خوب یاقوت کے بیشمار — یوں اس ڈہال موتی تے نکلیا بہار
جو الماس تھا سو رہیا لعل ہو (۲۱۸۰) لگیا ڈھلنے او لعل تب ڈہال ہو
کہ ظاہر ہوا لعل کی بیل یوں — بلیاں سب سہیلیاں باغ خوش جیوں
زیادا خوشی ہوئی یوں مائی کوں — ادک بھی خوشی ہوئی اُس بھائی کوں
پھرا کر گنائے خوشی سیر تے — دیے خلعتاں سب کوں یکدہیر تے
ہوئے خلق تازے سو جیوں نو بہار — کہ پھل ہور پاتاں کوں آیا ہے بار
کہ نا ہور پری شہر کے سب بلائے — ہر یک جنس کے نعمتاں سب کھلائے
کہ شہ نے خوشی سر تے تازی کیا — کہ اُس نار سوں پھر کہ بازی کیا
لگیا باس نازک جو اُس پھول کا — کھلیا رنگ اُس خوب مقبول کا
ہلوں بھی اترنے لگی نار ہیں — سو چھند بند کرنے لگی نیاز ہیں
ریجھانے لگی شہ کوں خوش نین کھول — پھولانے لگی یوں میٹھے بول بول

کبھی شو کوں کر مست ہم شان ہو (۲۱۹۰) کبھی گود میں لیٹ انجان ہو

کبھی لگ سینے شہ تول جان کے — ادہر سوں اپنڑ دے بیڑیاں پان کے
کبھی شہ گلے ہات کنٹھ مال بھائے — کبھی شوق سوں گد گلیاں کر ہنسائے
کبھی بھوگ سنگرام خوشحال ہوئے — سو قرباں کدہیں شہ کے اپرال ہوئے
دونو میں کول عشق بازی لگی — دو بازی مٹھی حق کے تازی لگی
ہوا جگ میں مشہور ہر ٹھانو یو — بسی لگ دنیا میں رہیا ناتو یو
شگفتا ہو شہبال شہ نیک نام — اُسیں پا کھلایا خزانے تمام
بھوایاں دہنگاں جگ کے سد جائے تیوں — لگیا بانٹنے مال من بھائے تیوں
کسے نور تن ہور کسے موتیاں — کسے ہت کڑک ہور پدک جوتیاں
کسی کوں جڑت کے اتم کنٹ مال — کسی کوں جڑت کی پٹی جگ اجال

کسے ذات تیزی کسے مست ہست (۲۲۰۰) کسے خوب تحفے کسے خوب بست

کیا دان بے مثل یک دھیر تھے — دیا خلعتاں سب کوں یوں سیر تے
کہ مہماں سب کوں کیا سرفراز — کیا خوش کتے لک وضا سوں نواز
رضا لے جو مہماں داراں چلے — دعا شاہ کوں کر ہزاراں چلے
نپیا کوچ شہ تے سکل دان پائے — جو گھر ہور عمارت سُنے کی اوچائے

ڈبی تھی سُنپنے میں زمیں جاں تہاں کہ ایسا سنجی بے بدل ہے کہاں
(سونپنے، لاجواب)

سنگار اُس پھکی بزم کوں و نیہار دیوے زینت اس و ہات سوں ٹھار ٹھار
(سنوارنے والا، طرح)

جو گنبھیر شہبال دانا شریک کیتک دن شوآروس کوں کہہ نزیک
(دلہن)

منگیا بھیجے اُس کے ابا باپ پاس دیا خوب بستاں جو تھے اپنے پاس
(ماں)

چندر سور سے درجکاں کئی ہزار جواہر بھرے صندوقاں بے شمار
(جواہر)

کیتک جنس کے خوب باندی غلام (۲۲۱۰) کیتک پاتراں جلد نادر تمام
(نایاب)

مکلّل جڑت کی عماری گنبھیر کرایا ترت مستعد بے نظیر
(جڑاوی، جلد)

دعا پر دعا کر گلے لائیکر شوآروس کوں اس میں بسلائے کر
(لگاکر، دولہا، دلہن، بٹھا)

تجمل ستی خسروی ریت کے چڑا پیٹ اوپرال عفریت کے
(رسم رواج، پشت)

بڑے غلغلے سوں روانا کیا عجب کاج جگ میں یو دانا کیا
(کام)

نظر میں دسیا سارے عالم کوں یوں سلیمان شوعاروس بلقیس جیوں
(دکھا، دولہا، دلہن)

جو اپڑے سراندیل کے راج پاس مہاراج گنبھیر سر تاج پاس
(پہنچے، لنکا)

سو آسا منے خسروی داب سوں ملیا جیونکہ آفتاب مہتاب سوں
(دبدبے، جیسے)

بڑی شان سوں لائیا شہر میں ہوا آشکارا یو چوندھیر میں
(سارے عالم)

ملا شاہزادی سوں آبھائی وو دیکھت بھائی کوں خوش گلے لائی وو
(لگائی)

حرم میں قبیلے کوں شہ کے تمام (۲۲۲۰) سو کہہ بھیجیا بندگی ہور سلام

نیکے یارسا عدو فادار سوں ملیا خوش سینے لائیا پیار سوں
خوش یک دھرتے ساریاں کوں شادی ہوی دو شادی بڑی کیقبادی ہوئی
کیتک دن دہاں باندگی دور کر سینا ذوق لیئی سمد سوں پور کر
سہج خوب ساعد دو کہیار کیے دہاٹ چلایا ہلوں خواستگاری کی بات
سو او جگپتی راجا راضی ہوا چلچ دغدغا تھا سو ماضی ہوا
سہج فال جیوں خیر کے کام سوں پڑیا خوب ساعد کے آنام سوں
کیا خوش ہو شہ میزبانی شروع بدہاوا بڑا خسروانی شروع
جو دھم دھم دمامے بجانے لگے غماں سب نکل بہار جانے لگے
نفیریاں کی آواز سن ٹھار ٹھار نکل دولتاں غیب تے آئے بہار

صدر پر صدر شاہ کے بخت ستے (۲۲۳۰) اُتر آئے آسمان کے تخت تے

جو زہرا ابھی ہور مشتری گاہنار کئے گرم مجلس کوں آ ٹھار ٹھار
جو جاں لگ گلاونت تے واں بھرے تمام آپ نے طائفاں سو کھڑے
اُچانے لگے اس وضا تمتماٹ جو تر لوگ کا واں بھربا آکہ ہاٹ
جھنکنے لگے زعفرانی سُر آ کہرا زعفراں ہور سمدور آ

ملک خوش چیندر کے دو گلدان تے — لگے میلنے پھول اسمان تے
جو فردوس کا پاؤ عطار تھا — محلاں ہیں شہ کے گمنہار تھا
بھریا باس خوشبوئی کا ٹھار ٹھار — سراندیل سارا ہوا نوبہار
سو خوش ہور نانا جو ساعد ہوا — سرافراز اُس شہ تے ساعد ہوا
گھڑی دیک خوشی کا سمایا وہیں — قضا دوڑ قاضی ہو آیا وہیں
سعادت کی ساعت ہیں خوشحال ہوں (۲۲۴۰) پڑیا پھول کا عقد اوس ڈال سوں
ملے جیوں او شہزادی ہور بو جواں — ہوا اشتاد سیف الملوک کا پراں
نہایت کوں انپڑے دیک انکا جوال — کیتیک دن و تو بھائی کوں اچ وال
سمیٹ مال دہن داں تے لے بجیاب — چلے مصر کے ملک کوں پھر شتاب
جو عاصم نول شہ دو کہی جھوک جھوک — ہوا تھا جو کاڑی نمن سوک سوک
یکایک خوشی ہور آنند کی — سنیا جیوں خبرا اپنے فرزند کی
پھو گیا ہور آیا رگے رگ پراں — بڈہا ڈہونگ تھا سو ہوا پھر جواں
دہیں غم کے حجرے تے نکلیا بہار — لے ارکان دولت کوں سب ایک بار
گیا سامنے ہور ملیا پوت کوں — گلے لا کیا پوت کوں گل تسوں
خوشیاں سوں بلا شہر ہیں لائیا — دسے بھوان ایمان کر پائیا

دیا آپنی بادشاہی اُسے (۲۲۵۰) سلاماں کئے سب سپاہی اُسے

لگیا کرنے سیف الملک راج (حکومت) خوش — ہوئی عرش کرسی وو معراج خوش

خدا اُس کے من (دل) کی دیا جیوں مراد — دیوے ہر طلب گار کا وو ں مراد

کہاں آسماں ہور کہاں دہر (زمین) تیری — کہاں آدمی ہور کہاں شہ پری

کہاں لال سیف الملک جگ جال — کہاں موہنی دہن بدیع الجمال

کہاں جان ساعد کیتے بے نظیر — کہاں او او تم شاہزادی گنبھیر

خدا یوں ملانے جو آتا اہے — سو اس دہات سوں لا ملاتا اہے

لکھ اس دہات سوں داستاں بیج (نظیر) — رسالہ لطافت بھریا دلپذیر

جو لکھنے نہ سک دور سن (زبان) کا قلم — سو پاندا (تھک) ہو پڑتا انتھا دمبدم

نجھاں دل کے انکھیاں سوں دیکھیں منے — تو ہر ایک بیت اس سفینے منے

جکا جوت محبوب ہے بکرد ار (۲۲۶۰) میرے فکر پردے تھیں (بغور) نکلی بہار

دیوے دوں جو جلوا عروسی منے — جو سد تارے انبر (آسماں) کے جوسی منے

ملائک سو بالائے چرخ برین — کہیں اس سفینے کوں دیک آفرین

رتن پار کے بے بدل مشتری — مرے جوہراں کا ہوا مشتری (خریدار)

کہ میرے چتر (چالاک) شد نول لال (موتی ہیرے) تھیں — بلند اُس کے گنبھیر اقبال تھیں

نہ کیں ایسے جوہر ہیں جھلکار کے ۔۔۔ نہ کس کہاں ہیں ہوئیں سنسار کے
کہ نکلے ہیں نادر ہو جوہر مرے ۔۔۔ جتا مول اس کا سراؤں سرے
دیکھے یو جواہر جکا جوت جیوں ۔۔۔ ستارے پھیکی ہو رہے بہوت جیوں
ہر ایکیں کوں ہے قرب اس مال کا ۔۔۔ مجھے قرب اس جواہراں لال کا
کہ چوراں تے اس مال کوں ہے دغا ۔۔۔ ولے اس جواہر کوں نئیں دغدغا
کہ مالی دو خرچے تو خالی ہووے (۲۲۷۰) ولے یو کدہیں کوں نہ خالی ہووے
جو سلطان عبد اللہ انصاف کر ۔۔۔ ہیرے جوہراں پوتے دل صاف کر
دیوے داد میرا بہوت مان پانوں ۔۔۔ امس دور تھے تا گریبان پانوں
کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے ۔۔۔ تو تازا میرا طبع گلزار ہوئے
کہ غمگین ہوں میں سخت سنسار تے ۔۔۔ دھروں و غدغے لاک اس آزار تے
پریشانگی میں جمیا خیال میں ۔۔۔ لے آیا ہوں ایسے رتن ڈھال میں
جو بہو گی نول شہ سیتی فرح پاؤں ۔۔۔ تو اس تھیں رتن خاص دھنڈ دھنڈلیاں
اگرچہ ہوں شہ کے بنداں میں حقیر ۔۔۔ ولے شعر کے فن میں ہوں بے نظیر
کہ مونہہ کھول یوں میں کہوں کیا اپیں ۔۔۔ گواہی دیویں شعر اپیں نا چھپیں
ہر خیال یو نظم الہام سوں ۔۔۔ کیا میں نول شاہ کے نام سوں

(۱۰۳۵)

برس یک ہزار، ہور پنج تیس میں (۲۲۸۰) کیا ختم یو نظم دن تیس میں

جو عارف و جو داں نزاکت شناس — صفا اُس تھیں حاصل کریں بے قیاس

پڑھیاں کوں تو سب آوے یو کام کوں — دیوے ذوق ادک خاص ہور عام کوں

لکھنہارا یولاب پر لاب پائے — سدا سرخروئی کیرا آب پائے

مبارک اچھو شاہ کوں یو مدام — بحق محمدؐ علیہ السلام

مبارک گھڑی میں کیا میں تمام

محمدؐ نبیؐ پر ہزاراں سلام

